عقل مند انسان

(عقیدے کے بارے پر اپر گائیڈ)

عبداللہ اردو

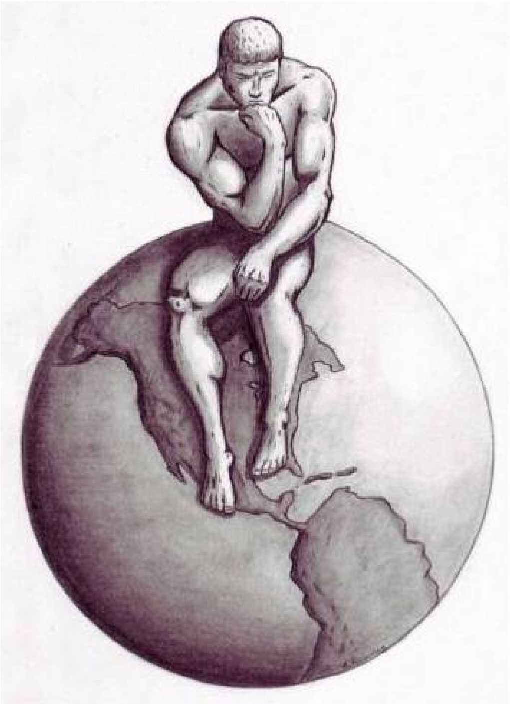

یہ کتاب عقیدہ لائبریری سے ڈاؤن لوڈ کی گئی ہے.

http://www.aqeedeh.com/ur/

E-mail: book@aqeedeh.com

اردو زبان میں بعض مفید اسلامی ویب سائٹس:

www.aqeedeh.com
www.ahlehaq.org/hq/
www.islamhouse.com
www.eeqaz.com
www.tauheed-sunnat.com/sunnat
www.khatm-e-nubuwwat.com
www.kitabosunnat.com
ww.muhammadilibrary.com
islamqa.info/ur/
www.quran-o-sunnah.com
www.deeneislam.com
www.nadwatululama.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست کتاب

فہرست کتاب ۳
پیش لفظ ۵
پہلی فصل پیش کردہ ٹائم ٹیبل: ۵
دوسری فصل ۷
تیسری فصل ۱۱
چوتھی فصل ۱۶
پانچویں فصل ۱۸
چھٹی فصل ۲۲
ساتویں فصل ۲۶
آٹھویں فصل: ۲۸
نویں فصل ۳۲
دسویں فصل ۳۶
گیارہویں فصل ۳۹
بارہویں فصل ۴۴
تیرھویں فصل ۴۹
چودھویں فصل ۵۴
پندرھویں فصل ۵۸
سولھویں فصل ۶۲
سترھویں فصل ۶۵
اٹھارہویں فصل ۶۹
انیسویں فصل ۷۲
بیسویں فصل ۷۶

اکیسویں فصل ۸۲
بائیسویں فصل ۸۵
تیئیسویں فصل ۸۹
چوبیسویں فصل ۹۳
پچیسویں فصل ۹۷
چھبیسویں فصل ۱۰۰
ستائیسویں فصل ۱۰۴
اٹھائیسویں فصل ۱۰۹
انتیسویں فصل ۱۱۳
تیسویں فصل خوبصورت خاتمہ ۱۱۶
منابع: ۱۱۸

پیش لفظ

بے شک تمام تعریفیں ثابت ہیں اللہ تعالی کیلئے، ہم اسکی ہی تعریف کرتے ہیں، اس سے ہی مدد مانگتے ہیں؛ اور ہم اللہ کی پناہ میں آتے ہیں اپنے نفوس کے شر اور اپنے اعمال کی برائیوں سے. جس کو اللہ ہدایت دیتاہے تواس کو کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جس کو وہ گمراہ کرتا ہے تو اس کو کوئی ہدایت دینے والا نہیں. اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ ایک ہی ہےجسکا کوئی شریک نہیں، اور ہم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ حضرت محمد۔۔ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔درود ہوں آپ پر، آپکی آل پر، اور آپکے اصحاب پر، اور قیامت کے دن تک انکی پیروی کرنے والوں پر.

ہم آپکو اس کتاب کے پڑہنے پر خوش آمدید کہتے ہیں جو اللہ تعالی کے فضل کرم سے اور کچھ دوستوں کے بھرپور تعاون سے آج پایۂ تکمیل کو پہنچی.

اس کتاب میں ایمان اور عقیدے کے بارے میں گفتگو کی گئ ہے جو انسان کی زندگی میں اہم چیزیں ہیں، اور ہر انسان اس میں سوچ بچار کرتا ہے دینی اور اجتماعی دُوری کے باوجود.

اور یہ کتاب تیس فصلوں میں تقسیم کی گئ ہے؛ اور ہر فصل کو پڑھنے کیلئے پندرہ منٹ چاہیئے ہیں؛ لیکن آپ سے درخواست ہے کہ آپ ہر فصل کو چوبیس گھنٹوں میں ایک بار پڑھیئے اور بہتر یہ ہے کہ اس دوران ہر چیپٹر میں سوچیئے، اور اس کو تنگی نظر سے پڑھیئے.

سچ بات یہ ہے کہ اس کتاب کے دو مؤلف ہیں پہلا مؤلف وہ کہ جس نےاس کتاب کو اس شکل میں آپکے سامنے پیش کیا، اور دوسرا مؤلف تو خود پڑھنے والا ہے؛ کیوں کہ ان فصلوں میں آپ کاسوچ بچار کرنا ایک باقاعدہ ایسی لائن ہے جو آپ کو اس کتاب کے آخر تک پہنچاتی ہے.

اگر آپ نے اس کتاب کو صحیح طرح سے نہ پڑھا یا اسکے ٹائم ٹیبل کے خلاف پڑھا تو یہ آپ کو اس ٹارگٹ تک نہیں پہنچائے گی جہاں تک آپ پہنچنا چاہیں گے.

پہلی فصل پیش کردہ ٹائم ٹیبل:

۱۔ ہمارا مشورہ یہ ہے کہ آپ اس کتاب کی ہر فصل ایک الگ الگ کتاب کی حیثیت سے پڑھیئے کہ اس کی اقل مدت ایک یا دو ماہ ہو.

۲۔ ہر فصل کو پڑھنے کیلئے ایک وقت مقرر کرلیجئے جو کہ چوبیس گھنٹوں سے زیادہ نہ ہو.

۳۔ ان پیروں اور فصلوں کو چوبیس گھنٹوں میں پڑھنے کے بعد سوچیئے.

۴- اگر کوئی سوال آپکے ذھن میں آئے تو پڑھنے کو مت روکئے بلکہ جاری رکھیئے تو آنے والی فصلوں میں جواب مل جائے گا.

۵- پڑھنے والے کا سوچنا ہی اس کتاب کا بنیادی مقصد ہے جب وہ ہر فصل کو پڑھنے کے بعد سوچتا ہے.

٦- ہر فصل کو پڑھنے کے بعد ایک سوال پیدا کرنا ہی تفکیر کی ابتدا ہے فصلوں کی جانچ کرنے میں.

۷- فصول میں قرآن مجید اور عقل سے استدلال کیا گیا ہے- کسی خاص مذہب کے بارے نہیں- بلکہ یہ خطاب سب مسلمانوں سے ہے.

۸- پہلی فصلوں کو پڑہنے کے بعد مت روکیں؛ بلکہ جاری رکھیئے کیوں کہ یہ مقدمۃ ہے اوراس کتاب کی اہم بحوث تک پہنچنے کیلئے ذہن تیار ہی ہو ہی جائیگا.

۹- جسطرح کہ آپ جانتے ہیں کہ بہت سے لوگوں کے پاس کتابوں کو پڑھنے کیلئے وقت ناکافی ہوتا ہے؛اس لیے اس کتاب کو حسب استطاعت مختصر کیا گیا ہے.

۱۰- یہ کتاب اس لیے بھی بہت اہم ہے کہ اس میں آپ کی جگہ کوئی اور نہیں سوچ سکتا، جو کچھ بھی افکار ڈالے گی، تو آپ کو پڑھنا اور سوچنا چاہیے، اور جو کوئی بھی دین اور اہل دین کی پیروی کرتا ہے تو دین کی حقیقت کو پالیتا ہے.

کتاب کی پہلی قسم اس کی بحوث تک پہنچانے کا دروازہ ہے؛ جب تم پہلی فصل پڑھوگے تو اس میں مقدمہ اور مطالعہ کرنے کا طریقہ ہے. آخر میں یاددھانی کیلئے آپ سے التماس ہے کہ اس کتاب میں تفکیر کو پکا کیجئے.

سوچنے کیلئے سوال: کیا آپ جانتے ہیں کہ کس لیے سوچ و بچار کی جاتی ہے؟

منتخب آیہ: ﴿وَهُوَ ٱلَّذِى مَدَّ ٱلْأَرْضَ وَجَعَلَ فِيهَا رَوَٰسِىَ وَأَنْهَٰرًا ۖ وَمِن كُلِّ ٱلثَّمَرَٰتِ جَعَلَ فِيهَا زَوْجَيْنِ ٱثْنَيْنِ ۖ يُغْشِى ٱلَّيْلَ ٱلنَّهَارَ ۚ إِنَّ فِى ذَٰلِكَ لَءَايَٰتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ﴿٣﴾﴾ [الرعد: ٣].

اور اُسی نے زمین کو پھیلایا اور اس میں پہاڑاور دریا بنائے اور زمین میں ہر ایک پھل دوقسم کا بنایا دن کو رات سے چھپا دیتا ہے بے شک اس میں سوچنے والوں کے لیے نشانیاں ہیں (۳)

دوسری فصل

آج لوگ اللہ سے محبت کیوں نہیں کرتے اور اس سے کیوں نہیں ڈرتے ؟ کس لیے ہم ایک لمحہ بھی اللہ سبحانہ کے بارے نہیں سوچتے. ہم ان سوالات کے جوابات دینے کی کوشش کریں گے.

ہم انسان کو ایمان اور عقیدے میں سوچ بچار کے لحاظ چار قسموں میں بانٹتے ہیں:

پہلی قسم کے لوگ: وہ لوگ جو کسی چیز کی پیروی نہیں کرتے، اور نہ ہی دین، ایمان اور عقیدے کا اہتمام کرتے ہیں، اور نہ موت کے بعد والی زندگی کے بارے میں سوچتے ہیں؛ بلکہ وہ صرف کھانے پینے، رہنے سہنے اور کام کاج کا سوچتے ہیں... اللہ اور عبادات کو، اور قیامت کے دن کو بھول جاتے ہیں. اللہ سبحانہ وتعالی کا ارشاد گرامی ہے:

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ ٱتَّقُواْ ٱللَّهَ وَلۡتَنظُرۡ نَفۡسٞ مَّا قَدَّمَتۡ لِغَدٖۖ وَٱتَّقُواْ ٱللَّهَۚ إِنَّ ٱللَّهَ خَبِيرُۢ بِمَا تَعۡمَلُونَ ۝١٨ وَلَا تَكُونُواْ كَٱلَّذِينَ نَسُواْ ٱللَّهَ فَأَنسَىٰهُمۡ أَنفُسَهُمۡۚ أُوْلَـٰٓئِكَ هُمُ ٱلۡفَٰسِقُونَ ۝١٩﴾ [الحشر: ١٨-١٩].

اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور ہر شخص کو دیکھنا چاہیئے کہ اس نے کل کے لئے کیا آگے بھیجا ہے اور اللہ سے ڈرو کیوں کہ اللہ تمہارے کاموں سے خبر دار ہے (١٨) اور ان کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے اللہ کو بھلا دیا پھر اللہ نے بھی ان کو (ایسا کر دیا) کہ وہ اپنے آپ ہی کو بھول گئے یہی لوگ نافرمان ہیں (١٩)

اور یہ بھی فرمایا:

﴿مَن يَهۡدِ ٱللَّهُ فَهُوَ ٱلۡمُهۡتَدِيۖ وَمَن يُضۡلِلۡ فَأُوْلَـٰٓئِكَ هُمُ ٱلۡخَٰسِرُونَ ۝١٧٨ وَلَقَدۡ ذَرَأۡنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيرٗا مِّنَ ٱلۡجِنِّ وَٱلۡإِنسِۖ لَهُمۡ قُلُوبٞ لَّا يَفۡقَهُونَ بِهَا وَلَهُمۡ أَعۡيُنٞ لَّا يُبۡصِرُونَ بِهَا وَلَهُمۡ ءَاذَانٞ لَّا يَسۡمَعُونَ بِهَآۚ أُوْلَـٰٓئِكَ كَٱلۡأَنۡعَٰمِ بَلۡ هُمۡ أَضَلُّۚ أُوْلَـٰٓئِكَ هُمُ ٱلۡغَٰفِلُونَ ۝١٧٩ وَلِلَّهِ ٱلۡأَسۡمَآءُ ٱلۡحُسۡنَىٰ فَٱدۡعُوهُ بِهَاۖ وَذَرُواْ ٱلَّذِينَ يُلۡحِدُونَ فِيٓ أَسۡمَـٰٓئِهِۦۚ سَيُجۡزَوۡنَ مَا كَانُواْ يَعۡمَلُونَ ۝١٨٠﴾ [الأعراف: ١٧٨-١٨٠].

جسے اللہ تعالی ہدایت دے وہی راہ پاتا ہے اور جسے گمراہ کر دے پس وہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں (١٧٨) اور ہم نے دوزخ کے لیے بہت سے جن اور آدمی پیدا کیے ہیں ان کے دل ہیں کہ ان سے سمجھتے نہیں اور آنکھیں ہیں کہ ان سے دیکھتے نہیں اور کان ہیں کہ ان سے سنتے نہیں وہ ایسے ہیں جیسے چوپائے بلکہ ان سے بھی گمراہی میں زیادہ ہیں یہی لوگ غافل ہیں (١٧٩) اور سب اچھے نام اللہ ہی کے لیے ہیں سو اسے انہیں ناموں سے پکارو اور چھوڑ دو ان کو جو اللہ کے ناموں میں کجروی اختیار کرتے ہیں وہ اپنے کیے کی سزا پا کر رہیں گے (١٨٠)

دوسری قسم کے لوگ: وہ لوگ جو ایمان، عقیدے اور موت کے بعد والی زندگی، نماز، روزے کا اہتمام کرتے ہیں، اور ہر عمل جو اللہ سبحانہ وتعالی کے قریب کرے اور وہ کوشش کرتے ہیں کہ جنت اور اللہ کی رضا کو بغیر کسی گناہ اور

خطاکے پالیں؛ لیکن ان لوگوں کا ایمان، اور عقیدے کا اہتمام کرنے کے باوجود ان کی مشکل کا اصلی سبب یہ ہے کہ وہ ایمان، عقیدے کے بارے میں ولادت سے لیکر مرنے تک کبھی بھی نہیں سوچتے. وہ ایمان اور عقیدے کے بارے میں وہی فکر رکھتے ہیں جو انہیں اپنے ماں باپ سے وراثت میں ملی ہے، اور اگر آپ ان سے اس بارے سوال کریں تو وہ وہی جواب دیں گے جیسے انکے آباء واجداد نے دیا، اور جو آپ انکی تقلید کے بارے میں انکی آراء اور افکار اور دراسی کتب میں پڑھتے آئے اور انکے آباء واجداد سے جانتے ہو. اللہ تعالی نے قرآن میں انکی وضاحت یوں فرمائی ہے

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ كُلُواْ مِمَّا فِي ٱلۡأَرۡضِ حَلَٰلٗا طَيِّبٗا وَلَا تَتَّبِعُواْ خُطُوَٰتِ ٱلشَّيۡطَٰنِۚ إِنَّهُۥ لَكُمۡ عَدُوّٞ مُّبِينٌ ١٦٨ إِنَّمَا يَأۡمُرُكُم بِٱلسُّوٓءِ وَٱلۡفَحۡشَآءِ وَأَن تَقُولُواْ عَلَى ٱللَّهِ مَا لَا تَعۡلَمُونَ ١٦٩ وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ ٱتَّبِعُواْ مَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ قَالُواْ بَلۡ نَتَّبِعُ مَآ أَلۡفَيۡنَا عَلَيۡهِ ءَابَآءَنَآۚ أَوَلَوۡ كَانَ ءَابَآؤُهُمۡ لَا يَعۡقِلُونَ شَيۡـٔٗا وَلَا يَهۡتَدُونَ ١٧٠﴾ [البقرة: ١٦٨-١٧٠].

اے لوگو ان چیزوں میں سے کھاؤ جو زمین میں حلال پاکیزہ ہیں اور شیطان کے قدموں کی پیروی نہ کرو بے شک وہ تمہارا صریح دشمن ہے (١٦٨) وہ تو تمہیں برائی اور بے حیائی ہی کا حکم دے گا اور یہ کہ اللہ کے ذمے تم وہ باتیں لگاؤ جنہیں تم نہیں جانتے (١٦٩) اور جب انہیں کہا جاتا ہے کہ اس کی پیروی کرو جو اللہ نے نازل کیا ہے تو کہتے ہیں بلکہ ہم تو اس کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا کیا اگرچہ ان کے باپ دادا کچھ بھی نہ سمجھتے ہوں اور نہ سیدھی راہ پائی ہو (١٧٠)

تیسری قسم کے لوگ: وہ لوگ جو ایمان، عقیدے اور موت کے بعد والی زندگی کا اہتمام کرتے ہیں، اور ان مسائل کو پڑھنے کی بہت کوشش کرتے ہیں جو عقیدہ، دین، روحانیت اور موت کے بعد والی زندگی میں رابطہ کرتے ہیں، اور ایمان کے بارے میں، انسانیت کی حقیقت اور موت کے بعد والی زندگی کے بارے میں بہت سوچتے ہیں، اور ان کے پاس اس بارے میں سوچنے کا خاص وقت بھی ہوتا ہے؛ لیکن ان کی مشکل کا اصلی سبب یہ ہے کہ وہ اپنے توہم اور گمان کا شکار رہتے ہیں، ہمیشہ وہ مکتبوں میں فلسفہ اور اس کے مفاہیم جو انسان کیطرف آسمانی کتب سے نازل ہوئے ہیں، غور کرتے ہیں کہ اگر قرآن میں یہ مفاہیم۔ قیامت، فرشتے، جنات... کہ کس طرح انسان ان مفاہیم تک پہنچتا ہے. اللہ تعالی نے قرآن میں ماوراء الطبیعت کے مفاہیم کے بارے میں یوں فرمایا:

﴿وَٱلَّذِينَ كَفَرُواْ لَهُمۡ نَارُ جَهَنَّمَ لَا يُقۡضَىٰ عَلَيۡهِمۡ فَيَمُوتُواْ وَلَا يُخَفَّفُ عَنۡهُم مِّنۡ عَذَابِهَاۚ كَذَٰلِكَ نَجۡزِي كُلَّ كَفُورٖ ٣٦ وَهُمۡ يَصۡطَرِخُونَ فِيهَا رَبَّنَآ أَخۡرِجۡنَا نَعۡمَلۡ صَٰلِحًا غَيۡرَ ٱلَّذِي كُنَّا نَعۡمَلُۚ أَوَلَمۡ نُعَمِّرۡكُم مَّا يَتَذَكَّرُ فِيهِ مَن تَذَكَّرَ وَجَآءَكُمُ ٱلنَّذِيرُۖ فَذُوقُواْ فَمَا لِلظَّٰلِمِينَ مِن نَّصِيرٍ ٣٧ إِنَّ ٱللَّهَ عَٰلِمُ غَيۡبِ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلۡأَرۡضِۚ إِنَّهُۥ عَلِيمُۢ بِذَاتِ ٱلصُّدُورِ ٣٨ هُوَ ٱلَّذِي جَعَلَكُمۡ خَلَٰٓئِفَ فِي ٱلۡأَرۡضِۚ فَمَن كَفَرَ فَعَلَيۡهِ كُفۡرُهُۥۖ وَلَا يَزِيدُ ٱلۡكَٰفِرِينَ كُفۡرُهُمۡ عِندَ رَبِّهِمۡ إِلَّا مَقۡتٗاۖ وَلَا يَزِيدُ ٱلۡكَٰفِرِينَ كُفۡرُهُمۡ إِلَّا خَسَارٗا ٣٩﴾ [فاطر: ٣٦-٣٩].

اورجو منکر ہو گئے ان کے لیے دوزخ کی آگ ہے نہ ان پر قضا آئے گی کہ مرجائیں اور نہ ہی ان سے اس کا عذاب ہلکا کیا جائے گا اس طرح ہم ہر ناشکرے کو سزا دیا کرتے ہیں (٣٦) اوروہ اس میں چلائیں گے کہ اے ہمارے رب ہمیں نکال ہم نیک کام کریں برخلاف ان کاموں کے جو کیا کرتے تھے (اللہ فرمائیں گے) کیا ہم نے تمہیں اتنی عمر نہیں دی تھی جس میں سمجھنے والا سمجھ سکتا تھا اور تمہارے پاس ڈرانے والا آیا تھا پس مزہ چکھو پس ظالموں کا کوئی مددگار نہیں (٣٧) **بے شک اللہ آسمانوں اور زمین کے غیب جانتا ہے بے شک وہ سینوں کے بھید خوب جانتا ہے (٣٨)** وہی ہے جس نے تمہیں زمین میں قائم مقام بنایا پس جو کفر کرے گا اس کے کفر کا وبال اسی پر ہوگا اور کافروں کا کفر ان کے رب کے ہاں ناراضگی کے سوا اور کچھ نہیں زیادہ کرتا (٣٩)

اور یہ بھی فرمایا:

﴿قُل لَّا يَعْلَمُ مَن فِي ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ ٱلْغَيْبَ إِلَّا ٱللَّهُۚ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ ۝٦٥ بَلِ ٱدَّٰرَكَ عِلْمُهُمْ فِي ٱلْأَخِرَةِۚ بَلْ هُمْ فِي شَكٍّ مِّنْهَاۖ بَلْ هُم مِّنْهَا عَمُونَ ۝٦٦﴾ [النمل: ٦٥-٦٦].

کہہ دے اللہ کے سوا آسمانوں اور زمین میں کوئی بھی غیب کی بات نہیں جانتا اور انہیں اس کی بھی خبر نہیں کہ کب اٹھائے جائیں گے (٦٥) بلکہ آخرت کے معاملے میں تو ان کی سمجھ گئی گزری ہے بلکہ وہ اس سے شک میں ہیں بلکہ وہ اس سے اندھے ہی ہیں (٦٦)

تو ہم غیب کے متعلق مفہوم کی مثال یوں سمجھ سکتے ہیں (قیامت، فرشتے، جنات...) جو کتب سماویہ سے فقط انسانیت کیطرف منتقل ہوئی ہیں، کوئی بھی انسان عقل کے ذریعے ان مفاہیم تک نہیں پہنچ سکتا. اگر انسان عقیدۃ کے مفاہیم کو مکتبِ فلسفہ انسانیت میں تلاش کرے تو کھلی گمراہی میں بھٹکے گا؛ کیوں کہ یہ صرف انسانی ذہن کی بنی ہوئی چیز ہے. اللہ تعالی نے ماوراء الطبیعت کے مفاہیم کی پیروی کرنے والوں کاوصف یوں بیان فرمایا :

﴿وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًاۚ لَّا مُبَدِّلَ لِكَلِمَٰتِهِۦۚ وَهُوَ ٱلسَّمِيعُ ٱلْعَلِيمُ ۝١١٥ وَإِن تُطِعْ أَكْثَرَ مَن فِي ٱلْأَرْضِ يُضِلُّوكَ عَن سَبِيلِ ٱللَّهِۚ إِن يَتَّبِعُونَ إِلَّا ٱلظَّنَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ ۝١١٦ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ مَن يَضِلُّ عَن سَبِيلِهِۦۖ وَهُوَ أَعْلَمُ بِٱلْمُهْتَدِينَ ۝١١٧﴾ [الأنعام: ١١٥-١١٦].

اور تیرے رب کی باتیں سچائی اور انصاف کی انتہائی حد تک پہنچی ہوئی ہیں اس کی باتوں کو کوئی بدل نہیں سکتا اور وہ سننے والا جاننے والا ہے (١١٥) **اور اگر تو کہا مانے گا اکثر اُن لوگوں کا جو دنیا میں ہیں تو تجھے اللہ کی راہ سے ہٹا دیں گے وہ تو اپنے خیال پر چلتے اور قیاس آرائیاں کرتے ہیں (١١٦)** تیرا رب خوب جانتا ہے اسے جو اس کے راہ سے ہٹ جاتا ہے اور سیدھے راستہ پر چلنے والوں کو بھی خوب جانتا ہے (١١٧)

چوتھی قسم کے لوگ: وہ لوگ جو عقیدہ اور موت کے بعد والی زندگی کا اہتمام کرتے ہیں، دین، روحانیت، غیب اور موت کے بعد کی زندگی کے بارے میں غور و فکر کرتے ہیں اور صرف قرآن کریم میں غیب کے متعلق مفاہیم کو قبول کرتے ہیں. کیونکہ وہ ایمان کا ایک ہی مرجع ہے،اور عقیدے کا اہتمام کرتے ہیں اور اس میں جدوجہد کرتے

ہیں اور صرف تقلید کو قبول نہیں کرتے، اور وہ اس بات کے قائل ہیں کہ اللہ کی کلام بلند ہے اور اس سے کوئی چیز بلند نہیں. اللہ سبحانہ وتعالی نے اس کو یوں بیان فرمایا ہے:

﴿ٱلَّذِينَ يُؤۡمِنُونَ بِٱلۡغَيۡبِ وَيُقِيمُونَ ٱلصَّلَوٰةَ وَمِمَّا رَزَقۡنَٰهُمۡ يُنفِقُونَ ۝٣ وَٱلَّذِينَ يُؤۡمِنُونَ بِمَآ أُنزِلَ إِلَيۡكَ وَمَآ أُنزِلَ مِن قَبۡلِكَ وَبِٱلۡأٓخِرَةِ هُمۡ يُوقِنُونَ ۝٤ أُوْلَٰٓئِكَ عَلَىٰ هُدٗى مِّن رَّبِّهِمۡۖ وَأُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلۡمُفۡلِحُونَ ۝٥﴾ [البقرة: ٣-٥].

جو بن دیکھے ایمان لاتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا ہے اس میں خرچ کرتے ہیں (٣) اور جو ایمان لاتے ہیں اس پر جو اتارا گیا آپ پر اور جو آپ سے پہلے اتارا گیا اور آخرت پر بھی وہ یقین رکھتے ہیں (٤) وہی لوگ اپنے رب کے راستہ پر ہیں اور وہی نجات پانے والے ہیں (٥).

آج اکثر لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ وہ بہتر راستے اور اچھے مقصد کے پیروکار ہیں اور وہ اپنی متعصبانہ اور جاہلانہ آراء سے لوگوں کو مجبور کرتے ہیں، اور دوسروں کی آراء کا خیال نہیں کرتے کیونکہ وہ گمان کرتے ہیں کہ وہ ہمیشہ بہتر اور اچھی فکر والے ہیں اس لیے انہیں دوسروں کو سننے کی کوئی ضرورت نہیں. جب کوئی خاص مکتب فکر میدان میں آتا ہے اور وہ انسانیت کی خوش بختی کی بات کرتا ہے تو وہ متعصبین (تنگ نظر) اس خوش بختی کو برداشت نہیں کرتے کیونکہ وہ ہمیشہ اپنی آراء کو دوسروں پر فوقیت دیتے ہیں، جب ہم چاہتے ہیں کہ ہم بلند ہوں تو کیا زندگی میں ہمارے پاس بہتر مکتب فکر ہے کس تعصب سے کھولیں اور تنقید کو سنیں.

﴿وَٱلَّذِينَ ٱجۡتَنَبُواْ ٱلطَّٰغُوتَ أَن يَعۡبُدُوهَا وَأَنَابُوٓاْ إِلَى ٱللَّهِ لَهُمُ ٱلۡبُشۡرَىٰۚ فَبَشِّرۡ عِبَادِ ۝١٧ ٱلَّذِينَ يَسۡتَمِعُونَ ٱلۡقَوۡلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحۡسَنَهُۥٓۚ أُوْلَٰٓئِكَ ٱلَّذِينَ هَدَىٰهُمُ ٱللَّهُۖ وَأُوْلَٰٓئِكَ هُمۡ أُوْلُواْ ٱلۡأَلۡبَٰبِ ۝١٨﴾ [الزمر: ١٧-١٨].

اور جو لوگ شیطانوں کو پوجنے سے بچتے رہے اور اللہ کی طرف رجوع ہوئے اُن کے لیے خوشخبری ہے پس میرے بندوں کو خوشخبری دے دو (١٧) جو توجہ سے بات کو سنتے ہیں پھر اچھی بات کی پیروی کرتے ہیں یہی ہیں جنہیں اللہ نے ہدایت کی ہے اور یہی عقل والے ہیں (١٨)

بہترین پروگرام وہ ہے جو اللہ نے بنایا ہے نا کہ جو انسان نے بنایا ہے؛ وہ کمزور مخلوق ہے آراء وافکار تو اسکے ذہن کا پھل ہے ممکن ہے کہ وہ دنیوی کاموں میں ٹھیک ہو لیکن آخرت کی خوش قسمتی کو نا پاسکے. انسان غور وفکر کرتا اور جد وجہد کرتا ہے اس مختصر سی زندگی میں (ایک صحیح انسان کی درمیانہ عمر اسی سال ہوتی ھے) اور وہ دنیوی خوش بختی کو تلاش کرتا ہے اور شریعت اسلامیہ کا مقصد اَساسی یہ ہے کہ وہ أخروی خوش بختی حاصل کرے اور دنیوی اطمئنان انسان صرف دین کے راستے میں ہی حاصل کرسکتا ہے سوچنے کے لیے سوال آپکی رائے میں کون سا گروہ بہتر ھے؟

منتخب آیہ: ﴿إِنَّا خَلَقۡنَا ٱلۡإِنسَٰنَ مِن نُّطۡفَةٍ أَمۡشَاجٖ نَّبۡتَلِيهِ فَجَعَلۡنَٰهُ سَمِيعَۢا بَصِيرًا ۝٢ إِنَّا هَدَيۡنَٰهُ ٱلسَّبِيلَ إِمَّا شَاكِرٗا وَإِمَّا كَفُورًا ۝٣﴾ [الانسان: ٢-٣].

بے شک ہم نے انسان کو ایک مرکب بوند سے پیدا کیا ہم اس کی آزمائش کرنا چاہتے تھے پس ہم نے اسے سننے والا دیکھنے والا بنادیا (٢) بے شک ہم نے اسے راستہ دکھادیا یا تو وہ شکر گزار ہے اور یا ناشکرا (٣)

تیسری فصل

جب کوئی بچہ اسلامی ملک میں پیدا ہوتا ہے تو وہ اسلامی طریقے پہ پیدا ہوتا ہے؛ کیونکہ اسکے ماں باپ، گردونواح کا ماحول،اور حکومت سب مسلمان ہیں، جبکہ اگر کوئی بچہ نصرانی ملک میں پیدا ہوتا ہے تو وہ یقینا نصرانی ہی ہوتا ہے؛ کیونکہ اسکا قبیلہ اور گردونواح کا ماحول ایسا ہی تھا؛ لیکن کیا یہ سچ ہے کہ وہ ماحول کے تابع ہی ہوگا یا کہ ہم اس بات میں کچھ سوچ و بچار کرسکتے ہیں مثال کے طور پر: قیامت کے دن جب یہودی، نصرانی، اور مسلمان حاضر ہونگے اپنے اپنے عقائد میں خرافات کی جواب دہی کیلئے تو یہودی کہے گا کہ میں یہودیوں میں پیدا ہوا ہوں تو یہ عقیدۃ اپنے والدین اور گردونواہ کے ماحول سے ایسے ہی سیکھا ہے؛ اور نصرانی کہے گا کہ میں نصرانیوں میں پیدا ہوا ہوں تو یہ عقیدہ اپنے والدین اور گردونواہ کے ماحول سے ایسے ہی سیکھا ہے؛ اور مسلمان کہے گا کہ میں مسلمانوں میں پیدا ہوا ہوں تو یہ عقیدہ اپنے والدین اور گردونواہ کے ماحول سے ایسے ہی سیکھا ہے؛ تو کیا مسلمان سے کہا جائیگا کہ تم جنت داخل ہو جاؤ...؟ ہر گز نہیں ؛ کیونکہ پہلے تو جنت کے راستے کو تلاش کرنا ہوگا؛ اور دوسرا کہ ایمان، اور قرآنی عقیدہ جو انسان خود سوچ و بچار سے حاصل کرتا ہے قرآن کی وہ آیات جو کہ آفاق «فطرت اور کائنات» اور نفس «انسانیت کی تخلیق» اس لیے کہ قرآن میں اللہ کی نشانیوں کے بارے غور و فکر کی بہت دعوت دی گئی ہے، کہ انسان صرف آباء واجداد، قبیلے، علماء، اور گردونواہ کے ماحول کی تقلید نہ کرے.

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

﴿بَلۡ قَالُوٓاْ إِنَّا وَجَدۡنَآ ءَابَآءَنَا عَلَىٰٓ أُمَّةٖ وَإِنَّا عَلَىٰٓ ءَاثَٰرِهِم مُّهۡتَدُونَ ٢٢ وَكَذَٰلِكَ مَآ أَرۡسَلۡنَا مِن قَبۡلِكَ فِي قَرۡيَةٖ مِّن نَّذِيرٍ إِلَّا قَالَ مُتۡرَفُوهَآ إِنَّا وَجَدۡنَآ ءَابَآءَنَا عَلَىٰٓ أُمَّةٖ وَإِنَّا عَلَىٰٓ ءَاثَٰرِهِم مُّقۡتَدُونَ ٢٣ ۞قَٰلَ أَوَلَوۡ جِئۡتُكُم بِأَهۡدَىٰ مِمَّا وَجَدتُّمۡ عَلَيۡهِ ءَابَآءَكُمۡۖ قَالُوٓاْ إِنَّا بِمَآ أُرۡسِلۡتُم بِهِۦ كَٰفِرُونَ ٢٤﴾ [الزخرف: ٢٢-٢٤].

بلکہ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک طریقہ پر پایا ہے اور انہیں کے ہم پیرو ہیں (۲۲) اور اسی طرح ہم نے آپ سے پہلے کسی گاؤں میں بھی کوئی ڈرانے والا بھیجا تو وہاں کے دولت مندوں نے (یہی) کہا کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک طریقہ پر پایا اور ہم انہیں کے پیرو ہیں (۲۳) رسول نے کہا اگرچہ میں تمہارے پاس اس سے بھی بہتر طریقہ لاؤں جس پر تم نے اپنے باپ دادا کو پایا انہوں نے کہا جو کچھ تو لایا ہے ہم اس کے منکر ہیں (۲۴)

وہ جو حقیقت کو تلاش کرتا ہے تو یقیناً اسکو پا لیتا ہے، جس نے کوشش کی تو اس نے حاصل کر لیا، اور ہم یہ بات جانتے ہیں کہ اللہ کی کلام سے بڑھکر کسی کا کلام نہیں، اور ہم جانتے ہیں کہ قرآن کی ایک آیت ہدایت اور خوش بختی کے لیے کافی ہے، اور وہ جو قرآن میں غور و فکر کرتا ہے تو اللہ کا پکا وعدہ ہے کہ وہ ہدایت دیگا.

﴿وَٱلَّذِينَ جَٰهَدُواْ فِينَا لَنَهۡدِيَنَّهُمۡ سُبُلَنَاۚ وَإِنَّ ٱللَّهَ لَمَعَ ٱلۡمُحۡسِنِينَ ٦٩﴾ [العنكبوت: ٦٩].

اور جنہوں نے ہمارے لیے کوشش کی ہم انہیں ضرور اپنی راہیں سمجھا دیں گے اور بے شک اللہ نیکو کاروں کے ساتھ ہے (٦٩)

اس کلمہ میں توجہ کریں کہ اس میں تین بار تاکید موجود ہے لام۔ تنوین۔ شدہ۔ یعنی یقینی ہدایت بشرط کہ پختہ نیت، اور ہدایت کی تلاش اور تھوڑی سی محنت چاہتی ہے ایمان کے ساتھ ہدایت ریاضی اور الجبرا سے زیادہ مشکل نہیں؛ بلکہ وہ صرف ایسا نتیجہ ہے کہ جو اللہ کی نشانیوں میں غور کرنے سے حاصل ہوتا ہے صرف تقلید عقیدے کا پیمانہ اور معیار نہیں، بلکہ ایمان اور عقیدے کا معیار تو وحی (القرآن) ہے تو عقیدے کا معیار لوگوں کا کلام نہیں بلکہ اللہ کا کلام ہے۔ ایمان کے بنیادی نقاط کی تعبیریوں کی جا سکتی ہے؛ کہ وہ جو صحیح عقیدے کو تلاش کرتا ہے تو وہ یہ کہہ کر نہیں بیٹھتا کہ عقیدہ خود آ جائیگا یا تقلید ہی عقیدہ ہے اور اس سے اہم بات یہ ہے؛ کہ ایمان اور عقیدہ کوئی عام سا مسئلہ نہیں کہ اس کو انسان چھوڑ دے بلکہ وہ ایک مسلمان کی زندگی کے لیے بنیادی چیز ہے تاکہ وہ جنت اور دوزخ کا معیار ہو سکے؛ اس لیے کہ ہر انسان پر لازم ہے کہ وہ اپنی زندگی میں کچھ وقت صحیح عقیدے کو تلاش کرے، اور یہ کتاب اس طرح ترتیب دی گئی ہے تاکہ وہ تمہیں اس (عقیدے) کا پہلا خطوہ دکھائے وہ جو کہ غور و فکر ہے.

یہ ظاہر ہے کہ اللہ کے احکام سے دوری اور انکار اسکی قدرت اور عظمت میں کوئی چیز کم نہیں کرتی اور نہ اسکی کائنات کو تبدیل کرتی اور نہ بارش اور برف کے نزول کو روکتی ہے اور نہ ہی دن اور رات کی تبدیلیوں کو روکتی ہے؛ بلکہ اسکا نقصان تو ہم انسانوں کو ہی ہوگا، جیسا کہ ایک مریض اگر طبیب «ڈاکٹر» کے پاس نہیں جائیگا تو نقصان اسی کا اپنا ہوگا نا نہ کہ طبیب «ڈاکٹر» کا.

ہوش کرو کہ ایمان اور عقیدہ کا اختیار ہمیشہ انسان کیطرف سے اس کیلئے ہی ہے، اور قیامت کے دن ہر انسان اپنے ایمان اور عقیدے کا جواب دہ ہوگا کسی اور سے ہمارے ایمان اور عقیدے کے بارے میں نہیں پوچھا جائیگا.

ایمان لوگوں سے نقل نہیں کیا جاتا، اور نہ علماء فلسفہ اور دین سے لیا جاتا ہے، بلکہ وہ تو ایک ایسے مضبوط مرجع سے حاصل کیا جاتا ہے جسکا نام قرآن ہے؛ اس لیے ہم اسکو ہی قیامت کے دن اپنا سہارا بنا سکیں گے.

مثال کے طور پر جب ہم کوئی گاڑی خریدنا چاہتے ہیں تو ہم بہت لوگوں، خبراء (ماہرین) سے اور انکے شوروموں والوں سے مشورہ، اور اسکی قیمتیں پوچھتے ہیں، اور ریٹ کے گرنے اور چڑھنے کا پتہ کرتے ہیں پھر ہم کوئی گاڑی خریدتے ہیں اسی طرح ہم اپنے ایمان اور عقیدہ کو دس (فیصد) پرسنٹ بھی ایک گاڑی کی نسبت نہیں بڑھا سکتے؟

کیا ہم تیار ہو سکتے ہیں ؟کہ ہم اپنے عقیدے اور اسکے اصولوں کو سمجھنے کیلئے کوئی وقت خاص کر سکیں جسطرح ہم ایک گاڑی کیلئے کرتے ہیں ؟ عقیدہ تو ہمیشہ زندگی کی بنیاد ہے.

اصل بات یہاں پر یہ ہے: کہ ہدایت حاصل کرنے کیلئے قرآن کی تلاوت کی ضرورت ہے اسطرح کہ وہ تمہیں صحیح طریقہ واضح کرے، نہ کہ اس طریقہ سے حاصل کریں کہ جسطرح کچھ افکار اور مقاصد پہلے سے ذہن میں موجود ہیں تو اسطرح وہ افکار تو قرآن کو ہدایت دے سکتے ہیں لیکن قرآن اسکو ہدایت نہیں دیگا، ایک مفکر انسان وہ ہے جسکا کوئی ھدف اور مقصد ہو، وہ اپنے افکار اور عقیدہ کو قرآن کے پیمانے پر ڈالے، جب بھی اسکو کوئی ایسے افکار پیدا ہوں جو قرآن کے عقیدہ کے کے خلاف ہوں تو وہ انکو قوت کے ساتھ مٹادے، اور جب اپنے افکار میں کوئی کمی پائے تو اسکا ازالہ قرآن سے کرے تو آخر میں اسکا عقیدہ قرآن کے مطابق اور صحیح ہوگا.

ہم پر واجب ہے کہ ہم قرآن کے ساتھ اپنے آپکو روشن کریں، یہاں تک کہ ہمارے عقیدے اور ایمان کے ہر جز (حصہ) کی دلیل قرآن سے ہو تا کہ ہم اسکو اپنا سہارا بنا سکیں.

وہ جسکو قرآن ھدایت دیتا ہے

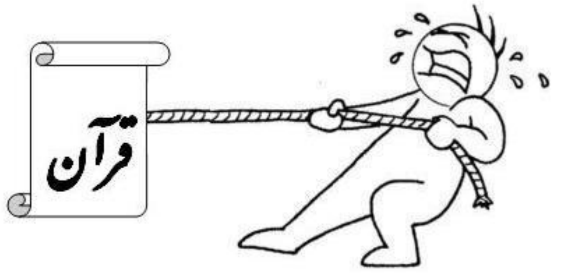

وہ جو قرآن کو کسی غرض سے پڑھتا ہے

قرآن کو تاویل بالرأی سے پڑھنا عیب ہے، یعنی کچھ لوگ چاہتے ہیں کہ وہ تاریخی حوادث اور آراء کو قرآن کے مطابق بنائیں اور خاص کر جو ایمان سے متعلق ہیں، ہم پر لازم ہے کہ ہم تاریخی حوادث کو بھلادیں اور نئے سرے سے قرآن میں غور کریں جو کہ ایمان کا اصلی مصدر ہے بہت افسوس کی بات ہے کہ آج بہت کم لوگ ہیں جو ایمان میں غور کرتے ہیں اور دین کو سمجھتے اور جانتے ہیں، اور اس لیے یہ لوگ دوسروں کے لیے سوچتے ہیں اور لوگوں سے کہتے ہیں کہ ہم نے دین میں بحث کی ہے اور ایمان میں تحقیق کی ہے اور اسکو سمجھا ہے اس لیے کہ کوئی اور اس کو نہ سمجھ سکے اور دوسرے لوگ ہماری تقلید (پیروی) ہی کریں اور دوسروں کو دین میں غور و فکر کرنے کی کوئی حاجت نہیں اور اگر ایسا ہوتا تو خاص لوگوں پر قرآن کا سمجھنا واجب نہ ہوتا، اور قرآن فقط انہیں پر نازل ہوتا بلکہ قرآن

ہر چھوٹے اور بڑے کے لیے نازل ہوا ہے اور ہر کوئی اس سے فائدہ حاصل کر سکتا ہے اور اس میں ان سب کا حصہ ہے

﴿وَلَقَدۡ يَسَّرۡنَا ٱلۡقُرۡءَانَ لِلذِّكۡرِ فَهَلۡ مِن مُّدَّكِرٖ﴾ [القمر: ۱۷،۲۲،۳۲و ٤٠].

اور البتہ ہم نے تو سمجھنے کے لیے قرآن کو آسان کر دیا پھر کوئی ہے کہ سمجھے (۱۷)

توحید کو سیکھنا اور سیکھانا آسان کام ہے، اس لیے توحید پرست اور پرہیزگار ہو جاؤ قرآن اللہ کا کلام ہے، وہ معجزہ ہے، اور اس سے چیلنج کیا گیا ہے اللہ کی طرف سے محفوظ ہے کسی قسم کی تبدیلی اور تحریف سے .

﴿إِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا ٱلذِّكۡرَ وَإِنَّا لَهُۥ لَحَٰفِظُونَ ۝٩﴾ [الحجر: ٩].

ہم نے یہ نصیحت اتار دی ہے اور بے شک ہم اس کے نگہبان ہیں (۹)

اور یہ بھی فرمایا:

﴿وَٱتۡلُ مَآ أُوحِيَ إِلَيۡكَ مِن كِتَابِ رَبِّكَۖ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَٰتِهِۦ وَلَن تَجِدَ مِن دُونِهِۦ مُلۡتَحَدٗا ۝٢٧﴾ [الكهف: ٢٦].

اور اپنے رب کی کتاب سے جو تیری طرف وحی کی گئی ہے پڑھا کرو اس کی باتوں کو کوئی بدلنے والا نہیں ہے اور تو اس کے سوا کوئی پناہ کی جگہ نہیں پائے گا (۲۷)

رسول قیامت کے دن اپنی امت سے پوچھیں گے اور یہ شکوہ کریں گے کہ تم نے قرآن کو کیوں چھوڑ دیا تھا. رسول نے بہت تکلیفیں اور بڑے جسمانی مصائب تیئیس سال اٹھائے یہاں تک کہ ہم تک اللہ کا پیغام پہنچایا. اور ہم آج کئی گھنٹے مال و دولت اور تفریح میں گزار دیتے ہیں، لیکن چند منٹ قرآن کو سوچ سمجھ کر پڑھنے کے لیے نہیں دے سکتے

﴿وَقَالَ ٱلرَّسُولُ يَٰرَبِّ إِنَّ قَوۡمِي ٱتَّخَذُواْ هَٰذَا ٱلۡقُرۡءَانَ مَهۡجُورٗا ۝٣٠﴾ [الفرقان: ٣٠].

اور رسول کہے گا اے میرے رب بے شک میری قوم نے اس قرآن کو نظر انداز کر رکھا تھا (۳۰)

بے شک ایمان وہ ہے جو کہ ہر شخص کو چاہیے کہ اسکو وقت دے اور اسمیں غور و فکر کرے اور یہ ایسا مسئلہ ہے کہ ہم چاہتے ہیں اسکو اپنے ماحول میں بیان کریں آجکل بہت سارے لوگ سوچتے ہیں کہ وہ عقل اور فکر میں دوسروں سے بڑھکر ہیں کیونکہ وہ عقیدہ بعض خاص شخصیات سے لے لیتے ہیں یہی مشکلات کی بنیاد ہے اللہ نے فرمایا ہے کہ تم اللہ کی بنائی ہوئی زمین و آسمان میں اور اللہ کی نشانیوں میں اور اپنی تخلیق کے بارے میں غور و فکر کرو اور یہ نہیں فرمایا کہ تم دوسروں سے کہو کہ وہ تمہارے لیے غور و فکر کریں جب رسول نے نئے مسلمانوں پہ قرآن کو پڑھا اور ان کا ایمان و عقیدہ درست فرمایا تو ان سے یہ نہیں فرمایا کہ ابو لہب اور ابو جہل کی طرف جاؤ اور مشورہ لو اور ان

سے اپنے ایمان و عقیدہ اور قرآن کی آیات کے بارے میں جا کر پوچھو جب انہوں نے حقیقت کو جان لیا تو فوراً ایمان قبول کر لیا.

کچھ لوگوں پر فقہ اور ایمان کے درمیان فرق کرنا مشکل ہو جاتا ھے اور وہ فقہ کو ایمان کی جگہ پر رکھتے ہیں اور اسکی پیچیدگیوں اور غیر واضح چیزوں میں غور کرتے ہیں انسان کا عقیدہ اور اسکی فکر کے نتیجے کی بنیاد ہے اور وہ اس کے بارے میں دوسروں کے افکار کا محتاج نہیں. ماں، باپ، علماء، اجتھاد، جب کوئی شخص یہ چاہتا ہے کہ وہ میراث کے موضوع میں تحقیق کرے اور فقہ میں اور اس کے متعلقات میں بحث کرے. لیکن اگر کوئی شخص یہ چاہے کہ وہ توحید کو مکمل طور پر سمجھے اس پر واجب ہے کہ وہ قرآن سے فائدہ اٹھائے اور اس میں غور و فکر کرے.

آجکل بہت سارے لوگ پانچ وقت پابندی سے نماز پڑھتے ہیں اور بہت لوگ نیک کام بھی کرتے ہیں لیکن اس کے باوجود انکا ایمان ایک سوئی کے نشان کے برابر بھی شرک میں ملوث ہو گا تو اسکے اعمال اللہ کے ہاں مقبول نہیں ہوں گے اگر ہم یوں فرض کر لیں کہ ایک کلاس کے طلباء سال کے شروع میں امتحان کے سوالات کے بارے میں پوچھیں تو مدرسے کی طرف سے اعلان کیا جائے کہ سوال اسی مقرر کتاب سے مدرسے کے ادارے کی طرف سے بنائے جائیں گے اور وہ اس ادارے میں ہی چیک کئے جائیں گے جبکہ اس (مضمون) سبجیکٹ کا استاد طلباء سے یہ کہے کہ میں تمہیں اس کتاب کے نوٹس دوں گا اور اس میں بہت ساری چیزیں اس سبجیکٹ سے باہر کی ہوں گی تو ذہین طلباء کتاب اور نوٹس دونوں سے پڑھیں گے جبکہ کند ذہن طلباء فقط ٹیچر کی بات سنیں گے اور ادارے کا الاؤنس منٹ بھول جائیں گے اور فقط نوٹس کو پڑھیں گے اور امتحان کے روز سب کے سب سوالات اس کتاب سے بنائے گئے ہوں اور کوئی سوال بھی نوٹس سے نہ ہو تو حقیقت میں کامیاب کون ہو گا اور یوں قرآن مجید بھی اس مقرر کی گئی کتاب کی طرح ہے اور ایمان اس کے سوالات کی طرح. سب مطالبات کو بیان کرنے کے بعد بہت سارے لوگ ان کو قبول نہیں کرتے. کیونکہ ان کے نفوس سوچنے کی قابلیت نہیں رکھتے، ان لوگوں کے لیے ہمارا یہ مشورہ ہے کہ اگر وہ اسکو سمجھ نہیں سکتے تو خلوص کے ساتھ وہ غور و فکر جاری رکھیں اور یہ نہ بھولیں کہ ہدایت اللہ کی طرف سے آتی ھے اور اس واقعہ کو مت بھولیں اور یہ مسائل اور آنے والی فصلوں میں غور کریں ہمیشہ وہ لوگ جو غور کرنے اور مطالعہ کرنے سے ڈرتے ہیں تو وہ اپنا عقیدہ کھو دیتے ہیں اور اس کا دفاع کرنے کی ہمت نہیں رکھتے یہ سچا عقیدہ نہیں بلکہ یہ تو گمان اور وہم ہی ہو گا.

منتخب آیہ: ﴿إِنَّ شَرَّ ٱلدَّوَآبِّ عِندَ ٱللَّهِ ٱلصُّمُّ ٱلۡبُكۡمُ ٱلَّذِينَ لَا يَعۡقِلُونَ ۝٢٢﴾ [الأنفال: ٢٢].

بے شک سب جانوروں میں سے بدتر اللہ کے نزدیک وہی بہرے گونگے ہیں جو نہیں سمجھتے (٢٢)

چوتھی فصل

اس فصل میں ان قرآنی آیات کیطرف دیکھیں گے جو خالق کی عظمت اور اس کی حتمی حکمرانی بیان کرتی ہیں، اور وہ آیات جو آسمان اور مخلوقات میں غور کرنے کی طرف بلاتی ہیں ان آیات میں غور کیجیے.

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

﴿وَٱلْأَرْضَ مَدَدْنَٰهَا وَأَلْقَيْنَا فِيهَا رَوَٰسِىَ وَأَنۢبَتْنَا فِيهَا مِن كُلِّ شَىْءٍ مَّوْزُونٍ ۝١٩ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيهَا
مَعَٰيِشَ وَمَن لَّسْتُمْ لَهُۥ بِرَٰزِقِينَ ۝٢٠ وَإِن مِّن شَىْءٍ إِلَّا عِندَنَا خَزَآئِنُهُۥ وَمَا نُنَزِّلُهُۥٓ إِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُومٍ ۝٢١
وَأَرْسَلْنَا ٱلرِّيَٰحَ لَوَٰقِحَ فَأَنزَلْنَا مِنَ ٱلسَّمَآءِ مَآءً فَأَسْقَيْنَٰكُمُوهُ وَمَآ أَنتُمْ لَهُۥ بِخَٰزِنِينَ ۝٢٢ وَإِنَّا لَنَحْنُ نُحْىِۦ
وَنُمِيتُ وَنَحْنُ ٱلْوَٰرِثُونَ ۝٢٣ وَلَقَدْ عَلِمْنَا ٱلْمُسْتَقْدِمِينَ مِنكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا ٱلْمُسْتَـْٔخِرِينَ ۝٢٤ وَإِنَّ رَبَّكَ
هُوَ يَحْشُرُهُمْ ۚ إِنَّهُۥ حَكِيمٌ عَلِيمٌ ۝٢٥﴾ [الحجر: ١٩-٢٥].

اور ہم نے زمین کو پھیلایا اور اُس پر پہاڑ رکھ دیئے اور اُس میں ہر چیز اندازے سے اگائی (۱۹) اور اس میں تمہارے لیے روزی کے اسباب بنا دیئے اور ان کے لیے بھی جنہیں تم روزی دینے والے نہیں ہو (۲۰) او رہر چیز کے ہمارے پاس خزانے ہیں اور ہم صرف اسے اندازہ معین پر نازل کرتے ہیں (۲۱) اور ہم نے بادل اٹھانے والی ہوائیں بھیجیں پھر ہم نے آسمان سے پانی نازل کیا پھر وہ تمہیں پلایا اور تمہارے پاس اس کا خزانہ نہیں ہے (۲۲) اور بے شک ہم ہی زندہ کرتے اور مارتے ہیں اور اخیر مالک بھی ہم ہی ہیں (۲۳) اور ہمیں تم میں سے اگلے او رپچھلے سب معلوم کر لیں (۲۴) اور بے شک تیرا رب ہی انہیں جمع کرے گا بے شک وہ حکمت والا خبر دار ہے (۲۵)

ان آیات میں اللہ نے اپنی قدرت اور اپنی نعمتوں کو بیان فرمایا جو اس نے انسانوں کو دے رکھی ہیں اور ہمارے رب نے زمین کو پیدا فرمایا اور اس کو انسانوں کے لیے سیدھا کیا اور ہم اس میں چلتے پھرتے ہیں اور کسی قسم کی تکلیف نہیں محسوس کرتے ہیں اگر ہم یہ فرض کر لیں کہ اگر انسان زمین پر چلتا اور وہ زمین ایسی نرم اور کیچڑ دار ہوتی جو انسان کو کھینچے رکھتی تو اس زمین پر رہنا بہت مشکل ہو جاتا لیکن ہمارے رب نے اس زمین کو ہمارے قدموں میں بچھا دیا اور پہاڑوں کے ذریعے اسکو مضبوط کر دیا جو انسان کا زلزلے اور سیلاب سے دفاع کرتے ہیں اور وہ پہاڑ جو کہ بہت سارے پودوں، حیوانات اور دیگر چیزوں کے بڑھنے کا سبب بنتے ہیں اور اس طرح اللہ تعالی فرماتا ہے کہ ہم نے ہر چیز کو نباتات (پودوں) سے پیدا کیا ایک خاص وزن اور اعتدال میں. اور اسی طرح وہ مخلوقات جس کو اللہ نے پیدا فرمایا جس کا اس کی تخلیق میں کوئی عیب اور خلل نہیں دیکھا جا سکتا آئے دن ہم محققین اور سائنس دانوں سے مخلوق کے بارے نئی نئی دریافت کے بارے میں سنتے رہتے ہیں جو کہ اسکی عظمت اور ختم نہ ہونے والی

قدرت کو بیان کرتے ہیں اور یہ دریافت حیوانات اور نباتات میں اور اس کائنات میں بہت ہیں حتی کہ انسان کے جسم میں بہت ہیں اور ہمارا رب تعالی اپنی کلام میں فرماتا ہے ہم ہی سب کچھ پیدا کرنے والے، بنانے والے، غذا دینے والے اور پرورش کرنے والے ہیں... ورنہ کوئی بھی مخلوق جنم نہ لیتی اگر اس کا حکم نہ ہوتا یہ ہی وہ اللہ ہے جو کسی کام کا ارادہ فرماتا ہے اور مخلوقات کی کوئی قدرت نہیں اسکے حکم کے بغیر . وہ ہی اللہ ہے جو موجود ہے جو حیوانوں کو رزق دیتا ہے اور جس قسم کے پرندے اور دریاؤں میں رہنے والی مخلوقات کو جو دکھائی دیتی ہیں یا دکھائی نہیں دیتیں ان میں وحشی جانوروں سے لے کر پالتو جانور حتی کہ چیونٹی تک. اگر سب انسان کسی بات پر جمع ہو جائیں کہ وہ اس موجودات میں سے تھوڑی سی مخلوق کو رزق نہیں دے سکتے وہی رازق جو سب مخلوقات کو رزق دیتا ہے اور انسانوں کو خواہ مسلمان ہوں یا نصرانی، کافر ہوں یا مشرک جو بھی ہوں ان میں سے کسی کا رزق بھی نہیں روکتا اور سب ذخائر اور معدنیات اور مخلوق کی ہر چیز اس کے قبضۂ قدرت میں ہے کوئی بھی مخلوق اسکے احاطہ اسکی قدرت اور علم سے بہتر نہیں یہی وہ حقیقی مالک ہے بے شک وہی اللہ ہے جو ہر شے کا ڈھانچہ اور بنیاد کو بناتا ہے اور وہی رزق کو زیادہ کرتا ہے جس کے لیے چاہتا ہے اور جس کے لیے چاہتا اپنی نعمت کم کرتا ہے مثلاً بارش ،برف باری، ہوائیں، بادلوں کی گردش، سورج کی روشنی ہر شے اسکے علم اور قبضہ قدرت میں ہے اور مقدار کے مطابق اسکے بندوں تک نازل ہوتی ہے اگر ہم اس اللہ سے زندگی بھر دعا مانگتے ہیں کہ وہ ہمیں ایسا علم عطا فرمائے جو ہماری قدرت سے باہر ہے تو یہ دعا قبول نہیں ہو گی کیونکہ وہ اسکی حد اور طاقت کو جانتا ہے وہ ہر مخلوق کو اسکی قدرت اور طاقت کے مطابق عطا کرتا ہے کیا ہوا کا چلنا بادل کے چلنے کا سبب بنتا ہے اور نر اور مادہ کا ملنا جنم کا سبب ہے اور وہ بارش زمین کی ہر مخلوق کی پیاس کو دور کرنے کا سبب ہے اور ہمارے اللہ نے اس بیان کردہ آیت میں تاکید فرمائی ہے کہ یہ بارش جو انسان کی پیاس کو دور کرتی ہے جبکہ وہ انسان اس پانی کی حفاظت کی قدرت بھی نہیں رکھتا اس پانی کو بندھ کے پیچھے سے دیکھیئے جو کہ بارش کے بعد پانی کو اونچا کر دیتی ہے کیا اس گڑھے میں پانی کی یہ مقدار ہمیشہ رہ سکتی ہے پانی کی یہ مقدار جو زمین پر نازل ہوئی اس میں کچھ تو آسمان کی طرف بخارات کی صورت میں تھوڑے سے وقت کے بعد چلی جاتی ہیں حتی کہ جو بارش رحمت کی صورت میں آتی ہے تو سب مخلوقات اس سے فائدہ اٹھاتی ہیں اہم سوال اللہ کی قدرت میں زندگی اور موت کا ہے وہی ہے جو زندگی دیتا اور موت دیتا ہے سردیوں اور پت جھڑ میں نباتات اور درخت مر جاتے ہیں اور بہار میں ان میں دوبارہ زندگی آتی ہے وہی ہے جو درختوں کو زندہ کرتا اور موت دیتا ہے وہی قادر ہے جو انسان کو دوبارہ اٹھائے گا اور زندگی دے گا اس دنیا کے بعد اور اگر سب انسانوں پر موت آجائے اور ہر چیز مر جائے تو صرف اللہ کی ذات ہی باقی رہے گی اور وہی اس کائنات کا وارث ہے اور اس میں سب نباتات اور حیوانات جمادات اور مدن اور ملک اور قسم کے فنون اور علوم جو انسان کے ہاتھ سے نکالے گئے ہیں یہ سب اپنے حقیقی وارث کی طرف لوٹنے والے ہیں ہمارا تب وہی اول ہے اور وہی آخر ہے اور وہی مال اور مخلوق کے افکار جانتا ہے اسی طرح وہ مستقبل کو جانتا ہے اور ہمارے انجام کو اور وہی ہر چیز کا علم

رکھتا ہے آخر کار کہ سب انسان قیامت کے دن اپنے رب کے سامنے جمع ہوں گے تاکہ وہ اپنے اعمال کی جزالیں بے شک اللہ حتمی طور پر اپنے اور مخلوقات کے احوال کو جانتا ہے اور وہ حاکم مطلق ہے رزق دینے اور نعمتیں لینے میں . نبی کے زمانے میں کچھ لوگ اللہ کی نعمتوں کو نہیں جانتے اور قیامت کے بارے میں سوال کرتے لیکن قیامت کے واقع ہونے کا علم صرف اللہ کے پاس ہے وہ کہتا ہے جو مر گیا اسکی قیامت قائم ہو گئی تو بہتر ہے کہ ہم مردوں سے عبرت حاصل کریں جو ہم سے پہلے گزر گئے ان کے حالات کے بارے میں تھوڑا غور کریں اور خدا کے بیان کردہ دستور پر عمل کریں اس لیئے کہ ہماری موت ہی ہماری قیامت کی ابتدا ہے اور ہم دوبارہ اس دنیا کی طرف واپس نہیں آئیں گے یہاں تک کہ ایک لمحہ کے لیئے بھی . غور و فکر کے لیے سوال ہمارا رب کس لیے اپنے بندوں پر اپنی قدرت کو ظاہر کرتا ہے ؟ اور جو مرا اس پر قیامت قائم ہو گئی ؟

منتخب آیہ: ﴿تُسَبِّحُ لَهُ ٱلسَّمَٰوَٰتُ ٱلسَّبۡعُ وَٱلۡأَرۡضُ وَمَن فِيهِنَّۚ وَإِن مِّن شَيۡءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمۡدِهِۦ وَلَٰكِن لَّا تَفۡقَهُونَ تَسۡبِيحَهُمۡۚ إِنَّهُۥ كَانَ حَلِيمًا غَفُورٗا ﴿٤٤﴾﴾ [الإسراء: ٤٤].
ساتوں آسمان اور زمین اور جو کوئی ان میں ہے اس کی پاکی بیان کرتے ہیں اور ایسی کوئی چیز نہیں جو اسکی حمد کے ساتھ تسبیح نہ کرتی ہو لیکن تم ان کی تسبیح کو نہیں سمجھتے بے شک وہ بردبار بخشنے والا ہے (۴۴)

پانچویں فصل

کس لیئے؟ ہمارا رب انسان کو اس کی تخلیق اور زمین و آسمان کی تخلیق میں اور قرآن میں غور و فکر کی دعوت کیوں دیتا ہے؟ قرآن میں غور و فکر کرنے کی قیمت عظیم کیوں ہے؟ ان آیات میں توجہ فرمایئے جو قرآن مجید میں آفاق اور نفس میں غور و فکر کی قیمت کو بیان کرتا ہے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

﴿ هَٰذَا بَلَٰغٞ لِّلنَّاسِ وَلِيُنذَرُواْ بِهِۦ وَلِيَعۡلَمُوٓاْ أَنَّمَا هُوَ إِلَٰهٞ وَٰحِدٞ وَلِيَذَّكَّرَ أُوْلُواْ ٱلۡأَلۡبَٰبِ ﴿٥٢﴾﴾ [ابراهيم: ٥٢].

یہ قرآن لوگوں کے لیے اعلان ہے اور تاکہ اس کے ذریعے سے لوگوں کو ڈرایا جائے اور تاکہ وہ معلوم کر لیں کہ وہی ایک معبود ہے اور تاکہ عقلمند نصیحت حاصل کریں (۵۲)

اور یہ بھی فرمایا:

﴿إِنَّ فِي خَلۡقِ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلۡأَرۡضِ وَٱخۡتِلَٰفِ ٱلَّيۡلِ وَٱلنَّهَارِ لَأٓيَٰتٖ لِّأُوْلِي ٱلۡأَلۡبَٰبِ ﴿١٩٠﴾﴾ [آل‌عمران: ١٩٠].

بلاشبہ آسمانوں اور زمین کے بنانے میں اور یکے بعد دیگرے رات اور دن کے آنے جانے میں دلائل ہیں اہلِ عقل کے لیے جن کی یہ حالت ہے کہ (۱۹۰)

اور یہ بھی فرمایا:

﴿هُوَ ٱلَّذِى يُصَوِّرُكُمْ فِى ٱلْأَرْحَامِ كَيْفَ يَشَآءُ ۚ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ٱلْعَزِيزُ ٱلْحَكِيمُ ۝٦﴾ [آل‌عمران: ٦].

وہی جس طرح چاہے ماں کے پیٹ میں تمہارا نقشہ بناتا ہے اُس کے سوا اور کوئی معبُود نہیں زبردست حکمت والا ہے (٦)

قرآن مجید میں ایک ہزار اور تین سو آیات کائنات اور انسانیت کی تخلیق کے بارے میں آتی ہیں ان آیات کی انتہا انسان کو غور کرنے کی دعوت دیتی ہے یہ ظاہر ہے کہ کوئی بھی انسان یہ طاقت نہیں رکھتا کہ وہ اپنے وجود میں اور دنیا میں پیدا ہونے کے بارے میں توجہ نہ کرے بلکہ زندہ رہ کر کھاتا پیتا رہے تقلید کرتے ہوئے بغیر کسی سوچ بچار کے اور کوئی انسان یہ طاقت نہیں رکھتا کہ وہ بشریت کی سمجھ دار زندگی کو حیوان کی بغیر عقل کی زندگی میں تبدیل کردے جسطرح کہ اگر ہر شخص کی قدر و قیمت سوچ بچار سے منسلک ہے اور جس طرح کہ آپ تاریخ میں مفکرین کے بارے میں جانتے ہو انکا عظیم مرتبہ جو کہ لوگوں میں ابھی تک باقی ہے اگر ہم دو ایسے شخص فرض کریں کہ ایک نابینا اور دوسرا بینائی والا ہو کہ اگر ایک نابینا یہ چاہے کہ وہ سڑک کو پار کرے تو اچانک ہی اس کا ایکسیڈنٹ ہو جائے اور اس طرح ایک بینائی والا روڈ پار کرنا چاہے اور اس دوران وہ اپنی آنکھیں بند کر لے تو اسکا بھی ایکسیڈنٹ ہو سکتا ہے تو پھر اسکا مطلب ہے کہ وہ نابینے سے کوئی برتری نہیں رکھتا اسی طرح ایک انسان کے عقل اور حیوان میں فرق کی کئی مثالیں بنائی جا سکتی ہیں اسی طرح اگر کوئی انسان اپنے عقل سے کوئی فائدہ نہ اٹھائے تو پاگل اور اس کے درمیان کوئی فرق نہیں بلکہ وہ حیوان سے برتر نہیں ہے عام طور پر ہر انسان عقل کی عمر کو پہنچتا ہے تو اپنی زندگی کا ایک ٹارگٹ اور لائحہ عمل تیار کرتا ہے اور اس ھدف کو پانے کے لیے بہت سنجیدہ جدو جہد کرتا ہے کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے اھداف محدود ہوتے ہیں مثال کے طور پر لذت حاصل کرنا شھوت پرستی اور دنیا کی مختصر سی تفریحات ؛ اور دوسرے قسم کے وہ لوگ جن کے اھداف ومقاصد بہت پائیدار اور دیرپا ہوتے ہیں مثال کے طور پر ہمیشہ کی خوش بختی اور انسان کا اللہ تعالی کی رضا کو پانا تو یہ انسان کا آخری ٹارگٹ ہوتا ہے جو کہ عقل سے حاصل ہوتا ہے نا کہ جانبی شدت سے یہاں پر بہت ساری دلیلیں دی جا سکتی ہیں ہم چاہتے ہیں کہ کچھ اللہ کی طرف دعوت کے لیے انسان کو غور و فکر کی طرف توجہ دلائیں.

نمبر ا: انسان یقینی نظر سے اللہ تعالی کے وجود میں اس کی آیات میں غور و فکر کرے یہ دنیا ایسی ہے جس میں ہم رہتے ہیں یہ وہ دنیا ہے جسکا نظام عجیب ہے یہ خود نہیں بن گئی اور بے مقصد پیدا نہیں کی گئی بلکہ اس میں ہر لحظہ ہزاروں جانور جنگلوں پہاڑوں شہروں ملکوں اور دیہاتوں میں اللہ سے رزق مانگتے ہیں اللہ ہر کسی کو وقت پر رزق دیتا ہے سورج، چاند، زمین کی ایک خاص شکل ہے اور اپنے مدار میں چلنے اور گردش کرنے کا نظام ہے اللہ تعالی ہی

ہے جو ان کی تدبیر کرتا ہے اور زمین اور دیگر سیارات اور ستاروں کی حرکت کے نظام کو ٹھیک کرتا ہے اور ان کی گردش کو متعین کرتا ہے اور اسی طرح ہر لحظہ انسان کا دل خون کو اس کے اعضاء کو بھیجتا ہے؛ اور اسطرح سونگھنے کی قوت ہوا صاف کرتی ہے ظاہر ہے کہ اللہ کی قدرت ہی انسان کی زندگی کی نگرانی کرتی ہے، دل کی دھڑکن اور اسکے جسم کے اعضاء میں اگر دنیا کی تبدیلیاں ہی جاری رہتیں تو ہر چیز میں ہی ردوبدل ہو چکی ہوتی اگر دنیا میں ردوبدل ہی ممکن ہوتا تو پتھر کو آسمان کی طرف پھینکنے والا پرندے کا مالک بن جاتا جب کہ کوئی بھی عقل مند انسان دنیا میں یہ کہہ سکتا اگر ہم لاکھوں بار پتھروں کو پھینکتے رہیں تو کبھی پرندوں کے مالک نہیں بن سکتے اور وہ پرندہ بھی کسی بدلی ہوئی صورت میں واپس نہ آتا.

جب ہم کوئی ہاتھ والی گھڑی بناتے ہیں تو ہم اس میں بہت سارے اوقات اور پروگرام ڈالتے ہیں تو ہم گھڑی کے بنانے میں کس طرح غور وفکر کرتے ہیں اور کس طرح ہم یہ طاقت رکھ سکتے ہیں کہ یہ زمین اپنی خوبصورتیوں کے ساتھ ایسے ہی بن گئی سورج، چاند، ستارے خود بخود بغیر کسی نظام کے چل رہے ہیں اگر انسان کے بدن میں کوئی نظام نہ ہو اور اتنا باریک بيني والا ربط نہ ہو تو ہم کس طرح خود بخود چلنے والے بدن کے ساتھ زندہ رہنے کی توقع کر سکتے ہیں یہ ناممکن ہے تو اس کے لیے ایسا نگران چاہیے تو اس کا نگران وہی اللہ ہے جس نے ان کو پیدا فرمایا.

نمبر ۲: سوچنے کے لیے ایک اور دلیل ہے اس طریقے پر ہم اللہ تعالی کی طرف سے ڈر کی تصدیق پر یقین رکھیں قرآن مجید میں لوط کی قوم، عاد اور فرعون اور ان کے پیروکاروں کے عذاب کے بارے میں فرمایا اور ان کو آج تک انسانوں کے لیے عبرت ناک درس بنا دیا جس طرح سے اللہ کا وعدہ ان کے بارے میں سچ ہوا تو پھر اللہ کے باقی ڈر بھی سچ ہو سکتے ہیں اور ہم اپنی معیشت کے بارے میں غور کریں کہ یہ حکم بھی سچا ہو سکتا ہے اور اللہ نے لوگوں سے پیار اور موت کا وعدہ فرمایا اور ہم یہ چیز آج دیکھ سکتے ہیں اپنے دوستوں، دشمنوں، رشتہ داروں سے وعدوں کا پورا ہونا، اور آخر کار اس کے ہم بھی مستحق ہو سکتے ہیں اور جب اسکا وعدہ دوسرے انسانوں کے لیے سچا ہوا ہے تو باقی ڈر بھی سچے ہو جائیں گے

﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ ٱلْمَوْتِۖ ثُمَّ إِلَيْنَا تُرْجَعُونَ ۝٥٧﴾ [العنكبوت: ٥٦].

ہر جاندار موت کا مزہ چکھنے والا ہے پھر ہمارے ہی پاس پھر کر آؤ گے (۵۷)

انسان کی آمدن اور خرچ دنیوی زندگی میں بہت محدود ہوتے ہیں جب ہم ماں کے جسم میں ٹھہرے ہوئے بچے کے بارے میں غور کرتے ہیں تو اسکو ماں نہیں پالتی، بلکہ پالنے والا اللہ ہے اسکو غذا مہیا کرتا ہے اور اسکی شکل بناتا ہے اور جب دنیا میں پیدا ہوتا ہے وہی اسکو پالتا اور تعلیم دیتا ہے اور ہدایت اور عقل دیتا ہے اور کمال تک پہنچاتا ہے اور اسکو زندگی بھر رزق دیتا ہے یا پھر اس کو تکلیفوں میں مبتلا کرتا ہے اور آخر کار ادھیڑ عمر سے بڑھاپے تک پہنچ جاتا ہے اور اپنے امور میں آمدن کی کوئی طاقت نہیں رکھتا. اگر انسان اپنے کاموں کو خود ہی سے کرنے پر قادر ہوتا تو اپنے

آپ سے ادھیڑ پن اور بڑھاپے کو روک لیتا. یا جب وہ کسی ایکسیڈنٹ میں پھنس جاتا تو وہ اس کو روک لیتا مثلاً اگر اس کا ہاتھ کٹ جاتا تو وہ اس کی جگہ پہ ایک اور ہاتھ لانے پر قادر ہوتا یا وہ رات اور دن کی تبدیلیوں کو روک لیتا یا وہ بادلوں کی گردش ٹھہرا لیتا تو یہ سب چیزیں کیا اللہ کے حکم سے نہیں چل رہیں وہی پودوں کو سردیوں میں خشک کرتا ہے اور بہار میں بڑا کرتا ہے اس طرح اللہ کی نشانیوں میں سے ہے کہ وہ ایک سمجھ دار انسان کو سوچنے کی طاقت دیتا ہے کہ وہ اللہ کے ڈرانے والے وعدوں میں غور وفکر کرے تو یہ ایک سچ بات ہے کہ سب کائنات ہمارے گرد حتی کہ ہمارے اپنے اجسام بھی معجزہ ہیں لیکن بہت بڑا افسوس ہے کہ ہم ان تبدیلیوں میں غور نہیں کرتے ایمان والی ہوں یا اعجاز کی ہوں وہ ان دریافت میں غور نہیں کرتا مگر یہ کہ وہ اس کا نظریہ قرار دیا جاتا ہے اور تھوڑے عرصے کے بعد عام سی چیز بن جاتی ہے اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿وَهُوَ ٱلَّذِيٓ أَنزَلَ مِنَ ٱلسَّمَآءِ مَآءٗ فَأَخۡرَجۡنَا بِهِۦ نَبَاتَ كُلِّ شَيۡءٖ فَأَخۡرَجۡنَا مِنۡهُ خَضِرٗا نُّخۡرِجُ مِنۡهُ حَبّٗا مُّتَرَاكِبٗا وَمِنَ ٱلنَّخۡلِ مِن طَلۡعِهَا قِنۡوَانٞ دَانِيَةٞ وَجَنَّٰتٖ مِّنۡ أَعۡنَابٖ وَٱلزَّيۡتُونَ وَٱلرُّمَّانَ مُشۡتَبِهٗا وَغَيۡرَ مُتَشَٰبِهٍۗ ٱنظُرُوٓاْ إِلَىٰ ثَمَرِهِۦٓ إِذَآ أَثۡمَرَ وَيَنۡعِهِۦٓۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكُمۡ لَأٓيَٰتٖ لِّقَوۡمٖ يُؤۡمِنُونَ ٩٩﴾ [الأنعام: ٩٩].

اور اسی نے آسمان سے پانی اتارا پھر ہم نے اس سے ہر چیز اگنے والی نکالی پھر ہم نے اس سے سبز کھیتی نکالی جس سے ہم ایک دوسرے پر چڑھے ہوئے دانے نکالتے ہیں اور کھجور کے شگوفوں میں سے پھل کے جھکے ہوئے گچھے اور انگور اور زیتون اور انار کے باغ آپس میں ملتے جلتے اور جدا جدا بھی ہر ایک درخت کے پھل کو دیکھو جب وہ پھل لاتا ہے اور اس کے پکنے کو دیکھو ان چیزوں میں ایمان والوں کے لیے نشانیاں ہیں (۹۹)

اللہ تعالی نے یہ سارے کام قرآن پاک میں ذکر فرمائے ہیں تاکہ انسان اسکی قدرت اور عظمت سے آگاہ ہو سکے اور یہ بھی کہ انسان کی کمزوری اور اللہ کو اس کا سجدہ کرنا بھی بیان فرمایا انسان اس زمیں میں ایک چیونٹی کی طرح ایک شیشے کے کپ میں پڑا ہوا ہے اور جب بھی وہ کسی طرف کوشش کرتا ہے تو اس کپ سے باہر نکلنے کی طاقت نہیں رکھتا اور نہ ہی وہ اس سے بھاگ سکتا ہے اور انسان بھی اس زمین میں اس چیونٹی کیطرح ہے اور جب وہ کسی سائنس، ترقی اور دریافت کو اس زمین میں نقطہ کی انتہا تک پہنچتا ہے اس کو اللہ کے حکم سے موت پا لیتی ہے اور وہ نئی زندگی میں داخل ہو جاتا ہے جو کوئی بھی واپس کا راستہ نہیں رکھتی، اس وقت زمین پر رہنے والوں کی تعداد ایک ملیار سے تجاوز کر چکی ہے ہم سے پہلے کتنا عدد رہنے والے تھے جو کہ ہمارے پاس نہیں ہیں اور کتنا لوگ جو مال و دولت کے مالک تھے اور بہت لوگ جو مال و دولت پر فخر کرتے تھے جس طرح چوری، زنا، حرص اور لالچ جو آج ہمارے زمانے میں بھی ہے آج سے ایک سو سال بعد ہم میں سے کوئی بھی اس زمین میں موجود نہیں ہوگا اور

موت ہم سب کی زندگیوں کو لے جائے گی جب ہم تھوڑی بہت ہی غور وفکر کریں کہ موت ایک یقینی اور حتمی چیز ہے تو یہ مستقل دلیل ہے اللہ سبحانہ وتعالی کے ڈر کے واقع ہونے کی . ہر ایک انسان تھوڑی سی سوچ کے ساتھ جو بغیر کسی بھی تعصب کے ہو تو وہ اپنی زندگی کے اس بنیادی مقصد کو سمجھ سکتا ہے اسکا طریقہ کار یہ ہے کہ ہر انسان یا تو خالق ہو گا یا مخلوق اور تیسری کوئی چیز نہیں ہے اگر انسان یہ دعوی کرے کہ وہ خالق ہے تو اس پر واجب ہے کہ وہ اپنی تخلیق کو ظاہر کرے اس نے زمین وآسمان سے کیا چیز پیدا کی ہے تو اس پر واجب ہے کہ وہ ثابت کرے کہ کیا انسان اس کائنات کو پھیرنے کی طاقت رکھتا ہے اور اس کے پاس تخلیق کی قدرت ہے کیا انسان میں طاقت ہے کہ وہ اپنے جسم اور تخلیق میں کوئی تبدیلی کر سکے ؟ تو ایک صحیح عقل اور تھوڑی سی غور کے ساتھ یہ سمجھنے کی طاقت رکھتا ہے کہ ان سب سوالات کے جوابات نفی میں ہوں گے انسان مخلوق ہے تو اس پر خالق کی معرفت اور اسکی عبادت ضروری ہے تو اس پر واجب ہے کہ وہ ہدایت کے برنامج پر عمل کرے اور اپنی زندگی کی انتہائی بڑی سعادت کو حاصل کرے کیونکہ پیدا کرنے والے کے دستور پر عمل کرنا اس زندگی کا بہت بڑا پروگرام ہے سوچنے کے لیے سوال : تمہارا رب کے بارے میں کیا گمان ہے ؟ اور اللہ سبحانہ وتعالی کی ذہنوں میں حقیقت کیا ہے ؟

منتخب آیہ: ﴿وَمَا خَلَقْنَا ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لَٰعِبِينَ ۝٣٨﴾ [الدخان: ٣٨].

اور ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ اس کے درمیان میں ہے کھیل کے لیے نہیں بنایا (۳۸)

چھٹی فصل

ہمارے آجکل کے مشاکل میں سے دین میں غلو ہے اللہ سبحانہ وتعالی نے غلو سے منع فرمایا ہے اس آیت میں توجہ فرمائیے:

﴿قُلْ أَتَعْبُدُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا ۚ وَٱللَّهُ هُوَ ٱلسَّمِيعُ ٱلْعَلِيمُ ۝٧٦ قُلْ يَٰٓأَهْلَ ٱلْكِتَٰبِ لَا تَغْلُوا۟ فِى دِينِكُمْ غَيْرَ ٱلْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوٓا۟ أَهْوَآءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوا۟ مِن قَبْلُ وَأَضَلُّوا۟ كَثِيرًا وَضَلُّوا۟ عَن سَوَآءِ ٱلسَّبِيلِ ۝٧٧ لُعِنَ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ مِنۢ بَنِىٓ إِسْرَٰٓءِيلَ عَلَىٰ لِسَانِ دَاوُۥدَ وَعِيسَى ٱبْنِ مَرْيَمَ ۚ ذَٰلِكَ بِمَا عَصَوا۟ وَّكَانُوا۟ يَعْتَدُونَ ۝٧٨﴾ [المائدة: ٦٦-٦٨].

کہہ دو تم اللہ کو چھوڑ کر ایسی چیز کی بندگی کرتے ہو جو تمہارے نقصان اور نفع کے مالک نہیں اور اللہ وہی ہے سننے والا جاننے والا (۷۶) کہہ اے اہل کتاب تم اپنے دین میں ناحق زیادتی مت کرو اور ان لوگوں کی خواہشات کی پیروی نہ کرو جو اس سے پہلے گمراہ ہو چکے اور انہوں نے بہتوں کو گمراہ کیا اور سیدھی راہ سے دور ہو گئے (۷۷) بنی

اسرائیل میں سے جو کافر ہوئے ان پر داؤد اور عیسیٰ بیٹے مریم کی زبان پر لعنت کی گئ یہ اس لیے کہ وہ نافرمان تھے اور حد سے گزر گئے تھے (۷۸)

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ دین میں غلو کرنا دوسروں کے لیے دین کی عظمت اور اسکی جاذبیت کو بڑھاتا ہے وہ لوگ جو بعض نیک ہستیوں کے بارے میں غلو کرتے ہیں جسطرح انبیاء ، ائمہ ، امام ہیں انکو بشریت کے تقاضے سے بڑھکر صفات دیتے ہیں انکو اللہ تعالی کے مددگار کے مرتبے میں ٹھہراتے ہیں اسکا سبب اللہ تعالی کا ان سے محبت کرنا اور انکو کچھ ایسی صلاحیت کا عطا کرنا ہے جو کہ اسی کے قبضہ قدرت میں ہی ہے بہت سارے لوگ یہ غلو دین کی غرض سے بھی کرتے ہیں اور اسکو قرآن اور دین کے ذریعے پاکیزہ بنانے کی کوشش کرتے ہیں اور لوگوں کا دوسرا گروہ وہ ہے جو دین میں غلو کرتے ہیں جو دین میں اور نیک ہستیوں کے بارے میں غلو کرتے ہیں دنیوی غرض سے وہ خود بھی گمراہ ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں اس لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی محبت میں بھی زیادتی سے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا میری محبت میں غلومت کرنا جسطرح نصاری نے عیسی ابن مریم کے بارے میں غلو کیا «بے شک میں صرف اللہ کا بندہ ہوں اور مجھے صرف اللہ کا بندہ اور رسول کہا کرو» الحدیث یہاں بنیادی مشکل یہ ہے کہ بعض صفات الالوھیہ بشریت کو دے دیتے ہیں یا مخلوق (دون اللہ) میں سے کسی کو اللہ کا شریک ٹہرادیتے ہیں اللہ کی ان سے محبت اور ان کی اللہ سے بہت محبت کرنے کے سبب سے ہے اور نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ ان سے اتنی ہی محبت کرتے ہیں جتنا اللہ سے کرتے ہیں اور اسی رستے سے وہ اپنی زندگیوں کو شرک میں ڈال دیتے ہیں اور یہ بھی کہ وہ ان عظیم ہستیوں اور علماء کو علم غیب، قدرت اور دیگر دنیوی امور میں اسکا شریک کر دیتے ہیں ان آیات میں توجہ فرمایئے:

﴿يَسْـَٔلُونَكَ عَنِ ٱلسَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسَىٰهَا ۖ قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِندَ رَبِّى ۖ لَا يُجَلِّيهَا لِوَقْتِهَآ إِلَّا هُوَ ۚ ثَقُلَتْ فِى ٱلسَّمَـٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ ۚ لَا تَأْتِيكُمْ إِلَّا بَغْتَةً ۗ يَسْـَٔلُونَكَ كَأَنَّكَ حَفِىٌّ عَنْهَا ۖ قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِندَ ٱللَّهِ وَلَـٰكِنَّ أَكْثَرَ ٱلنَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۝١٨٧ قُل لَّآ أَمْلِكُ لِنَفْسِى نَفْعًا وَلَا ضَرًّا إِلَّا مَا شَآءَ ٱللَّهُ ۚ وَلَوْ كُنتُ أَعْلَمُ ٱلْغَيْبَ لَٱسْتَكْثَرْتُ مِنَ ٱلْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِىَ ٱلسُّوٓءُ ۚ إِنْ أَنَا۠ إِلَّا نَذِيرٌ وَبَشِيرٌ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ۝١٨٨﴾ [الأعراف: ١٨٧-١٨٨].

قیامت کے متعلق تجھ سے پوچھتے ہیں کہ اس کی آمد کا کونسا وقت ہے کہہ دو اس کی خبر تو میرے رب ہی کے ہاں ہے وہی اسے اس کے وقت پر ظاہر کر دکھائے گا وہ آسمانو ں اور زمین میں بھاری بات ہے وہ تم پر محض اچانک آجائے گی تجھ سے پوچھتے ہیں گویا کہ تو اس کی تلاش میں لگا ہوا ہے کہہ دو اس کی خبر خاص اللہ ہی کے ہاں ہے لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے (۱۸۷) کہہ دو میں اپنی ذات کے نفع و نقصان کا بھی مالک نہیں مگر جو اللہ چاہے اور اگر میں غیب کی بات جان سکتا تو بہت کچھ بھلائیاں حاصل کر لیتا اور مجھے تکلیف نہ پہنچتی میں تو محض ڈرانے والا اور خوشخبری دینے والا ہوں ان لوگوں کو جو ایمان دار ہیں (۱۸۸)

اور ہر کوئی جانتا ہے کہ اللہ کا کلمہ ہی بلند ہے اور ہمارا رب واضح طور پر یہ فرماتا ہے حتی کہ رسول بھی غیب کا علم نہیں جانتے حقیقت میں وحی ان کو غیب کی خبر دیتی تھی آج حال یہ ہو چکا ہے جب انسان کو اس بات کی طرف دعوت دیں خاص کر اگر وہ عالم دین ہو وہ جانتا ہے کہ توحید کا منبع ایک ہی ہے جو غیب کے بارے میں خبر دیتا ہے وہ وحی ہی ہے اور سب مسلمانوں کے لیے قرآن مجید ہے.بڑی آسانی سے ہم اسکو جھٹلا دیتے ہیں اس انسان کا حال یہ ہے جو اپنی بات پہ اعتماد رکھتا ہے تو وہ گمراہ ہی ہوتا ہے اس پر لازم ہے کہ وہ اپنے افکار کو نیا کرے ہم آنے والی فصل میں اس بات کی گفتگو کریں گے کیا تم نے برزخ کے بارے میں سن رکھا ہے ؟ وہ لوگ یہ دعوی کرتے ہیں کہ وہ مفکرین ہیں اور دوسروں کے نظریات کو جانتے ہیں اور تقوی اور ایمان کا درجہ دوسروں کے لیے مختلف شکل میں دیکھتے ہیں مثلًا جیسا کہ خنزیر، بکری اور گائے کو دیکھا جاتا ہے وہ کہتے ہیں کہ یہ تقوی بلند ہے اور اللہ سے ملاتا ہے کیا تم نے وہ حدیث سنی ہے جو یہ بیان کرتی ہے کہ انسانیت کی صفات انسانیت کے تقاضے سے باہر ہے جیسا کہ.برزخ والا چشمہ اور دوسروں کا انجام. نبی کو منافقین کے بارے میں مخاطب کرتے ہوئے یہ آیت نازل ہوتی ہے

﴿أَمْ حَسِبَ ٱلَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ أَن لَّن يُخْرِجَ ٱللَّهُ أَضْغَٰنَهُمْ ﴿٢٩﴾ وَلَوْ نَشَآءُ لَأَرَيْنَٰكَهُمْ فَلَعَرَفْتَهُم بِسِيمَٰهُمْ ۚ وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِي لَحْنِ ٱلْقَوْلِ ۚ وَٱللَّهُ يَعْلَمُ أَعْمَٰلَكُمْ ﴿٣٠﴾ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتَّىٰ نَعْلَمَ ٱلْمُجَٰهِدِينَ مِنكُمْ وَٱلصَّٰبِرِينَ وَنَبْلُوَا۟ أَخْبَارَكُمْ ﴿٣١﴾﴾ [محمد: ٢٩-٣١].

کیا وہ لوگ کہ جن کے دلوں میں مرض (نفاق) ہے یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ اللہ ان کی دبی دشمنی ظاہر نہ کرے گا (٢٩) اور اگر ہم چاہتے تو آپ کو وہ لوگ دکھا دیتے پس آپ اچھی طرح سے انہیں ان کے نشان سے پہچان لیتے اور آپ انہیں طرز کلام سے پہچان لیں گے اور اللہ تمہارے اعمال کو جانتا ہے (٣٠) اور ہم تمہیں آزمائیں گے یہاں تک کہ ہم تم میں سے جہاد کرنے والوں کو اور صبر کرنے والوں کو معلوم کر لیں اور تمہارے حالات کو جانچ لیں (٣١)

آیت نمبر تیس (٣٠) میں نبی سے کہا گیا ہے کہ اگر تم چاہو تو ہم تمہیں منافقین دیکھا دیتے ہیں تاکہ تم ان کی نشانیوں کو جان لو لیکن ہم نے ایسا نہ کیا باوجود اس کے کہ تم ان کو أقوال وأعمال کے راستے سے جان جاؤ گے «ان کے ظاہری أعمال کا مراقبہ کرنے کے طریقے سے ناکہ باطنی أعمال کا» اور اس بات کی تاکید بھی اللہ نے اس قول سے فرمائی جب اس نے نبی سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا جو اللہ کے ہاں خیر البشر ہیں کہ تم دوسروں کے باطن کے بارے میں نہیں جانتے ہو ان لوگوں کے بارے میں کیا حکم ہو گا جو لوگ جھوٹے دعوے کرتے ہیں یا وہ انبیاء اور آئمہ کے لیے ایسی صفات کے قائل ہیں جو بشریت کے تقاضوں سے ہٹ کر ہیں تو ان کی جزاء حسرت کے سوا کچھ نہیں ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿أَلَمْ يَعْلَمُوٓا۟ أَنَّهُۥ مَن يُحَادِدِ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ فَأَنَّ لَهُۥ نَارَ جَهَنَّمَ خَٰلِدًا فِيهَا ۚ ذَٰلِكَ ٱلْخِزْىُ ٱلْعَظِيمُ ﴿٦٣﴾ يَحْذَرُ ٱلْمُنَٰفِقُونَ أَن تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سُورَةٌ تُنَبِّئُهُم بِمَا فِي قُلُوبِهِمْ ۚ قُلِ ٱسْتَهْزِءُوٓا۟ إِنَّ ٱللَّهَ مُخْرِجٌ مَّا تَحْذَرُونَ ﴿٦٤﴾

وَلَئِن سَأَلۡتَهُمۡ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلۡعَبُۚ قُلۡ أَبِٱللَّهِ وَءَايَٰتِهِۦ وَرَسُولِهِۦ كُنتُمۡ تَسۡتَهۡزِءُونَ ﴿٦٥﴾
[التوبة: ٦٣-٦٥].

کیا وہ نہیں جانتے کہ جو شخص اللہ اور اس کے رسول کا مقابلہ کرتا ہے تو اُس کے واسطے دوزخ کی آگ ہے اس میں ہمیشہ رہے گا یہ بڑی ذلت ہے (۶۳) منافق اس بات سے ڈرتے ہیں کہ مسلمانوں پر کوئی ایسی سورۃ نازل ہو کہ انہیں بتا دے جو منافقوں کے دل میں ہے کہہ دو ہنسی کیے جاؤ جس بات سے تم ڈرتے ہو اللہ اسے ضرور ظاہر کر دے گا (۶۴) اور اگر تم ان سے دریافت کرو تو کہیں گے کہ ہم یونہی بات چیت اور دل لگی کر رہے تھے کہہ دو کیا اللہ سے اور اُس کی آیتوں سے اور اس کے رسول سے تم ہنسی کرتے تھے (۶۵)

ہم پر لازم ہے کہ جب ہمیں کسی ایسے مطلب یا حدیث کا موازنہ قرآن سے کرنا ہو تو ہمیں اس کو قبول کرنا چاہیے جس کی تائید قرآن کرے اور اس کے علاوہ چھوڑ دینا چاہیے قرآن کی آیتوں میں بغیر کوئی تاویل کرتے ہوئے اور اسی طرح ہم ان لوگوں کے بارے میں سنتے ہیں جو موت کے بعد ارواح کے علم کا دعویٰ کرتے ہیں جو بشریت تک صرف وحی کے ذریعے ہی پہنچا. اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:
﴿قُلۡ كُلّٞ يَعۡمَلُ عَلَىٰ شَاكِلَتِهِۦ فَرَبُّكُمۡ أَعۡلَمُ بِمَنۡ هُوَ أَهۡدَىٰ سَبِيلٗا ﴿٨٤﴾ وَيَسۡـَٔلُونَكَ عَنِ ٱلرُّوحِۖ قُلِ ٱلرُّوحُ مِنۡ أَمۡرِ رَبِّي وَمَآ أُوتِيتُم مِّنَ ٱلۡعِلۡمِ إِلَّا قَلِيلٗا ﴿٨٥﴾ وَلَئِن شِئۡنَا لَنَذۡهَبَنَّ بِٱلَّذِيٓ أَوۡحَيۡنَآ إِلَيۡكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهِۦ عَلَيۡنَا وَكِيلًا ﴿٨٦﴾﴾ [الإسراء: ٨٤-٨٦].

کہہ دو کہ ہر شخص اپنے طریقہ پر کام کرتا ہے پھر تمہارا رب خوب جانتا ہے کہ سب سے زیادہ ٹھیک راہ پر کون ہے (۸۴) اور یہ لوگ تجھ سے روح کے متعلق سوال کرتے ہیں کہہ دو روح میرے رب کے حکم سے ہے اور تمہیں جو علم دیا گیا ہے وہ بہت ہی تھوڑا ہے (۸۵) اور اگر ہم چاہیں تو جو کچھ ہم نے تیری طرف وحی کی ہے اسے اٹھالیں پھر تجھے اس کے لیے ہمارے مقابلہ میں کوئی حمایتی نہ ملے (۸۶).

بڑے افسوس کے ساتھ صرف ہمارے ملک میں ہی نہیں بلکہ بہت سارے ملکوں میں وہ لوگ کوشش کرتے ہیں اور لوگوں کے لیے موت کے بعد کی زندگی کی تصویر بھی بناتے ہیں اور کچھ چھوٹی چھوٹی چیزیں قبر کی پہلی رات اور قبر کے عذاب کی تصویر بناتے ہیں اور موت کے بعد کی زندگی کی. اور ان کتابوں اور نوٹسوں کو بانٹتے پھیلاتے ہیں ہماری کوشش اس بارے میں یہ ہونی چاہیے ہم اسکو قرآن پر پیش کریں کہ اگر قرآن اس کی تائید کرے تو قبول کریں ورنہ رد کریں.

منتخب آیہ: ﴿وَعِندَهُۥ مَفَاتِحُ ٱلۡغَيۡبِ لَا يَعۡلَمُهَآ إِلَّا هُوَۚ وَيَعۡلَمُ مَا فِي ٱلۡبَرِّ وَٱلۡبَحۡرِۚ وَمَا تَسۡقُطُ مِن وَرَقَةٍ إِلَّا يَعۡلَمُهَا وَلَا حَبَّةٖ فِي ظُلُمَٰتِ ٱلۡأَرۡضِ وَلَا رَطۡبٖ وَلَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتَٰبٖ مُّبِينٖ ﴿٥٩﴾﴾ [الأنعام: ٥٩].
اور اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں جنہیں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا جو کچھ جنگل اور دریا میں ہے وہ سب جانتا ہے اور کوئی پتّہ نہیں گرتا مگر وہ اسے بھی جانتا ہے اور کوئی دانہ زمین کے تاریک حصوں میں نہیں پڑتا اور نہ کوئی تر اور خشک چیز ہے مگر یہ سب کچھ کتاب روشن میں ہیں (۵۹)

ساتویں فصل

توحید کو سمجھنے کی چابی: اللہ وہ ذات ہے جسکا کوئی مقابل نہیں اللہ نے اپنی ذات کی معرفت کو قرآن مجید میں اللہ اور رب جیسے ناموں سے ذکر کیا اور انس و جن اور فرشتے اور سب مخلوقات کائنات اور تخلیق کے ابتدائی مراحل فلسفۂ اِلحاد ... سب کو غیر اللہ قرار دیا قرآن مجید میں "دون اللہ" اکہتر (۷۱) دفعہ آیا ہے اور کلمہ دونہ (۳۷) بار اور کلمہ غیر اللہ سترہ (۱۷) دفعہ آیا ہے اور کلمہ "الرحمٰن" صرف دو بار اور "دون الرحمٰن" تین بار آیا ہے کلمہ "اللہ" اور "دون اللہ" کے درمیان قرآن مجید میں فرق کو بڑی اہمیت ہے اور یہ وہ ہے جو استثنا کو قبول نہیں کرتا قرآن مجید کی اس سے مراد لوگوں کو ان دونوں صفات میں غور و فکر کرنے کی ہے قرآن مجید میں آیا ہے کہ "دون اللہ" وہ ہے جس کو غیب سے حاضر کی طرف لانے کی قدرت نہ ہو اور غیب وہ ہے جو کسی بھی مکان سے دیکھا نہ جائے اور کوئی قاہر و محیط کسی چیز کے لیے نہ ہو حتی کہ وہ لوگوں کے ساتھ ہر زمان و مکان میں ہو سکے اور یہ صفات صرف اللہ کے ساتھ خاص ہیں اللہ وہی پیدا کرنے والا، رزق دینے والا، زندگی اور موت دینے والا اور وہی اس کائنات کے امور کو چلانے پر قادر ہے جب بھی ہم کسی موجود چیز کو دیکھتے ہیں تو اس کی صفات سے کوئی نہ کوئی چیز ہو تو وہ شرک ہوگا اور قرآن پاک میں کفر و شرک ظاہر ہے۔ بڑا افسوس ہے کہ بہت ساری تفاسیر میں "دون اللہ" کا معنی بت کیا گیا ہے اور یہ ناقص ہے اس شکل کی طرف توجہ فرمایئے:

اللہ (رب، خالق)

دونِ اللہ (مخلوق):

"دون اللہ" مخلوق ہے سب بشر جن فرشتے یہ کائنات زمین اور جو کچھ اس میں ہے قیامت کیطرف جنت یا جہنم کیطرف جا رہا ہے اور کوئی بھی دوسری مخلوق خواہ اسکو انسان جانتے ہوں یا نہ.

"دون اللہ" مخلوق ہے سب بشر جن فرشتے یہ کائنات زمین اور جو کچھ اس میں ہے قیامت کیطرف جنت یا جہنم کیطرف جا رہا ہے اور کوئی بھی دوسری مخلوق خواہ اسکو انسان جانتے ہوں یا نہ. اگر دون اللہ صرف بت نہ ہوتے تو سب مخلوقات اس میں شامل ہوتیں جو بشر کے ذہن میں نہیں سما سکتیں نبی کے زمانے میں جب قرآن نازل ہو رہا

تھا تو اسوقت دنیا میں مشرکین تھے آگ سورج اور ستاروں کے پجاری تھے. اور قرآن کا خطاب صرف بت پرستوں کے لیے نہیں ہے بلکہ جو بھی "دون اللہ" ہے سب کو قرآن نے مخاطب کیا ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿خَلَقَ ٱلسَّمَٰوَٰتِ بِغَيۡرِ عَمَدٖ تَرَوۡنَهَاۖ وَأَلۡقَىٰ فِي ٱلۡأَرۡضِ رَوَٰسِيَ أَن تَمِيدَ بِكُمۡ وَبَثَّ فِيهَا مِن كُلِّ دَآبَّةٖۚ وَأَنزَلۡنَا مِنَ ٱلسَّمَآءِ مَآءٗ فَأَنۢبَتۡنَا فِيهَا مِن كُلِّ زَوۡجٖ كَرِيمٍ ١٠ هَٰذَا خَلۡقُ ٱللَّهِ فَأَرُونِي مَاذَا خَلَقَ ٱلَّذِينَ مِن دُونِهِۦۚ بَلِ ٱلظَّٰلِمُونَ فِي ضَلَٰلٖ مُّبِينٖ ١١ وَلَقَدۡ ءَاتَيۡنَا لُقۡمَٰنَ ٱلۡحِكۡمَةَ أَنِ ٱشۡكُرۡ لِلَّهِۚ وَمَن يَشۡكُرۡ فَإِنَّمَا يَشۡكُرُ لِنَفۡسِهِۦۖ وَمَن كَفَرَ فَإِنَّ ٱللَّهَ غَنِيٌّ حَمِيدٞ ١٢﴾ [لقمان: ١٠-١٢].

آسمانوں کو بے ستون بنایا تم انہیں دیکھ رہے ہو اور زمین میں مضبوط پہاڑ رکھ دیے تاکہ تمہیں لے کر ادھر ادھر نہ جھکے اور اس میں ہر قسم کے جانور پھیلا دیے اور ہم نے آسمان سے مینہ برسایا پھر ہم نے زمین میں ہر قسم کی عمدہ چیزیں اگائیں (۱۰) **یہ تو اللہ کی ساخت ہے پھر مجھے دکھاؤ کہ اس کے سوا غیر نے کیا پیدا کیا ہے بلکہ ظالم صریح گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں (۱۱)** اور ہم نے لقمان کو دانائی عطا فرمائی کہ اللہ کا شکر کرتے رہو اور جو شخص شکر کرے گا وہ اپنے ذاتی نفع کے لیے شکر کرتا ہے اور جو ناشکری کرے گا تو اللہ بے نیاز خوبیوں والا ہے (۱۲)

اللہ نے ہمیں اس آیت کریمہ اور قرآن میں بہت ساری جگھوں میں "دون اللہ" کی کمزوریوں کے بارے میں خبر دی ہے اور "دون اللہ" وہ مخلوق ہے جیسے زندگی اور موت جو صرف اللہ کے ہاتھ میں ہیں اور اللہ ہی مالک مطلق ہے اسکا ارشاد گرامی ہے:

﴿ٱلَّذِي لَهُۥ مُلۡكُ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلۡأَرۡضِ وَلَمۡ يَتَّخِذۡ وَلَدٗا وَلَمۡ يَكُن لَّهُۥ شَرِيكٞ فِي ٱلۡمُلۡكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَيۡءٖ فَقَدَّرَهُۥ تَقۡدِيرٗا ٢ وَٱتَّخَذُواْ مِن دُونِهِۦٓ ءَالِهَةٗ لَّا يَخۡلُقُونَ شَيۡـٔٗا وَهُمۡ يُخۡلَقُونَ وَلَا يَمۡلِكُونَ لِأَنفُسِهِمۡ ضَرّٗا وَلَا نَفۡعٗا وَلَا يَمۡلِكُونَ مَوۡتٗا وَلَا حَيَوٰةٗ وَلَا نُشُورٗا ٣ وَقَالَ ٱلَّذِينَ كَفَرُوٓاْ إِنۡ هَٰذَآ إِلَّآ إِفۡكٌ ٱفۡتَرَىٰهُ وَأَعَانَهُۥ عَلَيۡهِ قَوۡمٌ ءَاخَرُونَۖ فَقَدۡ جَآءُو ظُلۡمٗا وَزُورٗا ٤﴾ [الفرقان: ٢-٤].

وہ جس کی آسمانوں اور زمین میں سلطنت ہے اور اس نے نہ کسی کو بیٹا بنایا ہے اور نہ کوئی سلطنت میں اس کا شریک ہے اور اس نے ہر چیز کو پیدا کر کے اندازہ پر قائم کر دیا (۲) **اور انہوں نے اللہ کے سوا ایسے معبود بنا رکھے ہیں جو کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے حالانکہ وہ خود پیدا کیے گئے ہیں اور وہ اپنی ذات کے لیے نقصان اور نفع کے مالک نہیں اور موت اور زندگی اور دوبارہ اٹھنے کے بھی مالک نہیں (۳)** اور کافر کہتے ہیں کہ یہ تو محض جھوٹ ہے جسے اس نے بنا لیا ہے اور دوسرے لوگوں نے اس میں اس کی مدد کی ہے پس وہ بڑے ظلم اور جھوٹ پر اتر آئے ہیں (۴)

اللہ اپنی ذات اور صفات میں ایک ہی ہے اس کا کوئی شریک نہیں نہ تو اس کی ذات اور نہ اس کی صفات میں. کوئی دوسری مخلوق جسطرح جن وانس اور فرشتے اور ان میں سے کسی کے لیے بھی صفات الٰہیہ کی کوئی خصوصیت نہیں کوئی بھی زندوں اور مردوں میں اللہ کی صفات کا دعوی نہیں کرتا جس طرح بصیر، سمیع، لطیف... یہی وہ توحید ہے اور اس کے علاوہ کفر وشرک ہے ہمارا رب اپنی ذات و صفات میں ایک ہے اسکا کوئی شریک نہیں جیسا کہ فرمان الٰہی ہے:

﴿قُلۡ هُوَ ٱللَّهُ أَحَدٌ ۝١ ٱللَّهُ ٱلصَّمَدُ ۝٢ لَمۡ يَلِدۡ وَلَمۡ يُولَدۡ ۝٣ وَلَمۡ يَكُن لَّهُۥ كُفُوًا أَحَدُۢ ۝٤﴾[الإخلاص: ١-٤].

کہہ دو وہ اللہ ایک ہے (ا) اللہ بے نیاز ہے (۲) نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے (۳) اور اس کے برابر کا کوئی نہیں ہے (۴)

سوچنے کے لیے سوال: کیا ہر وہ جو خود کسی چیز کا محتاج ہے وہ کس گروہ میں شامل ہے ا للہ یا دون اللہ میں مثلا: ا: جھنم، ۲: سورج، ۳: تم، ۴: بدن، ۵: انسان، ٦: شیطان، ۷: جانور اور درخت، ۸: جبریل، ۹: انسان کی سوچ، ۱۰: بشریت کے تقاضے، ۱۱: رسول.

منتخب آیہ:

﴿أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ ٱلۡقُرۡءَانَۚ وَلَوۡ كَانَ مِنۡ عِندِ غَيۡرِ ٱللَّهِ لَوَجَدُواْ فِيهِ ٱخۡتِلَٰفٗا كَثِيرٗا ۝٨٢﴾ [النساء: ٨٢].

کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے اور اگر یہ قرآن سوائے اللہ کے کسی اور کی طرف سے ہوتا تو وہ اس میں بہت اختلاف پاتے (۸۲)

آٹھویں فصل:

یہاں سے بنیادی قسم شروع ہوتی ہے جب کوئی چیز پڑھتے وقت کوئی سوال تمہارے ذہن میں آئے تو آپ اس مطلب کے پڑھنے کو جاری رکھیے اس لیے تمہارے سوال کا جواب عنقریب آنے والی فصلوں میں آجائے گا قرآن نے اللہ کی صفات کو بیان کیا جیسا کہ وہ اکیلا، رزق دینے والا، پیدا کرنے والا، مالک ہے پرورش کرنے والا مددگار ہے وہ انسان کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے اگر تم اللہ کی وحدانیت اور اس کی صفات پر ایمان رکھتے ہو تو تم صرف اسکو کیوں نہیں پکارتے ہو اور اسی کو وسیلہ کیوں نہیں بناتے ہو؟ تم صرف اس کی عبادت کیوں نہیں کرتے ہو؟ کیا تم پر جادو ہو گیا ہے؟ قرآن انسان سے یہ چاہتا ہے کہ وہ صرف اللہ ہی کی عبادت کریں اس کا ارشاد گرامی ہے:

﴿يَٰصَٰحِبَيِ ٱلسِّجۡنِ ءَأَرۡبَابٞ مُّتَفَرِّقُونَ خَيۡرٌ أَمِ ٱللَّهُ ٱلۡوَٰحِدُ ٱلۡقَهَّارُ ۝٣٩ مَا تَعۡبُدُونَ مِن دُونِهِۦٓ إِلَّآ أَسۡمَآءٗ سَمَّيۡتُمُوهَآ أَنتُمۡ وَءَابَآؤُكُم مَّآ أَنزَلَ ٱللَّهُ بِهَا مِن سُلۡطَٰنٍۚ إِنِ ٱلۡحُكۡمُ إِلَّا لِلَّهِ أَمَرَ أَلَّا تَعۡبُدُوٓاْ إِلَّآ إِيَّاهُۚ ذَٰلِكَ ٱلدِّينُ ٱلۡقَيِّمُ وَلَٰكِنَّ أَكۡثَرَ ٱلنَّاسِ لَا يَعۡلَمُونَ ۝٤٠ يَٰصَٰحِبَيِ ٱلسِّجۡنِ أَمَّآ أَحَدُكُمَا فَيَسۡقِي رَبَّهُۥ خَمۡرٗاۖ وَأَمَّا ٱلۡأٓخَرُ فَيُصۡلَبُ فَتَأۡكُلُ ٱلطَّيۡرُ مِن رَّأۡسِهِۦۚ قُضِيَ ٱلۡأَمۡرُ ٱلَّذِي فِيهِ تَسۡتَفۡتِيَانِ ۝٤١﴾ [يوسف: ٣٩-٤١].

اے قید خانہ کے رفیقو! کیا کئی جدا جدا معبود بہتر ہیں یا اکیلا اللہ جو زبردست ہے (۳۹) تم اس کے سوا کچھ نہیں پوجتے مگر چند ناموں کو جو تم نے اور تمہارے باپ داداؤں نے مقرر کر لیے ہیں اللہ نے ان کے متعلق کوئی سند نہیں اتاری حکومت سوا اللہ کے کسی کی نہیں ہے اس نے حکم دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ

کرو یہی سیدھا راستہ ہے لیکن اکثر آدمی نہیں جانتے (۴۰) اے قید خانہ کے رفیقو! تم دونوں میں سے ایک جو ہے وہ اپنے آقا کو شراب پلائے گا جو دوسرا ہے وہ پھانسی دیا جائے گا پھر اس کے سر میں سے پرندے کھائیں گے اس کام کا فیصلہ ہو گیا ہے جس کی تم تحقیق چاہتے تھے (۴۱)

اسی طرح تم آنے والی آیات میں دیکھوگے کہ وہ اللہ عبادت کو صرف اپنی ذات کے لیے خاص فرماتا ہے اور انسانیت سے چاہتا ہے کہ وہ اسی کی ہی عبادت کریں جب بھی اس نے کوئی نبی یا رسول بھیجا تو انکا (رسولوں) کا پہلا قدم اللہ کی طرف عبادت کی دعوت کا تھا صرف اللہ کی عبادت کرو اور انہوں نے لوگوں سے یہ نہیں چاہا کہ وہ ان کی عبادت کریں بلکہ فرمایا: آجاؤ ہم سب مل کے اللہ کی عبادت کریں اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿ثُمَّ نُنَجِّي رُسُلَنَا وَٱلَّذِينَ ءَامَنُواْۚ كَذَٰلِكَ حَقًّا عَلَيۡنَا نُنجِ ٱلۡمُؤۡمِنِينَ ﴿١٠٣﴾ قُلۡ يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ إِن كُنتُمۡ فِي شَكّٖ مِّن دِينِي فَلَآ أَعۡبُدُ ٱلَّذِينَ تَعۡبُدُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ وَلَٰكِنۡ أَعۡبُدُ ٱللَّهَ ٱلَّذِي يَتَوَفَّىٰكُمۡۖ وَأُمِرۡتُ أَنۡ أَكُونَ مِنَ ٱلۡمُؤۡمِنِينَ ﴿١٠٤﴾ وَأَنۡ أَقِمۡ وَجۡهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفٗا وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ ٱلۡمُشۡرِكِينَ ﴿١٠٥﴾﴾ [یونس: ١٠٣-١٠٥].

پھر ہم اپنے رسولوں اوران لوگوں کو جو ایمان لاتے ہیں بچا لیتے ہیں اسی طرح ہمارا ذمہ ہے کہ ایمان والوں کو بچا لیں (۱۰۳) کہہ دو اے لوگو اگر تمہیں میرے دین میں شک ہے تو اللہ کے سوا جن کی تم عبادت کرتے ہو میں ان کی عبادت نہیں کرتا بلکہ میں اللہ کی عبادت کرتا ہوں جو تمہیں وفات دیتا ہے اور مجھے حکم ہوا ہے کہ ایمانداروں میں رہوں (۱۰۴) اور یہ بھی کہ یک سو ہو کر دین کی طرف رخ کیے رہو اور مشرکوں میں نہ ہو (۱۰۵)

اسی طرح فرمایا:

﴿فَإِن تَوَلَّوۡاْ فَإِنَّ ٱللَّهَ عَلِيمُۢ بِٱلۡمُفۡسِدِينَ ﴿٦٣﴾ قُلۡ يَٰٓأَهۡلَ ٱلۡكِتَٰبِ تَعَالَوۡاْ إِلَىٰ كَلِمَةٖ سَوَآءِۭ بَيۡنَنَا وَبَيۡنَكُمۡ أَلَّا نَعۡبُدَ إِلَّا ٱللَّهَ وَلَا نُشۡرِكَ بِهِۦ شَيۡـٔٗا وَلَا يَتَّخِذَ بَعۡضُنَا بَعۡضًا أَرۡبَابٗا مِّن دُونِ ٱللَّهِۚ فَإِن تَوَلَّوۡاْ فَقُولُواْ ٱشۡهَدُواْ بِأَنَّا مُسۡلِمُونَ ﴿٦٤﴾﴾ [آل‌عمران: ٦٣-٦٤].

پھر اگر پھر جائیں تو بے شک اللہ فساد کرنے والوں کو جانتا ہے (٦٣) کہہ اے اہلِ کتاب! ایک بات کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے کہ سوائے اللہ کے اور کسی کی بندگی نہ کریں اور اس کا کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور سوائے اللہ کے کوئی کسی کو رب نہ بنائے پس اگر وہ پھر جائیں تو کہہ دو گواہ رہو کہ ہم تو فرمانبردار ہونے والے ہیں (٦۴)

گزشتہ فصلوں میں ہم نے اللہ کی سچی عبادت کو بیان کیا یہاں اہم سوال یہ ہے کہ اللہ تعالی قرآن مجید میں صرف محظ عبادت پر اکتفا نہیں فرمایا بلکہ بہت ساری آیتوں میں لوگوں سے خالص عبادت اور اعمال کی طلب فرمائی . جیسا کہ دعا، کسی چیز کا مانگنا، مدد، کوئی ضرورت صرف اللہ ہی پوری فرماتا ہے ارشاد میں باریکی یہ ہے «تدع».

﴿وَلَا تَدۡعُ مِن دُونِ ٱللَّهِ مَا لَا يَنفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَۖ فَإِن فَعَلۡتَ فَإِنَّكَ إِذٗا مِّنَ ٱلظَّٰلِمِينَ ١٠٦ وَإِن يَمۡسَسۡكَ ٱللَّهُ بِضُرّٖ فَلَا كَاشِفَ لَهُۥٓ إِلَّا هُوَۖ وَإِن يُرِدۡكَ بِخَيۡرٖ فَلَا رَآدَّ لِفَضۡلِهِۦۚ يُصِيبُ بِهِۦ مَن يَشَآءُ مِنۡ عِبَادِهِۦۚ وَهُوَ ٱلۡغَفُورُ ٱلرَّحِيمُ ١٠٧﴾ [يونس: ١٠٦-١٠٧].

اور اللہ کے سوا ایسی چیز کو نہ پکار جو نہ تیرا بھلا کرے اور نہ برا پھر اگر تو نے ایسا کیا تو بے شک ظالموں میں سے ہو جائے گا (١٠٦) **اور اگر اللہ تمہیں کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا اسے ہٹانے والا کوئی نہیں اور اگر تمہیں کوئی بھلائی پہنچانا چاہے تو کوئی اس کے فضل کو پھیرنے والا نہیں اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اپنا فضل پہنچاتا ہے اور وہی بخشنے والا مہربان ہے (١٠٧)**

اور یہ بھی فرمایا:

﴿لِّنَفۡتِنَهُمۡ فِيهِۚ وَمَن يُعۡرِضۡ عَن ذِكۡرِ رَبِّهِۦ يَسۡلُكۡهُ عَذَابٗا صَعَدٗا ١٧ وَأَنَّ ٱلۡمَسَٰجِدَ لِلَّهِ فَلَا تَدۡعُواْ مَعَ ٱللَّهِ أَحَدٗا ١٨ وَأَنَّهُۥ لَمَّا قَامَ عَبۡدُ ٱللَّهِ يَدۡعُوهُ كَادُواْ يَكُونُونَ عَلَيۡهِ لِبَدٗا ١٩﴾ [الجن: ١٧-١٩].

تاکہ اس (ارزانی) میں ان کا امتحان کریں اور جس نے اپنے رب کی یاد سے منہ موڑا تو وہ اسے سخت عذاب میں ڈالے گا (١٧) **اور بے شک مسجدیں اللہ کے لیے ہیں پس تم اللہ کے ساتھ کسی کو نہ پکارو (١٨)** اور جب اللہ کا بندہ (نبی) اس کو پکارنے کھڑا ہوتا ہے تو وہ اس پر جھمگٹا کرنے لگتے ہیں (١٩)

**اہم نکتہ یہ ہے تعبدون: کی بنیاد عبد ہے جسکا معنی تسلیم اور عبادت ہے تدعو کی اصل دعو ہے جس کا معنی طلب، دعا اور منفع کو کھینچنا اور نقصان کو دفع کرنا ہے نبی کا فرمان ہے دعا بھی عبادت ہے یعنی دعا بھی عین عبادت ہے جس طرح بہت آیتوں میں ارشاد فرمایا زندگی کی ہر حاجت میں جیساکہ مریض کی شفاکے لیے دعا مانگنا، امتحان میں کامیابی کی دعا کرنا اور کسی کام کی مصیبت سے چھٹکارے کی دعا مانگنا. صرف اللہ سے ہی امید کی جاتی ہے یہ کام مباشر اللہ سے ہی ہے بغیر کسی انسانی واسطے کے. بہت افسوس کی بات ہے کہ ہمارے معاشرے میں قرآن کو چھوڑا جاتا ہے اور انسانوں کے عقیدوں کا مزاق اڑایا جاتا ہے جس طرح کہ بعض غلط لوگوں سے یہ کام ظاہر ہوتے ہیں جب لوگ اللہ تعالی کو پکارتے ہیں تو فورًا اسکو نہیں پکارتے بلکہ مخلوق کے واسطے سے اسکو پکارتے ہیں یہی وہ مشکل ہے جس کو ختم کرنے کے لیے نبی کو بھیجا گیا اس آیت میں توجہ کیجیے جسمیں ہمارا رب لوگوں کی ضرورتوں کو پورا کرنے کا ارشاد فرماتا ہے

﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ٱدۡعُونِيٓ أَسۡتَجِبۡ لَكُمۡۚ إِنَّ ٱلَّذِينَ يَسۡتَكۡبِرُونَ عَنۡ عِبَادَتِي سَيَدۡخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ ٦٠﴾ [غافر: ٦٠].

اور تمہارے رب نے فرمایا ہے مجھے پکارو میں تمہاری دعا قبول کروں گا بے شک جو لوگ میری عبادت سے سرکشی کرتے ہیں عنقریب وہ ذلیل ہو کر دوزخ میں داخل ہوں گے (٦٠)

اس کلمہ ﴿ٱدۡعُونِيٓ﴾ کی باریکی میں دیکھیے کہ اللہ نے لوگوں سے واضح طور پر دعا کی قبولیت کا ارشاد فرمایا جو بھی صرف اللہ کو پکارے گا جسطرح کہ قرآن میں حکم آیا ہے کہ اللہ کے سوا کسی اور مخلوق کو نہ پکاریں جس طرح کہ ارشاد گرامی ہے:

﴿أَلَيۡسَ ٱللَّهُ بِكَافٍ عَبۡدَهُۥۖ وَيُخَوِّفُونَكَ بِٱلَّذِينَ مِن دُونِهِۦۚ وَمَن يُضۡلِلِ ٱللَّهُ فَمَا لَهُۥ مِنۡ هَادٖ ٣٦﴾ [الزمر: ٣٦].

کیا اللہ اپنے بندے کو کافی نہیں اور وہ آپ کو ان لوگوں سے ڈراتے ہیں جو اس کے سوا ہیں اور جسے اللہ گمراہ کر دے تو اسے راہ پر لانے والا کوئی نہیں (٣٦)

بہت سارے لوگ تمہیں اللہ کی قدرت سے اور اسکے غیب سے ڈراتے ہیں جیسا کہ انبیا، ائمہ، شیوخ اور وہ صرف اللہ کے بغیر کسی اور سے دعا نہیں مانگتے کیا تم جانتے ہو کہ اللہ نے اس مسئلہ میں کیا ارشاد فرمایا ہے:

﴿يُولِجُ ٱلَّيۡلَ فِي ٱلنَّهَارِ وَيُولِجُ ٱلنَّهَارَ فِي ٱلَّيۡلِ وَسَخَّرَ ٱلشَّمۡسَ وَٱلۡقَمَرَۖ كُلّٞ يَجۡرِي لِأَجَلٖ مُّسَمّٗىۚ ذَٰلِكُمُ ٱللَّهُ رَبُّكُمۡ لَهُ ٱلۡمُلۡكُۚ وَٱلَّذِينَ تَدۡعُونَ مِن دُونِهِۦ مَا يَمۡلِكُونَ مِن قِطۡمِيرٍ ١٣ إِن تَدۡعُوهُمۡ لَا يَسۡمَعُواْ دُعَآءَكُمۡ وَلَوۡ سَمِعُواْ مَا ٱسۡتَجَابُواْ لَكُمۡۖ وَيَوۡمَ ٱلۡقِيَٰمَةِ يَكۡفُرُونَ بِشِرۡكِكُمۡۚ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثۡلُ خَبِيرٖ ١٤ ۞يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ أَنتُمُ ٱلۡفُقَرَآءُ إِلَى ٱللَّهِۖ وَٱللَّهُ هُوَ ٱلۡغَنِيُّ ٱلۡحَمِيدُ ١٥﴾ [فاطر: ١٣-١٥].

وہ رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور اسی نے سورج اور چاند کو کام میں لگا رکھا ہے ہر ایک وقت مقرر تک چل رہا ہے یہی اللہ تمہارا رب ہے اسی کی بادشاہی ہے اور جنہیں تم اس کے سوا پکارتے ہو وہ ایک کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے مالک نہیں (١٣) اگر تم انہیں پکارو تو وہ تمہاری پکار کو نہیں سنتے اور اگر وہ سن بھی لیں تو تمہیں جواب نہیں دیتے اور قیامت کے دن تمہارے شرک کا انکار کر دیں گے اور تمہیں خبر رکھنے والے کی طرح کوئی نہیں بتائے گا (١٤) اے لوگو تم اللہ کی طرف محتاج ہو اور اللہ بے نیاز تعریف کیا ہوا ہے (١٥)

گزشتہ آیۃ میں اچھی طرح غور کیجیے جو واضح طور پر آنے والی فصل میں بیان کی جائے گی .

منتخب آیۃ: ﴿وَلَا تَدۡعُ مَعَ ٱللَّهِ إِلَٰهًا ءَاخَرَۘ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَۚ كُلُّ شَيۡءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجۡهَهُۥۚ لَهُ ٱلۡحُكۡمُ وَإِلَيۡهِ تُرۡجَعُونَ ٨٨﴾ [القصص: ٨٨].

اور اللہ کے ساتھ اور کسی معبود کو نہ پکار اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں اس کی ذات کے سوا ہر چیز فنا ہونے والی ہے اسی کا حکم ہے اور اسی کی طرف تم لوٹ کر جاؤ گے (٨٨)

نویں فصل

آیئے ہم گزشتہ آیت کو دہراتے ہیں اور اسے قرآن سے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں

﴿يُولِجُ ٱلَّيۡلَ فِي ٱلنَّهَارِ وَيُولِجُ ٱلنَّهَارَ فِي ٱلَّيۡلِ وَسَخَّرَ ٱلشَّمۡسَ وَٱلۡقَمَرَۖ كُلّٞ يَجۡرِي لِأَجَلٖ مُّسَمّٗىۚ ذَٰلِكُمُ ٱللَّهُ رَبُّكُمۡ لَهُ ٱلۡمُلۡكُۚ وَٱلَّذِينَ تَدۡعُونَ مِن دُونِهِۦ مَا يَمۡلِكُونَ مِن قِطۡمِيرٍ ١٣ إِن تَدۡعُوهُمۡ لَا يَسۡمَعُواْ دُعَآءَكُمۡ وَلَوۡ سَمِعُواْ مَا ٱسۡتَجَابُواْ لَكُمۡۖ وَيَوۡمَ ٱلۡقِيَٰمَةِ يَكۡفُرُونَ بِشِرۡكِكُمۡۚ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثۡلُ خَبِيرٖ ١٤ ۞يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ أَنتُمُ ٱلۡفُقَرَآءُ إِلَى ٱللَّهِۖ وَٱللَّهُ هُوَ ٱلۡغَنِيُّ ٱلۡحَمِيدُ ١٥﴾ [فاطر: ١٣-١٥].

وہ رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور اسی نے سورج اور چاند کو کام میں لگا رکھا ہے ہر ایک وقت مقرر تک چل رہا ہے یہی اللہ تمہارا رب ہے اسی کی بادشاہی ہے اور جنہیں تم اس کے سوا پکارتے ہو وہ ایک کھجور کی گھٹلی کے چھلکے کے مالک نہیں (۱۳) اگر تم انہیں پکارو تو وہ تمہاری پکار کو نہیں سنتے اور اگر وہ سن بھی لیں تو تمہیں جواب نہیں دیتے اور قیامت کے دن تمہارے شرک کا انکار کر دیں گے اور تمہیں خبر رکھنے والے کی طرح کوئی نہیں بتائے گا (۱۴) اے لوگو تم اللہ کی طرف محتاج ہو اور اللہ بے نیاز تعریف کیا ہوا ہے (۱۵)

یہ گزشتہ آیت دوبارہ ذکر کی جاتی ہے تاکہ ہم اس کو قرآن مجید سے ہی سمجھ سکیں اللہ جلّ جلالہ آیت کے شروع میں اپنی عظمت کو بیان کرتے ہوئے کہتا ہے ﴿لَهُ ٱلۡمُلۡكُ﴾ یعنی کائنات کی ملکیت اس کے ہاتھ میں ہے اور مخلوقات کے معاملات کا مالک ہے کوئی بھی اپنی ذات کے لیے ملکیت کا دعوی نہیں کر سکتا کیونکہ دنیا کی ہر چیز کی ملکیت جزئی ہوتی ہے یا اس کی بناوٹ سے ہوتی ہے کوئی بھی یہ دعوی نہیں کر سکتا کہ وہ اپنے جسم کا ذاتی مالک ہے مثال کے طور پر اگر کسی کا پاؤں کسی حادثے میں کٹ جائے تو وہ اپنے لیے اس جیسا نیا پاؤں نہیں بنا سکتا ہے یا وہ اپنے آپ سے ہلاک (مرنے) کو نہیں روک سکتا ہے نہ وہ اپنے بالوں کے رنگ کو تبدیل ہونے کو روک سکتا ہے بلکہ دنیا کی ہر چیز ہمارے پاس ادھار اور قرض ہے اور مرنے کے وقت ہم سے لے لی جائے گی اور ہر انسان سے اللہ کی نعمتوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا. اور اس آیت کی دوسری قسم میں فرماتا ہے ﴿وَٱلَّذِينَ تَدۡعُونَ مِن دُونِهِۦ مَا يَمۡلِكُونَ مِن قِطۡمِيرٍ﴾ یعنی غیر اللہ وہ ہیں جو کھجور اور اس کی گھٹلی کے درمیان باریک سا چھلکا ہوتا ہے اس کے بھی مالک نہیں ﴿تَدۡعُونَ مِن دُونِهِۦ﴾ جو کسی چیز کے مالک نہیں تو وہ کسی طرح بھی دوسروں کی ضرورت کو پورا کرنے کی طاقت نہیں رکھتے اگر ہم فرض کریں کہ زید عمر درازی کو ایک سو ڈالر کے بدلے لینا چاہتا ہے اور وہ جانتا ہے کہ احمد کسی چیز کا مالک نہیں ہے باوجود اس کے وہ مجبور کرے کہ عمر سے سو ڈالر چھین لے تو یہ

نا ممکن بات ہے اگر کوئی تیسرا شخص یہ واقعہ دیکھے تو وہ جہالت اور بے وقوفی سے کہے گا کہ زید ایسی چیز کو مانگ رہا ہے جس کا کوئی مالک نہیں . اور ہمارا رب تعالیٰ آیت کی تیسری قسم میں فرماتا ہے ﴿إِن تَدۡعُوهُمۡ لَا يَسۡمَعُواْ دُعَآءَكُمۡ وَلَوۡ سَمِعُواْ مَا ٱسۡتَجَابُواْ لَكُمۡ﴾ یعنی اگر تم من دون اللہ کو پکارو (بت) کو تو وہ تمہارے ساتھ کوئی ایسا تصفیہ نہیں کر سکتے اگر تم ان کو پکارو یا واسطہ بناؤ یا ان سے کوئی چیز مانگو کہ وہ اللہ سے لے کر دیں تو وہ اصلی طور پر تمہاری اس پکار کو سننے پر قادر نہیں ہیں اگر وہ سن بھی لیں لیکن جواب دینے پر قادر نہیں اس کے باوجود وہ تمہیں دو چیزوں سے ڈراتے ہیں ﴿وَيَوۡمَ ٱلۡقِيَٰمَةِ يَكۡفُرُونَ بِشِرۡكِكُمۡ﴾

(پہلا خطرہ) یہ کام کہ دون اللہ سے کوئی چیز مانگنا شرک ہے بڑے افسوس کے ساتھ اس کا سبب قرآن مجید سے دوری ہے اور تفکیر کی جگہ پر تقلید کا مروج ہونا ہے اور اس بارے میں ایسے موضوعات کے بیان کا نہ سننا ہے .

(دوسرا خطرہ) قیامت کے دن وہ لوگ جو غیر اللہ کو اللہ کے ساتھ پکارتے ہیں ان کے یہ سارے اعمال مردود ہو جائیں گے الدعاء اور عبادات اور ان کی طرف لوگوں کا حاجت مند ہونا کیونکہ یہ صفات صرف اللہ کے لیے خاص ہیں ﴿أَحَاطَ بِكُلِّ شَيۡءٍ عِلۡمَۢا﴾ صرف وہی اللہ ہے جو اچھی دعا کو قبول کرتا ہے مشہد اور رضا میں، طہران اور الیاس میں، نیو یارک اور رابرٹ لندن میں . اور وہی سمیع و بصیر ہے اور یہی صفات صرف اللہ کے لیے مختص ہیں اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ انبیاء، صلحاء اور ائمہ جو مر چکے ہیں وہ زندہ ہیں اپنی اپنی قبروں میں وہ ہر زمان و مکان میں لوگوں کی حاجات کو سنتے اور انکا جواب اللہ کی قدرت سے دیتے ہیں اور اسکا یہ معنی نہیں کہ ان میں اللہ تعالیٰ جیسی صفات ہیں جیسے وہ (بصیر) ہے بندوں کو ہر حال میں دیکھتا ہے (سمیع) وہ ہر جگہ پر لوگوں کو سننے والا ہے (لطیف) ہے کوئی بھی چیز اللہ سے چھپی نہیں ہے (خبیر) ہے بندوں کے حالات کو جانتا ہے یہ صفات اللہ کے ساتھ خاص ہیں اگر ہم ان صفات کو مخلوق میں ڈال دیں تو گویا ہم نے اللہ سے شریک ٹھہرایا ہے ﴿وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثۡلُ خَبِيرٍ﴾ وہی اللہ ہے مسائل کی حقیقت کی خبر رکھتا ہے بعض لوگ جب یہ آیات پڑھتے ہیں تو اسمیں تاویلیں کرتے ہیں اور اس میں اپنے روز مرہ کے اعمال کے اسباب پیدا کرتے ہیں اور لوگوں کو حقائق سے دور کرتے ہیں اور اس کی تفسیر ایسے کرتے ہیں جیسا چاہتے ہیں ہم پر لازم ہے کہ اللہ کا کلام قبول کریں یہ وہ ہیں جس کی حقیقت کی خبر اللہ نے ان مسائل میں دی ہے اور صرف وہی ہے جو ہم پر قیامت کی حقیقت کو بیان کرنے والا ہے اور عابد و معبود کا فرق اس دن میں واضح کرنے والا ہے پھر سے تاکید ہے کہ قیامت کے دن سب لوگ اللہ اور اسکے رسول کے محتاج ہوں گے اور محتاج وہ ہوتا ہے جس سے کوئی حاجت نہیں مانگی جاتی . صرف اللہ بے نیاز ہے کہ جو لوگوں کی حاجات کو پورا کرتا ہے اس کا ارشاد گرامی ہے:

﴿وَلَا يَسۡتَطِيعُونَ لَهُمۡ نَصۡرٗا وَلَآ أَنفُسَهُمۡ يَنصُرُونَ ١٩٢ وَإِن تَدۡعُوهُمۡ إِلَى ٱلۡهُدَىٰ لَا يَتَّبِعُوكُمۡۚ سَوَآءٌ عَلَيۡكُمۡ أَدَعَوۡتُمُوهُمۡ أَمۡ أَنتُمۡ صَٰمِتُونَ ١٩٣ إِنَّ ٱلَّذِينَ تَدۡعُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ عِبَادٌ أَمۡثَالُكُمۡۖ فَٱدۡعُوهُمۡ فَلۡيَسۡتَجِيبُواْ لَكُمۡ إِن كُنتُمۡ صَٰدِقِينَ ١٩٤﴾ [الأعراف: ١٩٢-١٩٤].

اور نہ وہ ان کی مدد کر سکتے ہیں اور نہ اپنی ہی مدد کر سکتے ہیں (۱۹۲) اور اگر تم انہیں راستہ کی طرف بلاؤ تو تمہاری تابعداری نہ کریں برابر ہے کہ تم انہیں پکارو یا چپکے رہو (۱۹۳) **بے شک جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ تمہاری طرح بندے ہیں پھر انہیں پکار کر دیکھو پھر چاہیے کہ وہ تمہاری پکار کو قبول کریں اگر تم سچے ہو (۱۹۴)**

اللہ سب مخلوقات کو سننے والا ہے کوئی بھی بندہ نہیں کہ جس کی طرف غیب کی کوئی چیز سونپی گئی ہو اسلام کی نظر میں سب لوگ برابر ہیں کسی کو کسی پر ترجیح نہیں اور لوگوں کی برتری کا معیار تقوی ہے اور یہ چیز باطنی ہے جس کا علم اللہ کو ہے اور نبی کا ارشاد پاک ہے «لوگوں کی مثال کنگھی کے دندان جیسی ہے» اللہ نے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ صرف اس پر ایمان رکھیں صرف اسی کو پکاریں اور اس کے غیر کو نہ پکاریں اور اس کے غیر کو رابطہ نہ بنائیں اور اس کے غیر کو اس سے عظیم نہ بنائیں اس آیت کی طرف توجہ فرمائیے:

﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَـٰكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ وَجَعَلْنَـٰكُمْ شُعُوبًا وَقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوٓا۟ ۚ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ ٱللَّهِ أَتْقَىٰكُمْ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ﴿١٣﴾﴾ [الحجرات: ١٣].

اے لوگو ہم نے تمہیں ایک ہی مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے اور تمہارے خاندان اور قومیں جو بنائی ہیں تاکہ تمہیں آپس میں پہچان ہو بے شک زیادہ عزت والا تم میں سے اللہ کے نزدیک وہ ہے جو تم میں سے زیادہ پرہیزگار ہے بے شک اللہ سب کچھ جاننے والا خبردار ہے (۱۳)

اسی طرح فرمایا:

﴿وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ ءَايَـٰتُنَا بَيِّنَـٰتٍ تَعْرِفُ فِى وُجُوهِ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ ٱلْمُنكَرَ ۖ يَكَادُونَ يَسْطُونَ بِٱلَّذِينَ يَتْلُونَ عَلَيْهِمْ ءَايَـٰتِنَا ۗ قُلْ أَفَأُنَبِّئُكُم بِشَرٍّ مِّن ذَٰلِكُمُ ۗ ٱلنَّارُ وَعَدَهَا ٱللَّهُ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ ۖ وَبِئْسَ ٱلْمَصِيرُ ﴿٧٢﴾ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَٱسْتَمِعُوا۟ لَهُۥٓ ۚ إِنَّ ٱلَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ لَن يَخْلُقُوا۟ ذُبَابًا وَلَوِ ٱجْتَمَعُوا۟ لَهُۥ ۖ وَإِن يَسْلُبْهُمُ ٱلذُّبَابُ شَيْـًٔا لَّا يَسْتَنقِذُوهُ مِنْهُ ۚ ضَعُفَ ٱلطَّالِبُ وَٱلْمَطْلُوبُ ﴿٧٣﴾ مَا قَدَرُوا۟ ٱللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِۦٓ ۗ إِنَّ ٱللَّهَ لَقَوِىٌّ عَزِيزٌ ﴿٧٤﴾﴾ [الحج: ٦٢-٦٤].

اور جب انہیں ہماری کھلی کھلی آیتیں پڑھ کر سنائی جائیں تو تم منکروں کے چہروں میں ناراضگی دیکھو گے قریب ہوتے ہیں کہ جو لوگ انہیں ہماری آیتیں پڑھ کر سناتے ہیں ان پر حملہ کر دیں کہہ دو کیا میں تمہیں اس سے بھی بدتر بات بتاؤں! آگ ہے کہ جس کا اللہ نے منکروں سے وعدہ کیا ہے اور وہ بری جگہ ہے (۷۲) **اے لوگو ایک مثال بیان کی جاتی ہے اسے کان لگا کر سنو جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ ایک مکھی بھی نہیں بنا سکتے اگرچہ وہ سب اس کے لیے جمع ہو جائیں اور اگر ان سے مکھی کوئی چیز چھین لے تو اسے مکھی سے چھڑا نہیں سکتے طالب اور مطلوب (یعنی عابد اور معبود دونوں) گئے گزرے ہیں (۷۳)** انہوں نے اللہ کی کچھ بھی قدر نہ کی بے شک اللہ زور والا غالب ہے (۷۴)

اس آیت میں غیر اللہ کی کمزوری کی تاکید کی گئی ہے اور آیت کے آخری حصہ میں طالب و مطلوب کا فرق بیان ہوا ہے اور قادر وہی اللہ ہے جس نے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ اسی کو پکاریں خوشی اور تنگ دستی میں اور اسی پر بھروسہ کریں اس کا ارشاد گرامی ہے

﴿قُلْ مَآ أَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِلَّا مَن شَآءَ أَن يَتَّخِذَ إِلَىٰ رَبِّهِۦ سَبِيلًا ۝٥٧ وَتَوَكَّلْ عَلَى ٱلْحَىِّ ٱلَّذِى لَا يَمُوتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهِۦ ۚ وَكَفَىٰ بِهِۦ بِذُنُوبِ عِبَادِهِۦ خَبِيرًا ۝٥٨ ٱلَّذِى خَلَقَ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِى سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ ٱسْتَوَىٰ عَلَى ٱلْعَرْشِ ۚ ٱلرَّحْمَٰنُ فَسْـَٔلْ بِهِۦ خَبِيرًا ۝٥٩﴾ [الفرقان: ٥٧-٥٩].

کہہ دو میں اس پر تم سے کوئی مزدوری نہیں مانگتا مگر جو شخص اپنے رب کی طرف راستہ معلوم کرنا چاہے (۵۷) اور تم اس زندہ خدا پر بھروسہ رکھو جو کبھی نہ مرے گا اور اس کی تسبیح اور حمد کرتے رہو اور وہ اپنے بندوں کے گناہوں سے کافی خبردار ہے (۵۸) جس نے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے چھ دن میں بنایا پھر عرش پر قائم ہوا وہ رحمٰن ہے پس اس کی شان کسی خبر رکھنے والے سے پوچھو (۵۹)

سب مخلوقات کا عدم سے پیدا کرنے والا صرف وہی اللہ ہے وہی تھا اور وہی رہے گا اور ہر انسان موت کا ذائقہ چکھے گا اور وہ اکیلا ہے جو کبھی نہیں مرے گا اور تم اسی پر بھروسہ رکھو.

منتخب آیۃ: ﴿وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّنْ خَلَقَ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ ٱللَّهُ ۚ قُلْ أَفَرَءَيْتُم مَّا تَدْعُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ إِنْ أَرَادَنِىَ ٱللَّهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كَٰشِفَٰتُ ضُرِّهِۦٓ أَوْ أَرَادَنِى بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكَٰتُ رَحْمَتِهِۦ ۚ قُلْ حَسْبِىَ ٱللَّهُ ۖ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ ٱلْمُتَوَكِّلُونَ ۝٣٨﴾ [الزمر: ٣٨].

اور اگر آپ ان سے پوچھیں آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا ہے تو وہ ضرور کہیں گے اللہ نے کہہ دو بھلا دیکھو تو سہی جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو اگر اللہ مجھے تکلیف دینا چاہے تو کیا وہ اس کی تکلیف کو دور کر سکتے ہیں یا وہ مجھ پر مہربانی کرنا چاہے تو کیا وہ اس مہربانی کو روک سکتے ہیں کہہ دو مجھے اللہ کافی ہے توکل کرنے والے اسی پر توکل کیا کرتے ہیں (۳۸)

دسویں فصل

توحید کے مضبوط موضوع کو حاصل کرنے کے لیے بہت بڑی سوچ بچار چاہیے جو کہ خالق اور مخلوق کے اس عظیم فرق کو واضح کرے لیکن کچھ خود غرض لوگ اس واقعہ کو نہیں سمجھتے اللہ رب العالمین کا فرمان ہے:

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

﴿قُلْ أَرَءَيْتُم مَّا تَدْعُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ أَرُونِى مَاذَا خَلَقُوا۟ مِنَ ٱلْأَرْضِ أَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِى ٱلسَّمَـٰوَٰتِ ٱئْتُونِى بِكِتَـٰبٍ مِّن قَبْلِ هَـٰذَآ أَوْ أَثَـٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ إِن كُنتُمْ صَـٰدِقِينَ ۝٤ وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّن يَدْعُوا۟ مِن دُونِ ٱللَّهِ مَن لَّا يَسْتَجِيبُ لَهُۥٓ إِلَىٰ يَوْمِ ٱلْقِيَـٰمَةِ وَهُمْ عَن دُعَآئِهِمْ غَـٰفِلُونَ ۝٥ وَإِذَا حُشِرَ ٱلنَّاسُ كَانُوا۟ لَهُمْ أَعْدَآءً وَكَانُوا۟ بِعِبَادَتِهِمْ كَـٰفِرِينَ ۝٦﴾ [الأحقاف: ٤-٦].

کہہ دو بھلا بتاؤ تو سہی جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو مجھے دکھاؤ کہ انہوں نے زمین میں کون سی چیز پیدا کی ہے یا آسمانوں میں ان کا کوئی حصہ ہے میرے پاس اس سے پہلے کی کوئی کتاب لاؤ یا کوئی علم چلا آتا ہو وہ لاؤ اگر تم سچے ہو (۴) اور اس سے بڑھ کر کون گمراہ ہے جو اللہ کے سوا اسے پکارتا ہے جو قیامت تک اس کے پکارنے کا جواب نہ دے سکے اور انہیں ان کے پکارنے کی خبر بھی نہ ہو (۵) اور جب لوگ جمع کئے جائیں گے تو وہ ان کے دشمن ہو جائیں گے اور ان کی عبادت کے منکر ہوں گے (۶)

اس آیت کے شروع میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا: کہ ((غیر اللہ – دون اللہ)) یعنی اللہ کے سوا کوئی کچھ پیدا کرنے پر قادر نہیں بلکہ وہ خود مخلوق ہیں نہ تو آسمانی کتابوں اور نہ ہی علمی کتب میں کوئی دلیل ہے کہ اللہ کے سوا کوئی پیدا کرنے میں شریک ہیں جسطرح کہ اس آیت کریمہ میں کہا گیا ہے جب بھی وہ ((غیر اللہ)) اللہ کے سوا کسی اور کو پکارتے ہیں تو وہ ان کی پکار کا قیامت تک جواب نہیں دیں گے یہاں تک کہ وہ اسوقت تک ان سے شریک ٹھہرانے کا انکار کریں گے بلکہ ان کو جھٹلائیں گے اور ان سے کہیں گے کہ ہم دنیا میں صرف اللہ کی عبادت کرتے تھے اور اسی سے حاجت طلب کرتے تھے جبکہ تم ہمیں پکارتے تھے جیسا کہ ہم تمہاری طرح مخلوق تھے اس لیے اب ہم تمہارے دشمن ہیں اور ہم توحید پرست ہیں اور تم اللہ کے دشمن ہو لہٰذا ہمارا اور تمہارا طریقہ برابر نہیں ہے.
گزشتہ فصلوں میں کہا گیا ہے کہ ((دون اللہ)) کائنات میں کسی بھی ذرے کے مالک نہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ دعا اور عبادت اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہیں جب ہم اللہ سوا کسی کو پکاریں یا عبادت کریں تو ہم نے قطعی طور پر شرک کیا ہمارے رب نے اس معاملے کو واضح طور پر بیان فرمایا اور غور و فکر کی کوئی گنجائش نہیں چھوڑی مثلاً کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے مانا کہ اللہ کے سوا ((غیر اللہ)) کسی کو پکارنا جائز نہیں جبکہ وہ اللہ حاجات کو پورا فرماتا اور پکار کو سنتا ہے لیکن ہم یہ طاقت نہیں رکھتے تو لہٰذا ہم واسطہ بناتے ہیں اپنے اور اللہ کے درمیان انبیاء،

ائمہ اور صالحین کا... یعنی ہم اپنی حاجات کو ان پر پیش کرتے ہیں تاکہ وہ ہماری حاجات کو اللہ کے حضور پیش کریں ؛اس تاویل و توجیہ کے بدلے ہم بہت سارے دلائل دے سکتے ہیں. نمبر ۱ : عرب رسول سے پہلے اس بارے میں سوچ بچار کرتے تھے انبیاء میں سے ابراہیم، اسماعیل، ھابیل اور ملائکہ کو پکارتے تھے کہ وہ ان کی حاجات کو اللہ کے حضور پیش کریں اور وہ یہ سوچتے تھے کہ فرشتے اور انبیاء معصوم ہونے کی وجہ سے اللہ سے زیادہ قریب ہونے کی قدرت رکھتے ہیں. نمبر ۲: جب ہم ((دون اللہ)) کو پکارتے ہیں کہ وہ ہماری حاجات کو اللہ کے ہاں پیش کریں تو یہی دعا دون اللہ سے طلب کرنے کی حقیقت ہے گویا کہ ہم دون اللہ کو پکارتے ہیں یہ کہ وہ ہماری حاجات کو سنتے ہیں اور ہماری حاجات کو اللہ کے ہاں پیش کرتے ہیں تاکہ وہ ہماری حاجات کو پورا کرے.

اللہ تعالی نے جب ہمیں اس بات کا حکم دیا اگر چہ وہ آیت ہی واسطے کا سبب کیوں نہ ہو یہی سب مفاہیم ہمارے ذہنوں میں پیدا کروائے گئے ہیں جب کہ گناہوں کی کثرت تھی اور شرم کے مارے کہ وہ اس کائنات میں اللہ سے قریب کیسے ہوں جب ہم واسطے کو جانتے ہیں یعنی ہم یہ کہتے ہیں کہ دون اللہ وہ واسطہ ہیں نہ وہ سنتے اور نہ ہی وہ ہمارے گناہوں کو جانتے ہیں یا ہم فرض کریں کہ بندوں کی حاجات بغیر واسطے کے اس کے ہاں پیش ہونے کی کوئی گنجائش اور مجال نہیں ہے یہاں تک کہ ہم واسطے کے محتاج ہیں یہاں تک کہ جب کوئی بندہ گناہوں میں ڈوبا ہوا ہے تو بھی توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے اور وہی اللہ ہے جو گناہوں کو معاف کرتا ہے اس کا ارشاد گرامی ہے:

﴿قُلْ يَٰعِبَادِيَ ٱلَّذِينَ أَسْرَفُواْ عَلَىٰٓ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُواْ مِن رَّحْمَةِ ٱللَّهِۚ إِنَّ ٱللَّهَ يَغْفِرُ ٱلذُّنُوبَ جَمِيعًاۚ إِنَّهُۥ هُوَ ٱلْغَفُورُ ٱلرَّحِيمُ ٥٣ وَأَنِيبُوٓاْ إِلَىٰ رَبِّكُمْ وَأَسْلِمُواْ لَهُۥ مِن قَبْلِ أَن يَأْتِيَكُمُ ٱلْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنصَرُونَ ٥٤﴾ [الزمر: ٥٣-٥٤].

کہہ دو اے میرے بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو بے شک اللہ سب گناہ بخش دے گا بے شک وہ بخشنے والا رحم والا ہے (۵۳) اور اپنے رب کی طرف رجوع کرو اور اس کا حکم مانو اس سے پہلے کہ تم پر عذاب آئے پھر تمہیں مدد بھی نہ مل سکے گی (۵۴)

اس آنے والی شکل کی طرف دیکھیے اور اس سوال میں غور فرمایئے کیا یہ صحیح ہے کہ ہم ایمان اور عقیدہ کو قرآن کے بغیر کسی اور طریقے سے حاصل کریں؟

قرآن میں توحید کا طریقہ

اللہ تعالیٰ

↑

دون اللہ

وہ مخلوق جو اپنی حاجت کو پورا کرنے کے لیے براہ راست اللہ کو پکارتی ہے

﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ٱدۡعُونِيٓ أَسۡتَجِبۡ لَكُمۡۚ إِنَّ ٱلَّذِينَ يَسۡتَكۡبِرُونَ عَنۡ عِبَادَتِي سَيَدۡخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ ٦٠﴾ [غافر: ٦٠]. اور تمہارے رب نے فرمایا ہے مجھے پکارو میں تمہاری دعا قبول کروں گا بے شک جو لوگ میری عبادت سے سرکشی کرتے ہیں عنقریب وہ ذلیل ہو کر دوزخ میں داخل ہوں گے (٦٠)

شرک

دون اللہ

↑

دون اللہ

وہ مخلوق جو اپنی حاجت کو پورا کرنے کے لیے مخلوق کو پکارتی ہے

﴿وَلَا تَدۡعُ مِن دُونِ ٱللَّهِ مَا لَا يَنفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَۖ فَإِن فَعَلۡتَ فَإِنَّكَ إِذٗا مِّنَ ٱلظَّٰلِمِينَ ١٠٦﴾ [يونس: ١٠٦]. اور اللہ کے سوا ایسی چیز کو نہ پکار جو نہ تیرا بھلا کرے اور نہ برا پھر اگر تو نے ایسا کیا تو بے شک ظالموں میں سے ہو جائے گا (١٠٦)

شرک

اللہ تعالیٰ **دون اللہ**

دون اللہ

وہ مخلوق جو اللہ کے قریب میں بھی مخلوق سے مانگتی ہے

﴿فَلَا تَدۡعُ مَعَ ٱللَّهِ إِلَٰهًا ءَاخَرَ فَتَكُونَ مِنَ ٱلۡمُعَذَّبِينَ ٢١٣﴾ [الشعراء: ٢١٣]. سو اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو نہ پکار ورنہ تو بھی عذاب میں مبتلا ہو جائے گا (٢١٣)

﴿وَأَنَّ ٱلۡمَسَٰجِدَ لِلَّهِ فَلَا تَدۡعُواْ مَعَ ٱللَّهِ أَحَدٗا ١٨﴾ [جن: ١٨]. اور بے شک مسجدیں اللہ کے لیے ہیں پس تم اللہ کے ساتھ کسی کو نہ پکارو (١٨)

﴿لَّا تَجۡعَلۡ مَعَ ٱللَّهِ إِلَٰهًا ءَاخَرَ فَتَقۡعُدَ مَذۡمُومٗا مَّخۡذُولٗا ٢٢﴾ [الإسراء: ٢٢]. اللہ کے ساتھ اور کوئی معبود نہ بنا ورنہ تو ذلیل بے کس ہو کر بیٹھے گا (٢٢)

شرک

اللہ تعالیٰ

↑

دون اللہ

↑

دون اللہ

وہ مخلوق جو دوسری مخلوق سے مانگتی ہے کہ وہ ان کی حاجت کو خالق پر پیش کریں

﴿أَلَا لِلَّهِ ٱلدِّينُ ٱلۡخَالِصُۚ وَٱلَّذِينَ ٱتَّخَذُواْ مِن دُونِهِۦٓ أَوۡلِيَآءَ مَا نَعۡبُدُهُمۡ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَآ إِلَى ٱللَّهِ زُلۡفَىٰٓ...﴾ [الزمر: ٣].

خبردار! خالص فرمانبرداری اللہ ہی کے لیے ہے جنہوں نے اس کے سوا اور کارساز بنا لیے ہیں ہم ان کی عبادت نہیں کرتے مگر اس لیے کہ وہ ہمیں اللہ سے قریب کر دیں...

﴿إِن تَدۡعُوهُمۡ لَا يَسۡمَعُواْ دُعَآءَكُمۡ وَلَوۡ سَمِعُواْ مَا ٱسۡتَجَابُواْ لَكُمۡ...﴾ [فاطر: ١٤].

اگر تم انہیں پکارو تو وہ تمہاری پکار کو نہیں سنتے اور اگر وہ سن بھی لیں

گیارہویں فصل

ہم نے گزشتہ آیتوں میں دیکھا کہ دون اللہ سے مانگنا شرک ہے عبادت، دعا اور مخلوق سے مانگنا شرک ہے غیر اللہ سے ڈائریکٹ مانگنا یا انڈائریکٹ کوئی فرق نہیں اس بارے میں کوئی جزء بھی خالی نہیں ہو سکتا تاکید کے طور پر ہم ایک اور آیت پیش کرتے ہیں اور ہم چاہتے ہیں کہ آپ ان کلمات میں غور و فکر کریں تعبدون اور تدعون.

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

﴿قَالَ سَلَٰمٌ عَلَيۡكَۖ سَأَسۡتَغۡفِرُ لَكَ رَبِّيٓۖ إِنَّهُۥ كَانَ بِي حَفِيّٗا ﴿٤٧﴾ وَأَعۡتَزِلُكُمۡ وَمَا تَدۡعُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ وَأَدۡعُواْ رَبِّي عَسَىٰٓ أَلَّآ أَكُونَ بِدُعَآءِ رَبِّي شَقِيّٗا ﴿٤٨﴾ فَلَمَّا ٱعۡتَزَلَهُمۡ وَمَا يَعۡبُدُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ وَهَبۡنَا لَهُۥٓ إِسۡحَٰقَ وَيَعۡقُوبَۖ وَكُلّٗا جَعَلۡنَا نَبِيّٗا ﴿٤٩﴾﴾ [مريم: ٤٧-٤٩].

کہا تیری سلامتی رہے اب میں اپنے رب سے تیری بخشش کی دعا کروں گا بے شک وہ مجھ پر بڑا مہربان ہے (۴۷) **اور میں تمہیں چھوڑتا ہوں اور جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو اور میں اپنے رب ہی کو پکاروں گا امید ہے کہ میں اپنے رب کو پکار کر محروم نہ رہوں گا (۴۸) پھر جب ان سے علیحدہ ہوا اور اس چیز سے جنہیں وہ اللہ کے سوا پوجتے تھے ہم نے اسے اسحاق اور یعقوب عطا کیا اور ہم نے ہر ایک کو نبی بنایا (۴۹)**

غور کریں کہ شرک صرف اللہ کے ساتھ زمیں و آسماں کی تخلیق سے نہیں بلکہ شرک یہ ہے کہ ہم اپنے اور اللہ کے درمیان کسی چیز کی عبادت کریں اور دعا مانگیں تو گویا کہ ہم نے اللہ سے شرک کیا تمہارے تصور کی حالت یہ ہے کہ وہ کوئی معبود بناتے ہیں اللہ وحدہ کے بارے میں. اب ہم یہ تصور کریں کہ اللہ رشتہ داروں سے زیادہ قریب ہے پھر ہم تصور کریں کہ ہم مخلوقات سے مانگ سکتے ہیں جنکا اللہ نے مرتبہ بلند کیا ہے ہم یہ تصور کریں کہ مخلوق سے واسطہ اللہ کی عبادت اور اس سے دعا کے لیے. یا ہم یہ تصور کریں کہ مخلوقات کو واسطہ بنائیں اللہ سے ثواب اور اسکا قرب حاصل کرنے کے لیے تو وہ اللہ کے معاونین ہوں گے کچھ کاموں کے نافذ کرنے کے لیے یا ہم یہ تصور کریں کہ اللہ تعالی کی خاص صفات کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائیں اس آیت میں توجہ فرمائیے:

﴿قُلۡ أَرَءَيۡتَكُمۡ إِنۡ أَتَىٰكُمۡ عَذَابُ ٱللَّهِ أَوۡ أَتَتۡكُمُ ٱلسَّاعَةُ أَغَيۡرَ ٱللَّهِ تَدۡعُونَ إِن كُنتُمۡ صَٰدِقِينَ ﴿٤٠﴾ بَلۡ إِيَّاهُ تَدۡعُونَ فَيَكۡشِفُ مَا تَدۡعُونَ إِلَيۡهِ إِن شَآءَ وَتَنسَوۡنَ مَا تُشۡرِكُونَ ﴿٤١﴾ وَلَقَدۡ أَرۡسَلۡنَآ إِلَىٰٓ أُمَمٖ مِّن قَبۡلِكَ فَأَخَذۡنَٰهُم بِٱلۡبَأۡسَآءِ وَٱلضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمۡ يَتَضَرَّعُونَ ﴿٤٢﴾﴾ [الأنعام: ٤٠-٤٢].

کہہ دو دیکھو تو سہی اگر تم پر خدا کا عذاب آئے یا تم پر قیامت ہی آ جائے تو کیا خدا کے سوا کسی اور کو پکارو گے اگر تم سچے ہو (۴۰) بلکہ اسی کو پکارتے ہو پھر اگر وہ چاہتا ہے تو اس مصیبت کو دور کر دیتا ہے جس کے لیے اسے پکارتے ہو اور

جنہیں تم اللہ کا شریک بناتے ہو انہیں بھول جاتے ہو (۴۱) اور ہم نے تجھ سے پہلے بہت سی امتوں کے ہاں رسول بھیجے تھے پھر ہم نے انہیں سختی اور تکلیف میں پکڑا تا کہ وہ عاجزی کریں (۴۲)

غور کریں جب کوئی حادثہ پیش آتا ہے جیسے زلزلہ، سیلاب، بمباری وغیرہ کا تو تم اس سے نجات کے لیے اللہ کو پکارتے ہو، یا انبیاء کو، کیا تم اللہ کو پکارتے ہو یا ائمہ کو؟ کیا تم اللہ کو پکارتے ہو یا شیوخ اور صالحین کو. اگر تم اللہ کو پکارتے ہو تو توحید پرست ہو ورنہ مشرک ہو. جس طرح ہم نے گزشتہ فصلوں میں کہا جیسا کہ عرب جاہلیت کے زمانے میں اللہ سے شریک ٹھہراتے تھے وہ ہم سے مختلف نہیں بلکہ ہم جیسے تھے وہ زندہ تھے اور اللہ کو مانتے تھے ایک خالق کی حیثیت سے. اور وہ پتھر لکڑیوں سے بت بناتے تھے نیک لوگوں کی شکل و صورت میں. جیسے ابراہیم واسماعیل علیہ السلام کی صورت میں اور وہ ان کی عبادت کرتے تھے گویا کہ وہ ان کا وسیلہ تھے ان کے زمانے کے کھڑے ہوئے پتھر لیٹے ہوئے پتھروں کی حیثیت سے قبروں کی شکل اختیار کر چکے ہیں گویا کہ شرک ہماری زندگیوں میں خفیہ طور پر داخل ہو چکا ہے کتنے لوگ مسلمان ہیں جو یہ تصور کر چکے ہیں کہ وہ مسلم ہیں مگر اپنے عقیدے میں شرک کو ظاہر کرتے ہیں

﴿وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُم بِٱللَّهِ إِلَّا وَهُم مُّشْرِكُونَ ۝١٠٦ أَفَأَمِنُوٓاْ أَن تَأْتِيَهُمْ غَـٰشِيَةٌ مِّنْ عَذَابِ ٱللَّهِ أَوْ تَأْتِيَهُمُ ٱلسَّاعَةُ بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۝١٠٧﴾ [يوسف: ١٠٦–١٠٧].

اور ان میں سے اکثر ایسے بھی ہیں جو اللہ کو مانتے بھی ہیں اور شرک بھی کرتے ہیں (۱۰۶) کیا اس سے بے خوف ہو چکے ہیں کہ انہیں اللہ کے عذاب کی ایک آفت آ پہنچے یا اچانک قیامت ان پر آ جائے اور انہیں خبر بھی نہ ہو (۱۰۷)

حضور کا فرمان ہے «میری أمت میں شرک ایک کالی چیونٹی کے کالے پتھر پر رات کے اندھیرے میں چلنے سے بھی زیادہ آسانی سے داخل ہو گا، اس مشکل کا آسان طریقہ یہ ہے کہ ہم اپنے عقیدے کو بڑی غیرت مندی سے لیں بلکہ قرآن نے بھی ہمیں اس بات کی وصیت کی ہے کہ اگر تم کوئی کلام بھی کسی لباس میں سنو اور اگرچہ وہ لباس اھل دین کا ہی کیوں نہ ہو تو اس کو قرآنی پیمانے پر پرکھو اس لیے کہ قیامت کے دن اس بات کی طاقت رکھیں گے کہ اگر قرآن کو عقیدہ اور ایمان کی بنیاد بنائے ہوئے ہوں گے تو ہم کسی بھی عالم کے قول کو بنیاد نہیں بنا سکتے ...»

آئے دن جھوٹی احادیث بڑھائی جا رہی ہیں صحیح احادیث کی اتباع کرنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ ہم ان کو قرآن کے پیمانے پر پرکھیں اس لیے کہ قرآن ہی وہ محفوظ کتاب ہے جسمیں کسی طریقے سے بھی تبدیلی کی گنجائش نہیں اور وہی ایک راستہ ہے سچی ہدایت تک پہنچنے کا اور جو جھوٹی احادیث قرآن سے ٹکرائی ہیں تو ہم ان کو حذف کرنے پر قادر ہیں آنے والی شکل میں غور کریں

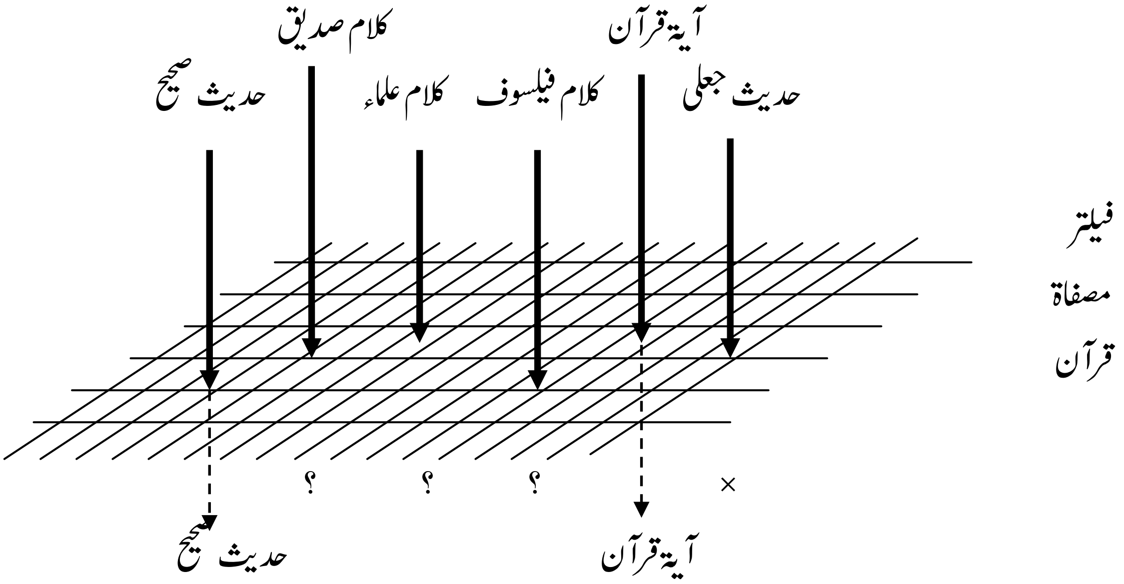

اس قسم میں ہم شرک کے خطرات پر بحث کریں گے اس آیت میں توجہ کریں.

﴿قُلۡ أَفَغَيۡرَ ٱللَّهِ تَأۡمُرُوٓنِّيٓ أَعۡبُدُ أَيُّهَا ٱلۡجَٰهِلُونَ ٦٤ وَلَقَدۡ أُوحِيَ إِلَيۡكَ وَإِلَى ٱلَّذِينَ مِن قَبۡلِكَ لَئِنۡ أَشۡرَكۡتَ لَيَحۡبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ ٱلۡخَٰسِرِينَ ٦٥ بَلِ ٱللَّهَ فَٱعۡبُدۡ وَكُن مِّنَ ٱلشَّٰكِرِينَ ٦٦﴾ [الزمر: ٦٤-٦٦].

کہہ دو اے جاہلو کیا مجھے اللہ کے سوا اور کی عبادت کرنے کا حکم دیتے ہو (٦٤) اور بے شک آپ کی طرف اور ان کی طرف وحی کیا جا چکا ہے جو آپ سے پہلے ہو گزرے ہیں کہ اگر تم نے شرک کیا تو ضرور تمہارے عمل برباد ہو جائیں گے اور تم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو گے (٦٥) بلکہ اللہ ہی کی عبادت کرو اور جس کے شکر گزار رہو (٦٦)

اس آیت میں اللہ تعالی نے رسول کے ساتھ احترام سے خطاب فرمایا کہ اگر تم نے شرک کیا تو تمہارے سب اعمال ضائع ہو جائیں گے آجکل بہت سارے لوگ جمعیہ خیریہ سے تعاون کرتے ہیں اگر ان کا عقیدہ صحیح نہیں ہو گا ان کے اعمال قبول نہیں ہوں گے اس لیے عقیدہ کو قرآن میں بہت ضروری قرار دیا گیا ہے اس آیت میں توجہ کیجئیے اللہ کا ارشاد گرامی ہے

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ أُوتُواْ ٱلۡكِتَٰبَ ءَامِنُواْ بِمَا نَزَّلۡنَا مُصَدِّقٗا لِّمَا مَعَكُم مِّن قَبۡلِ أَن نَّطۡمِسَ وُجُوهٗا فَنَرُدَّهَا عَلَىٰٓ أَدۡبَارِهَآ أَوۡ نَلۡعَنَهُمۡ كَمَا لَعَنَّآ أَصۡحَٰبَ ٱلسَّبۡتِۚ وَكَانَ أَمۡرُ ٱللَّهِ مَفۡعُولًا ٤٧ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَغۡفِرُ أَن يُشۡرَكَ بِهِۦ وَيَغۡفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَآءُۚ وَمَن يُشۡرِكۡ بِٱللَّهِ فَقَدِ ٱفۡتَرَىٰٓ إِثۡمًا عَظِيمًا ٤٨ أَلَمۡ تَرَ إِلَى ٱلَّذِينَ يُزَكُّونَ أَنفُسَهُمۚ بَلِ ٱللَّهُ يُزَكِّي مَن يَشَآءُ وَلَا يُظۡلَمُونَ فَتِيلًا ٤٩﴾ [النساء: ٤٧-٤٩].

اے کتاب والو اس پر ایمان لے آؤ جو ہم نے نازل کیا ہے اس کتاب کی تصدیق کرتا ہے جو تمہارے پاس ہے اُس سے پہلے کہ ہم بہت سے چہروں کو مٹا ڈالیں پھر انہیں پیٹھ کیطرف الٹ دیں یا ان پر لعنت کریں جسطرح ہم نے ہفتے کے دن والوں پر لعنت کی تھی اور اللہ کا حکم تو نافذ ہو کر ہی رہتا ہے (٤٧) **بے شک اللہ اُسے نہیں بخشتا جو اس کا شریک ٹھرائے اور شرک کے ماسوا**

دوسرے گناہ جسے چاہے بخشتا ہے اور جس نے اللہ کا شریک ٹھیرایا اُس نے بڑا ہی گناہ کیا (۴۸) کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو اپنی پاکیزگی کا دم بھرتے ہیں بلکہ اللہ جسے چاہے پاک کرتا ہے اور ان پر تاگے برابر بھی ظلم نہ ہوگا (۴۹)

اسی طرح فرمایا:

﴿وَلَقَدْ ءَاتَيْنَا لُقْمَٰنَ ٱلْحِكْمَةَ أَنِ ٱشْكُرْ لِلَّهِ ۚ وَمَن يَشْكُرْ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِۦ ۖ وَمَن كَفَرَ فَإِنَّ ٱللَّهَ غَنِىٌّ حَمِيدٌ ﴿١٢﴾ وَإِذْ قَالَ لُقْمَٰنُ لِٱبْنِهِۦ وَهُوَ يَعِظُهُۥ يَٰبُنَىَّ لَا تُشْرِكْ بِٱللَّهِ ۖ إِنَّ ٱلشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ ﴿١٣﴾ وَوَصَّيْنَا ٱلْإِنسَٰنَ بِوَٰلِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُۥ وَهْنًا عَلَىٰ وَهْنٍ وَفِصَٰلُهُۥ فِى عَامَيْنِ أَنِ ٱشْكُرْ لِى وَلِوَٰلِدَيْكَ إِلَىَّ ٱلْمَصِيرُ ﴿١٤﴾﴾ [لقمان: ١٢-١٤].

اور ہم نے لقمان کو دانائی عطا فرمائی کہ اللہ کا شکر کرتے رہو اور جو شخص شکر کرے گا وہ اپنے ذاتی نفع کے لیے شکر کرتا ہے اور جو ناشکری کرے گا تو اللہ بے نیاز خوبیوں والا ہے (۱۲) اور جب لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا تھا کہ بیٹا اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھیرانا بے شک شرک کرنا بڑا بھاری ظلم ہے (۱۳) اور ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے متعلق تاکید کی ہے اس کی ماں نے ضعف پر ضعف اٹھا کر اسے پیٹ میں رکھا اور دو برس میں اس کا دودھ چھڑانا ہے تو میری اور اپنے ماں باپ کی شکر گزاری کرے میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے (۱۴)

اسی طرح فرمایا:

﴿فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِٱلْبَيِّنَٰتِ فَرِحُوا۟ بِمَا عِندَهُم مِّنَ ٱلْعِلْمِ وَحَاقَ بِهِم مَّا كَانُوا۟ بِهِۦ يَسْتَهْزِءُونَ ﴿٨٣﴾ فَلَمَّا رَأَوْا۟ بَأْسَنَا قَالُوٓا۟ ءَامَنَّا بِٱللَّهِ وَحْدَهُۥ وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهِۦ مُشْرِكِينَ ﴿٨٤﴾ فَلَمْ يَكُ يَنفَعُهُمْ إِيمَٰنُهُمْ لَمَّا رَأَوْا۟ بَأْسَنَا ۖ سُنَّتَ ٱللَّهِ ٱلَّتِى قَدْ خَلَتْ فِى عِبَادِهِۦ ۖ وَخَسِرَ هُنَالِكَ ٱلْكَٰفِرُونَ ﴿٨٥﴾﴾ [غافر: ٨٣-٨٥].

پس جب ان کے رسول ان کے پاس کھلی دلیلیں لائے تو وہ اپنے علم و دانش پر اترانے لگے اور جس پر وہ ہنسی کرتے تھے وہ ان پر اُلٹ پڑا (۸۳) پھر جب انہوں نے ہمارا عذاب آتے دیکھا تو کہنے لگے کہ ہم اللہ پر ایمان لائے جو ایک ہے اور ہم نے ان چیزوں کا انکار کیا جنہیں ہم اس کا شریک ٹھیراتے تھے (۸۴) پس انہیں ان کے ایمان نے نفع نہ دیا جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا یہ سنت الٰہی ہے جو اس کے بندوں میں گزر چکی ہے اور اس وقت کافر خسارہ میں رہ گئے (۸۵)

اللہ تعالی اس گزشتہ آیت میں فرمایا جب آیات میں گمراہوں کی دین میں کھلی گمراہی کا بیان آیا ہم دین میں عمل کرتے ہیں اور بہت لوگ ہماری اتباع کرتے ہیں لیکن قیامت کے دن انکی جانوں کا کوئی نفع نہ ہوگا اور نہ ہی وہ جو اللہ کے ذکر سے گمراہ ہوئے اور اس آیت میں یہ ہے کہ اگر انہوں نے سوئی کی نوک کے برابر ہی شرک کیا اس کا ارشاد گرامی ہے:

﴿وَإِذْ بَوَّأْنَا لِإِبْرَٰهِيمَ مَكَانَ ٱلْبَيْتِ أَن لَّا تُشْرِكْ بِى شَيْـًٔا وَطَهِّرْ بَيْتِىَ لِلطَّآئِفِينَ وَٱلْقَآئِمِينَ وَٱلرُّكَّعِ ٱلسُّجُودِ ﴿٢٦﴾﴾ [الحج: ٢٦].

اور جب ہم نے ابراھیم کے لیے کعبہ کی جگہ معین کر دی کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کر اور میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور قیام کرنے والوں اور رکوع و سجود کرنے والوں کے لیے پاک رکھ (۲۶)

گزشتہ آیت میں ہم نے دیکھا کہ ہم ذرے کے برابر بھی اللہ سے شرک نہ کریں اور وہ جو شرک کرتے ہیں اور جاننے کے باوجود یا بغیر جانے اللہ کا کفر کرتے ہیں تو وہ گنہگار ہوں گے انکے اعمال ضائع ہو جائیں گے وہ جو اس دنیا میں نیک اعمال کرتے ہیں تو وہ اس آیت میں غور کریں:

﴿يَوْمَ يَرَوْنَ ٱلْمَلَٰٓئِكَةَ لَا بُشْرَىٰ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُجْرِمِينَ وَيَقُولُونَ حِجْرًا مَّحْجُورًا ٢٢ وَقَدِمْنَآ إِلَىٰ مَا عَمِلُوا۟ مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَٰهُ هَبَآءً مَّنثُورًا ٢٣ أَصْحَٰبُ ٱلْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُّسْتَقَرًّا وَأَحْسَنُ مَقِيلًا ٢٤﴾ [الفرقان: ٢٢-٢٤].

جس دن فرشتوں کو دیکھیں گے اس دن مجرموں کے لیے کوئی خوشی نہیں ہو گی اور کہیں گے آڑ کر دی جائے (۲۲) **اور جو عمل انہوں نے کیے تھے ہم ان کی طرف متوجہ ہوں گے پھر انہیں اڑتی ہوئی خاک کر دیں گے (۲۳)** اس دن بہشتیوں کا ٹھکانا بہتر ہوگا اور دوپہر کی آرام گاہ بھی عمدہ ہو گی (۲۴)

اس کے باوجود اس طرح کی بہت سی آیات ہیں جنکو ہم نے ذکر نہیں کیا ہے اور ان سب چیزوں سے آگاہی کے باوجود ہم زندگی بھر غور و فکر سے اس مقصد کی اساس تک پہنچنے کے لیے مدد لے سکتے ہیں دنیا کی زندگی بہت مختصر ہے اور آخرت کی زندگی ہمیشہ رہنے والی ہے

بارہویں فصل

اس فصل میں ہم ان دلائل کے ساتھ گفتگو کریں گے جو کہ مقلدین نے عقیدے اور ایمان میں پیش کیے ہیں یہاں اہم نقطہ یہ ہے کہ یہ دلائل اس قوم سے تشبیہ رکھتے ہیں جس کے اوصاف قرآن میں آئے ہیں باریک تحقیق سے پہلے ہم یہاں عقیدے اور ایمان کا دوبارہ ذکر کرتے ہیں کہ یہ دونوں انسان کی ذات سے تعلق رکھتے ہیں کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ دوسرے کے ایمان کے بارے میں فکر کرے ہر انسان پر واجب ہے کہ وہ قرآن مجید میں غور و فکر کرے اور صحیح عقیدے تک پہنچنے کے لیے آباؤاجداد کی تقلید نہ کرے اس مسئلے میں جو تقلید دوسروں کی سوچ بچار پر چلاتی ہے اس کی ہمارے ہاں کوئی قیمت نہیں اور نہ ہی وہ قیامت تک پہنچنے کا کوئی معتبر مرجع ہے ہم اس مسئلے میں پے در پے یہ بات ثابت کرتے ہیں بہت سارے مسائل میں جب ہم لوگوں پر قرآن کو پڑھتے ہیں یا ہم ان سے کہتے ہیں کہ قرآن کو پڑھو یہاں تک کہ ہم اللہ کے سوا کو چھوڑ دیتے ہیں تو ان کے پاس ایک ہی جواب ہوتا ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم اس بات پر راضی ہیں جو ہمارے پاس ہے اور ہم اس پر عمل کرتے ہیں (اگر تم اپنی پردہ پوشی نہ کروائے تو معاشرے کی طرح ہو جا) وہ نہیں جانتے کہ ابراہیم علیہ السلام اس جیسے معاشرے میں رہتے تھے اور انہوں نے اللہ کی وحدانیت پر ایمان رکھا اور شرک اور دیگر خرافات کو چھوڑ دیا آیات میں عقل مندی اور نفوس میں غور و فکر کے ذریعے سے اور انہوں نے پیدا کرنے والے کے وجود کو مانا اس لیے اللہ تعالی نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو قرآن مجید میں توحید کا نمونہ قرار دیا گیا یہ بات واضح ہے جو مروجہ خرافات پر راضی ہوتے ہیں تو وہ ہدایت پانے والے نہیں اس کے باوجود ان میں بہت سارے لوگ دین میں تنقیدی سوال کی حد تک جا پہنچتے ہیں اور وہ یہ سمجھ بیٹھتے ہیں کہ دین وہ ہے جو ان پر بہت ساری مشکلات پیش کرتا ہے باوجود اس علم کے وہ سب جانتے ہیں کہ دین وہ ہے جو وسائل الاعلام ٹی وی، ریڈیو کے ذریعے مروج ہے یہ حقیقی دین نہیں ہے یہ صرف وہی دین ہے جس کی وہ پیروی کرتے ہیں بد قسمتی اور پریشانی سے۔ لیکن یہاں مشکل یہ ہے کہ ان کا علم جو دین کے بارے میں ہے وہ حقیقی دین کے بارے میں نہیں وہ تقلید ہے جو خالص ایمان کو تلاش نہیں کرتے اس آیت کو پڑھیئے اللہ کا ارشاد گرامی ہے:

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

﴿أَلَمْ تَرَوْا۟ أَنَّ ٱللَّهَ سَخَّرَ لَكُم مَّا فِى ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَمَا فِى ٱلْأَرْضِ وَأَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهُۥ ظَٰهِرَةً وَبَاطِنَةً ۗ وَمِنَ ٱلنَّاسِ مَن يُجَٰدِلُ فِى ٱللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَلَا هُدًى وَلَا كِتَٰبٍ مُّنِيرٍ ﴿٢٠﴾ وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ ٱتَّبِعُوا۟ مَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ قَالُوا۟ بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ ءَابَآءَنَآ ۚ أَوَلَوْ كَانَ ٱلشَّيْطَٰنُ يَدْعُوهُمْ إِلَىٰ عَذَابِ ٱلسَّعِيرِ ﴿٢١﴾ ۞ وَمَن يُسْلِمْ وَجْهَهُۥٓ إِلَى ٱللَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ ٱسْتَمْسَكَ بِٱلْعُرْوَةِ ٱلْوُثْقَىٰ ۗ وَإِلَى ٱللَّهِ عَٰقِبَةُ ٱلْأُمُورِ ﴿٢٢﴾﴾ [لقمان: ٢٠-٢٢].

کیا تم نے نہیں دیکھا جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے سب کو اللہ نے تمہارے کام پر لگا رکھا ہے اور تم پر اپنی ظاہری اور باطنی نعمتیں پوری کر دی ہیں اور لوگوں میں سے ایسے بھی ہیں جو اللہ کے معاملے میں جھگڑتے ہیں نہ انہیں علم ہے اور نہ ہدایت ہے اور نہ

روشنی بخشنے والی کتاب ہے (۲۰) اور جب ان سے کہا جاتا ہے اس پر چلو جو اللہ نے نازل کیا ہے تو کہتے ہیں کہ ہم تو اس پر چلیں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے کیا اگرچہ شیطان ان کے بڑوں کو دوزخ کے عذاب کی طرف بلاتا رہا ہو (۲۱) اور جس نے نیک ہو کر اپنا منہ اللہ کے سامنے جھکا دیا تو اس نے مضبوط کڑے کو تھام لیا اور آخر کار ہر معاملہ اللہ ہی کے حضور میں پیش ہونا ہے (۲۲)

ہمارے مجتمع میں یہ توجہ ہے وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ ہم ایمان رکھتے ہیں بے شک غیر اللہ رزق نہیں دیتے اور پیدا نہیں کرتے اور ہم مشائخ اور ائمہ اور اولیاء سے واضح طور پر نہیں مانگتے بلکہ وہ تو وسیلہ ہیں ہماری دعاؤں کو اللہ کے ہاں قبول کروانے کا اور یہ اس کے قریب کرتے ہیں ہم اگر امان میں ہوں یا پریشانی اور مصائب میں اور ہم اللہ کو پکارتے ہیں ان کے واسطے سے تاکہ وہ ہماری دعاؤں کو قبول کرے اور ان کی دلیل یہ ہے کہ وہ اللہ کے قریب ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ ہم جانتے ہیں کہ یہ وہ ہیں جو ہماری حاجات کو پورا نہیں کرتے بلکہ حاجات کو پورا کرنے کا واسطہ ہیں ہوش کیجیے یہ وہ آیات ہیں جس کو مشرکین دلیل بناتے تھے اس کا ارشاد گرامی ہے:

﴿إِنَّآ أَنزَلۡنَآ إِلَيۡكَ ٱلۡكِتَٰبَ بِٱلۡحَقِّ فَٱعۡبُدِ ٱللَّهَ مُخۡلِصٗا لَّهُ ٱلدِّينَ ۝٢ أَلَا لِلَّهِ ٱلدِّينُ ٱلۡخَالِصُۚ وَٱلَّذِينَ ٱتَّخَذُواْ مِن دُونِهِۦٓ أَوۡلِيَآءَ مَا نَعۡبُدُهُمۡ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَآ إِلَى ٱللَّهِ زُلۡفَىٰٓ إِنَّ ٱللَّهَ يَحۡكُمُ بَيۡنَهُمۡ فِي مَا هُمۡ فِيهِ يَخۡتَلِفُونَۗ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَهۡدِي مَنۡ هُوَ كَٰذِبٞ كَفَّارٞ ۝٣ لَّوۡ أَرَادَ ٱللَّهُ أَن يَتَّخِذَ وَلَدٗا لَّٱصۡطَفَىٰ مِمَّا يَخۡلُقُ مَا يَشَآءُۚ سُبۡحَٰنَهُۥۖ هُوَ ٱللَّهُ ٱلۡوَٰحِدُ ٱلۡقَهَّارُ ۝٤﴾ [الزمر: ٢-٤].

بے شک ہم نے یہ کتاب ٹھیک طور پر آپ کی طرف نازل کی ہے پس تو خالص اللہ ہی کی فرمانبرداری مدِ نظر رکھ کر اسی کی عبادت کر (۲) خبردار! خالص فرمانبرداری اللہ ہی کے لیے ہے جنھوں نے اس کے سوا اور کارساز بنا لیے ہیں ہم ان کی عبادت نہیں کرتے مگر اس لیے کہ وہ ہمیں اللہ سے قریب کر دیں بے شک اللہ ان کے درمیان ان باتوں میں فیصلہ کرے گا جن میں وہ اختلاف کرتے تھے بے شک اللہ اسے ہدایت نہیں کرتا جو جھوٹا ناشکر گزار ہو (۳) اگر اللہ چاہتا کہ کسی کو فرزند بنائے تو اپنی مخلوقات میں سے جسے چاہتا چن لیتا وہ پاک ہے وہ اللہ ایک بڑا غالب ہے (۴)

یہی وہ دلیل ہے جس کو آج لوگ واسطہ بناتے ہیں یہ واضح بات ہے کہ اللہ تعالی نے کسی کو بھی یہ اجازت نہیں دے رکھی کہ وہ واسطہ بنے اسکے اور اسکے بندوں کے درمیان یہ وہ استدلال ہے جسکو لوگ اللہ کے خلاف جھوٹ بناتے ہیں اور اللہ تعالی کفار کو اور جھوٹوں کو پسند نہیں فرماتا قرآن مجید کی آیت بالکل واضح ہے ایک حقیقت کا تلاش کرنے والا شرک کو اور بنائی ہوئی خرافات کو اپنی زندگی سے دور کر سکتا ہے اللہ کا فرمان ہے ﴿ٱدۡعُونِيٓ أَسۡتَجِبۡ لَكُمۡ﴾ (تم مجھے پکارو میں تمہارا جواب دوں گا) یہ نہیں فرمایا کہ (مجھے نبی پکارے تو میں تمہارا جواب دوں گا) اور نہ یہ کہا کہ (مجھے نیک لوگ پکاریں تو میں تمہارا جواب دوں گا) بڑے افسوس کے ساتھ آج ہمارا

معاشرہ مثال کے طور پر احمد تیری مدد کرے گا اور تو محمد کا شکر گزار رہے گا دیکھیے اللہ نے ہم پر کتنا احسان فرمائے جو گنے نہیں جاتے اور ہم اس اللہ کی عبادت اور اس کا شکر کرنے کی بجائے غیر اللہ کا شکر کرتے ہیں اور کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہمارے گناہ بہت زیادہ ہیں ہم اس سے مانگنے کے لائق نہیں اور نہ ہی ہم اس سے براہ راست مانگ سکتے ہیں اس لیے ہم لوگوں کو واسطہ بناتے ہیں جو اس کے قریب ہیں اور نیک ہیں اس لیے وہ ہماری دعاؤں کو قبول نہیں کرتا اور اس لیے ہم اس کو فورًا نہیں پکار سکتے اس آیت میں غور کیجیئے:

﴿أَوَ لَمۡ يَعۡلَمُوٓاْ أَنَّ ٱللَّهَ يَبۡسُطُ ٱلرِّزۡقَ لِمَن يَشَآءُ وَيَقۡدِرُۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَأٓيَٰتٖ لِّقَوۡمٖ يُؤۡمِنُونَ ۝٥٢ ۞قُلۡ يَٰعِبَادِيَ ٱلَّذِينَ أَسۡرَفُواْ عَلَىٰٓ أَنفُسِهِمۡ لَا تَقۡنَطُواْ مِن رَّحۡمَةِ ٱللَّهِۚ إِنَّ ٱللَّهَ يَغۡفِرُ ٱلذُّنُوبَ جَمِيعًاۚ إِنَّهُۥ هُوَ ٱلۡغَفُورُ ٱلرَّحِيمُ ۝٥٣ وَأَنِيبُوٓاْ إِلَىٰ رَبِّكُمۡ وَأَسۡلِمُواْ لَهُۥ مِن قَبۡلِ أَن يَأۡتِيَكُمُ ٱلۡعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنصَرُونَ ۝٥٤ وَٱتَّبِعُوٓاْ أَحۡسَنَ مَآ أُنزِلَ إِلَيۡكُم مِّن رَّبِّكُم مِّن قَبۡلِ أَن يَأۡتِيَكُمُ ٱلۡعَذَابُ بَغۡتَةٗ وَأَنتُمۡ لَا تَشۡعُرُونَ ۝٥٥﴾ [الزمر: ٥٢-٥٥].

اور کیا انہیں معلوم نہیں کہ اللہ ہی روزی کشادہ کرتا ہے جس کی چاہے اور تنگ کرتا ہے بے شک اس میں ان لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو ایمان رکھتے ہیں (۵۲) کہہ دو اے میرے بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو بے شک اللہ سب گناہ بخش دے گا بے شک وہ بخشنے والا رحم والا ہے (۵۳) اور اپنے رب کی طرف رجوع کرو اور اس کا حکم مانو اس سے پہلے کہ تم پر عذاب آئے پھر تمہیں مدد بھی نہ مل سکے گی (۵۴) اور اُن اچھی باتوں کی پیروی کرو جو تمہارے رب کی طرف سے تمہاری طرف نازل کی گئی ہیں اس سے پہلے کہ تم پر ناگہاں عذاب آ جائے اور تمہیں خبر بھی نہ ہو (۵۵)

اس آیت میں اللہ نے فرمایا اے میرے بندے اگر تم اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھو یا بہت زیادہ گناہ کر بیٹھو تب بھی تم اللہ کی رحمت سے بے امید نہ ہو کیونکہ توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے تو تم اپنے رب کی طرف رجوع کرو نیکی کے ذریعے گناہوں کو چھوڑنے کے سبب اور تم اس کے لیے خالص نیک اعمال کرو تو تم کسی دون اللہ کے واسطے کے محتاج نہ رہو گے بہت سارے لوگ اس جیسے پمفلٹ کو پڑھ کر بہت ناراض ہوتے ہیں کیونکہ خرافات انکی فکر میں مضبوط ہو چکی ہیں جبکہ نوجوان ان خرافات کو آسانی سے چھوڑ دیتے ہیں جبکہ بڑی عمر کے لوگ ان کے ساتھ زمانہ دراز رہنے کے سبب سے ان کو اپنے بیٹوں کی طرح پسند کرتے ہیں ایک مضبوط انسان وہ ہے جو کسی حقیقت کا مواجہ کرتا ہے اگر چہ وہ ایک ہی سچی نشانی کیوں نہ ہو تو اس پر جدا ہونے کے لیے تیار ہو جاتا ہے جیسا کہ سیدنا ابراہیم کہ وہ قربانی کریں ان خرافاتی فکر کی یہ بنیاد ہیں ایک دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ جس کے لیے ہمارے معاشرے میں نظر کرنی چاہیے کچھ لوگ اولیاء اور مقربین کو اپنے لیے سفارشی بناتے ہیں قیامت کے دن جب ان سے کہا جائے گا کہ تم غیر اللہ پہ کیوں اعتماد کرتے تھے اور اپنی حاجات کے لیے ان کو کیوں شفیع بناتے تھے؟ اور غیر اللہ کو واسطہ کیوں بناتے تھے؟ انہوں نے کہا ہم جانتے تھے کہ وہ اللہ کے زیادہ قریب ہیں (انبیاء ... ائمہ) تاکہ قیامت کے دن اللہ کے ہاں ہمارے شفیع بن سکیں اور ہماری سفارش کریں اللہ نے ان کا جواب یوں بیان فرمایا

﴿فَمَنۡ أَظۡلَمُ مِمَّنِ ٱفۡتَرَىٰ عَلَى ٱللَّهِ كَذِبًا أَوۡ كَذَّبَ بِـَٔايَٰتِهِۦٓۚ إِنَّهُۥ لَا يُفۡلِحُ ٱلۡمُجۡرِمُونَ ١٧ وَيَعۡبُدُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ مَا لَا يَضُرُّهُمۡ وَلَا يَنفَعُهُمۡ وَيَقُولُونَ هَٰٓؤُلَآءِ شُفَعَٰٓؤُنَا عِندَ ٱللَّهِۚ قُلۡ أَتُنَبِّـُٔونَ ٱللَّهَ بِمَا لَا يَعۡلَمُ فِي ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَلَا فِي ٱلۡأَرۡضِۚ سُبۡحَٰنَهُۥ وَتَعَٰلَىٰ عَمَّا يُشۡرِكُونَ ١٨ وَمَا كَانَ ٱلنَّاسُ إِلَّآ أُمَّةً وَٰحِدَةً فَٱخۡتَلَفُواْۚ وَلَوۡلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتۡ مِن رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيۡنَهُمۡ فِيمَا فِيهِ يَخۡتَلِفُونَ ١٩﴾ [يونس: ١٧-١٩].

پھر اس سے بڑا ظالم کون ہو گا جو اللہ پر بہتان باندھے یا اس کی آیتوں کو جھٹلائے بے شک گناہگاروں کا بھلا نہیں ہوتا (١٧) **اور اللہ کے سوا اس چیز کی پرستش کرتے ہیں جو نہ انہیں نقصان پہنچا سکے اور نہ انہیں نفع دے سکے اور کہتے ہیں اللہ کے ہاں یہ ہمارے سفارشی ہیں کہہ دو کیا تم اللہ کو بتلاتے ہو جو اسے آسمانوں اور زمین میں معلوم نہیں وہ پاک ہے اوران لوگوں کے شرک سے بلند ہے (١٨)** اور وہ لوگ ایک ہی امت تھے پھر جدا جدا ہو گئے اور اگر ایک بات تمہارے پرودگار کی طرف سے پہلے نہ ہو چکی ہوتی تو جن باتوں میں وہ اختلاف کرتے ہیں ان میں فیصلہ کر دیا جاتا ہے (١٩)

اس آیت میں یہ آیا کہ غیر اللہ ان کو نقصان نہیں پہنچا سکتے اگر وہ ان کی عبادت نہ کریں اور نہ ہی ان کو فائدہ دے سکتے ہیں اگر چہ وہ ان کی عبادت کریں اس آیت اور بہت سی آیات میں یہ بات واضح کی گئی ہے کہ اللہ تعالی نے کوئی ایسا وعدہ اپنے بندوں کے ساتھ نہیں کر رکھا اور نہ ہی کسی آسمانی کتاب میں یہ بات آئی ہے کہ اپنا سفارشی قیامت کے دن دنیا سے بنا کر آنا اس جیسے بہت سارے مفہوم گزرے ہیں جنکو ہم نے ذکر کیا یہ لوگوں کے ذہنوں کا نتیجہ ہیں وہ لوگ جن کے غور وفکر کے بارے میں ہم قرآن مجید میں گفتگو کرتے ہیں یہ وہ ہیں جن کے ایمان اور عقیدے میں غور وفکر کی کوئی ضرورت نہیں بلکہ علماء کو ہی یہ گنجائش حاصل ہے کہ وہ اللہ کے کلام میں ترجیح اور تاویل کی غور وفکر کر سکتے ہیں اور اللہ نے اس آیت میں یہ بات واضح فرمائی کہ ان کا کوئی شفیع نہ ہوگا ان کے ایمان کے مطابق کیا وہ اللہ پر جھوٹ ہے اور وہ اس بات کو کہتے ہیں جو اللہ نے نہیں کی غور کریں کہ قرآن مجید نے ان کی شفاعت کو رد ہی نہیں کیا بلکہ جس چیز کو یہ شفاعت بناتے ہیں اسکو شرک قرار دیا اس آیت میں غور کیجیئے:

﴿قُل لَّآ أَقُولُ لَكُمۡ عِندِي خَزَآئِنُ ٱللَّهِ وَلَآ أَعۡلَمُ ٱلۡغَيۡبَ وَلَآ أَقُولُ لَكُمۡ إِنِّي مَلَكٌۖ إِنۡ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰٓ إِلَيَّۚ قُلۡ هَلۡ يَسۡتَوِي ٱلۡأَعۡمَىٰ وَٱلۡبَصِيرُۚ أَفَلَا تَتَفَكَّرُونَ ٥٠ وَأَنذِرۡ بِهِ ٱلَّذِينَ يَخَافُونَ أَن يُحۡشَرُوٓاْ إِلَىٰ رَبِّهِمۡ لَيۡسَ لَهُم مِّن دُونِهِۦ وَلِيّٞ وَلَا شَفِيعٞ لَّعَلَّهُمۡ يَتَّقُونَ ٥١﴾ [الأنعام: ٥٠-٥١].

کہہ دو میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میں غیب کا علم رکھتا ہوں اور نہ یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں میں تو صرف اس وحی کی پیروی کرتا ہوں جو مجھ پر نازل کی جاتی ہے کہہ دو کیا اندھا اور آنکھوں والا دونوں برابر ہو سکتے ہیں کیا تم غور نہیں کرتے (٥٠) **اور اس قرآن کے ذریعے سے ان لوگوں کو ڈرا جنہیں اس کا ڈر ہے کہ وہ اپنے رب کے سامنے جمع کیے جائیں گے اس طرح پر کہ اللہ کے سوا ان کوئی مددگار اور سفارش کرنے والا نہ ہو گا تاکہ وہ پرہیزگار ہوجائیں (٥١)**

قرآن مجید میں مؤمنین اور پرہیزگاروں کے خوف کو بیان کیا گیا:

﴿وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ ٱفْتَرَىٰ عَلَى ٱللَّهِ كَذِبًا أَوْ قَالَ أُوحِىَ إِلَىَّ وَلَمْ يُوحَ إِلَيْهِ شَىْءٌ وَمَن قَالَ سَأُنزِلُ مِثْلَ مَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ ۗ وَلَوْ تَرَىٰٓ إِذِ ٱلظَّـٰلِمُونَ فِى غَمَرَٰتِ ٱلْمَوْتِ وَٱلْمَلَـٰٓئِكَةُ بَاسِطُوٓا۟ أَيْدِيهِمْ أَخْرِجُوٓا۟ أَنفُسَكُمُ ۖ ٱلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ ٱلْهُونِ بِمَا كُنتُمْ تَقُولُونَ عَلَى ٱللَّهِ غَيْرَ ٱلْحَقِّ وَكُنتُمْ عَنْ ءَايَـٰتِهِۦ تَسْتَكْبِرُونَ ﴿٩٣﴾ وَلَقَدْ جِئْتُمُونَا فُرَٰدَىٰ كَمَا خَلَقْنَـٰكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَتَرَكْتُم مَّا خَوَّلْنَـٰكُمْ وَرَآءَ ظُهُورِكُمْ ۖ وَمَا نَرَىٰ مَعَكُمْ شُفَعَآءَكُمُ ٱلَّذِينَ زَعَمْتُمْ أَنَّهُمْ فِيكُمْ شُرَكَـٰٓؤُا۟ ۚ لَقَد تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ وَضَلَّ عَنكُم مَّا كُنتُمْ تَزْعُمُونَ ﴿٩٤﴾ إِنَّ ٱللَّهَ فَالِقُ ٱلْحَبِّ وَٱلنَّوَىٰ ۖ يُخْرِجُ ٱلْحَىَّ مِنَ ٱلْمَيِّتِ وَمُخْرِجُ ٱلْمَيِّتِ مِنَ ٱلْحَىِّ ۚ ذَٰلِكُمُ ٱللَّهُ ۖ فَأَنَّىٰ تُؤْفَكُونَ ﴿٩٥﴾﴾ [الأنعام: ٩٣-٩٥].

اور اس سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو اللہ پر بہتان باندھے یا یہ کہے کہ مجھ پر وحی نازل ہوئی ہے حالانکہ اس پر وحی نہ اتری ہو اور جو کہے میں بھی ایسی چیز اتار سکتا ہوں جیسی کہ اللہ نے اتاری ہے اور اگر تو دیکھے جس وقت ظالم موت کی سختیوں میں ہوں گے اور فرشتے اپنے ہاتھ بڑھانے والے ہوں گے کہ اپنی جانوں کو نکالو آج تمہیں ذلت کا عذاب ملے گا اس سبب سے کہ تم اللہ پر جھوٹی باتیں کہتے تھے اور اس کی آیتوں کے ماننے سے تکبر کرتے تھے (۹۳) اور البتہ تم ہمارے پاس ایک ایک ہو کر آ گئے ہو جس طرح ہم نے تمہیں پہلی دفعہ پیدا کیا تھا اور جو کچھ ہم نے تمہیں دیا تھا وہ اپنے پیچھے ہی چھوڑ آئے ہو اور تمہارے ساتھ ان کی سفارش کرنے والوں کو نہیں دیکھتے جنہیں تم خیال کرتے تھے کہ وہ تمہارے معاملے میں شریک ہیں تمہارا آپس میں قطع تعلق ہو گیا ہے اور جو تم خیال کرتے تھے وہ سب جاتا رہا (۹۴) بے شک اللہ دانے اور گٹھلی کا پھاڑنے والا ہے مردہ سے زندہ کو نکالتا ہے اور زندہ سے مردہ نکالنے والا ہے اللہ یہی ہے پھر کدھر الٹے پھرے جا رہے ہو (۹۵)

اس آیت میں یہ آیا جو لوگ اللہ پر جھوٹ بناتے ہیں جانے یا انجانے وہ یہ کہتے ہیں جو اللہ نے نہیں کہا اور دین میں تقلید کرتے ہیں اور اسکو قبول نہیں کرتے جو ان پر ایمان اور صحیح عقیدہ قرآن نے پیش کیا اور وہ اس عمل کے بارے میں کہتے ہیں جس پر ہمارے علماء نے عمل کیا تو وہ اللہ کے ہاں مقبول ہے وہ کہتے ہیں کہ اللہ بہت مہربان ہے اور بھول جاتے ہیں کہ جب بھی قرآن میں نعمت کا ذکر آیا اس کے ساتھ عذاب کا ذکر بھی آیا اور اللہ نے واضح فرمایا کہ ہر شخص اپنے اعمال کا جواب دہ ہوگا اور کوئی مددگار قیامت سے پہلے معین کرنے کا کوئی وجود نہیں اس آیت میں غور فرمائیں:

﴿إِن كُلُّ مَن فِى ٱلسَّمَـٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ إِلَّآ ءَاتِى ٱلرَّحْمَـٰنِ عَبْدًا ﴿٩٣﴾ لَّقَدْ أَحْصَىٰهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا ﴿٩٤﴾ وَكُلُّهُمْ ءَاتِيهِ يَوْمَ ٱلْقِيَـٰمَةِ فَرْدًا ﴿٩٥﴾﴾ [مريم: ٩٣-٩٥].

جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے ان میں سے ایسا کوئی نہیں جو رحمان کا بندہ بن کر نہ آئے (۹۳) البتہ تحقیق اس نے انھیں شمار کر رکھا ہے اور ان کی گنتی گن رکھی ہے (۹۴) **اور ہر ایک ان میں سے قیامت کے دن اس کے ہاں اکیلا آئے گا (۹۵)**

ہم تم سے اس آیت کے بارے میں سوال کرتے ہیں (إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ) جسکو ہم ہر دفعہ اپنی نماز میں پڑھتے اور تلاوت کرتے ہیں کیا تم نے کبھی غور کیا کیا وہ مسلمان جو اس آیت کو بار بار پڑھتا ہے وہ یہ سمجھتا ہے کہ وہ کیا پڑھ رہا ہے وہ یہ سمجھتا ہے کہ وہ اللہ سے یا اپنے آپ سے گفتگو کر رہا ہے.

منتخب آیۃ: ﴿فَلَوۡلَا نَصَرَهُمُ ٱلَّذِينَ ٱتَّخَذُواْ مِن دُونِ ٱللَّهِ قُرۡبَانًا ءَالِهَةَۢۖ بَلۡ ضَلُّواْ عَنۡهُمۡۚ وَذَٰلِكَ إِفۡكُهُمۡ وَمَا كَانُواْ يَفۡتَرُونَ ۝٢٨﴾ [الأحقاف: ٢٨].

پھر ان معبودوں نے کیوں نہ مدد کی جن کو انہوں نے اللہ کے سوا مرتبہ حاصل کرنے کے لیے معبود بنا رکھا تھا بلکہ وہ تو ان سے کھوئے گئے تھے اور یہ ان کا جھوٹ تھا اور جو کچھ وہ ڈھکوسلے بنایا کرتے تھے (۲۸)

تیرھویں فصل

جس طرح ہم جانتے ہیں کہ شفاعت دین میں موجود ہے لیکن اس معنی میں نہیں جو لوگوں کے ذہنوں میں موجود ہے آجکل ہمارے معاشرے میں لوگ شفاعت کو قیامت سے پہلے دون اللہ سے لیتے ہیں یہ وہ ہیں جو انبیاء اور ائمہ سے منسلک ہیں اور یہاں تک کہ جو ان میں سے مر چکے ہیں جبکہ جو شفاعت بیان کی گئی ہے وہ قیامت کے دن ہو گی اور فقط اللہ کی اجازت سے وہ بھی کچھ خاص چیزوں میں ہو گی نہ وہ دنیا میں ہو گی اور نہ ہی لوگوں کی طلب سے ہو گی اس کا ارشاد گرامی ہے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ أَنفِقُواْ مِمَّا رَزَقۡنَـٰكُم مِّن قَبۡلِ أَن يَأۡتِيَ يَوۡمٞ لَّا بَيۡعٞ فِيهِ وَلَا خُلَّةٞ وَلَا شَفَـٰعَةٞۗ وَٱلۡكَـٰفِرُونَ هُمُ ٱلظَّـٰلِمُونَ ۝٢٥٤ ٱللَّهُ لَآ إِلَـٰهَ إِلَّا هُوَ ٱلۡحَيُّ ٱلۡقَيُّومُۚ لَا تَأۡخُذُهُۥ سِنَةٞ وَلَا نَوۡمٞۚ لَّهُۥ مَا فِي ٱلسَّمَـٰوَٰتِ وَمَا فِي ٱلۡأَرۡضِۗ مَن ذَا ٱلَّذِي يَشۡفَعُ عِندَهُۥٓ إِلَّا بِإِذۡنِهِۦۚ يَعۡلَمُ مَا بَيۡنَ أَيۡدِيهِمۡ وَمَا خَلۡفَهُمۡۖ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيۡءٖ مِّنۡ عِلۡمِهِۦٓ إِلَّا بِمَا شَآءَۚ وَسِعَ كُرۡسِيُّهُ ٱلسَّمَـٰوَٰتِ وَٱلۡأَرۡضَۖ وَلَا يَـُٔودُهُۥ حِفۡظُهُمَاۚ وَهُوَ ٱلۡعَلِيُّ ٱلۡعَظِيمُ ۝٢٥٥﴾ [البقرة: ٢٥٤-٢٥٥].

اے ایمان والو! جو ہم نے تمہیں رزق دیا ہے اس میں سے خرچ کرو اس دن کے آنے سے پہلے جس میں نہ کوئی خرید وفروخت ہو گی اور نہ کوئی دوستی اور نہ کوئی سفارش اور کافر وہی ظالم ہیں (۲۵۴) اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں زندہ ہے سب کا تھامنے والا نہ اس کی اونگھ دبا سکتی ہے نہ نیند آسمانوں اور زمین میں جو کچھ بھی ہے سب اسی کا ہے ایسا کون ہے جو اس کی اجازت کے سوا اس کے ہاں سفارش کر سکے مخلوقات کے تمام حاضر اور غائب حالات کو جانتا ہے اور وہ سب اس کی معلومات میں سے کسی چیز کا احاطہ نہیں کر سکتے مگر جتنا کہ وہ چاہے اس کی کرسی نے سب آسمانوں اور زمین کو اپنے اندر لے رکھا ہے اور اللہ کو ان دونوں کی حفاظت کچھ گراں نہیں گزرتی اور وہی سب سے برتر عظمت والا ہے (۲۵۵)

اس بنائی گئی تصویر میں توجہ کیجئیے قیامت کے دن جو صحیح شفاعت (سفارش) ہو گی وہ صرف اللہ کی اجازت سے ہو گی جب کہ ہم نے اگر دنیا میں نیک لوگوں سے شفاعت مانگی تو وہ شرک ہو گا لوگوں نے آج اس قاعدہ کو الٹ دیا ہے صحیح عقیدہ کے لیے غور و فکر کرنے کی بجائے جو قرآن میں آیا ہے اس کو اللہ کے سوا شفیع بناتے ہیں یہاں تک کہ وہ حساب کتاب اور آخرت پر صحیح ایمان رکھتے ہیں قرآن نے لوگوں کو اللہ کے قریب ہونے کا حکم دیا کہ وہ عمل کریں جو ہر قسم کا وسیلہ ہے جسکو اللہ نے قرآن میں ذکر فرمایا اور شرک نہ کریں اور اعمال کے وسائل جیسے نماز، روزہ، جہاد... اور قرآن پر عمل کرنا یہ ساری چیزیں اللہ کے قریب کرنے والی ہیں

صحیح شفاعت جو قرآن مجید (میں بیان ہوئی)	رد کی گئی شفاعت جو قرآن (میں بیان ہوئی اللہ کے ساتھ شرک)
اللہ تعالي ↓ شفيع لوگ قیامت کے دن اللہ تبارک تعالی "شفیع" کو خود منتخب کریں گے	اللہ تعالي شفيع ↑ لوگ لیکن لوگوں نے اسی دنیا میں پہلے سے ہی "شفیع" کو منتخب کر لیا ہے

اس کا ارشاد گرامی ہے

﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ ٱتَّقُواْ ٱللَّهَ وَٱبۡتَغُوٓاْ إِلَيۡهِ ٱلۡوَسِيلَةَ وَجَٰهِدُواْ فِي سَبِيلِهِۦ لَعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُونَ ٣٥﴾ [المائدة: ٣٥].

اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اللہ کا قرب تلاش کرو اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ (۳۵)

اس مذکورہ آیت میں یہ بات آئی ہے کہ اللہ سے ڈرو اس کی شریعت کو اپنے آپ پر لازم کرو اور اس کے احکام کو لاگو کرو اور اس چیز کو وسیلہ بناؤ جو اللہ کی رضا کا سبب ہے اور وہ نیک کام اور وسیلہ... التقرب الی اللہ اور جہاد میں دین کا کلمہ بلند کرنا تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ اور جنت حاصل کر لو اگر تم لوگوں کو اللہ کے علاوہ شفیع بناؤ گے اللہ کی قربت کی نیت سے تو یہ اس کا الٹ ہے اور یہ اللہ سے دور کرتا ہے اس چیز کی وضاحت اس آیت میں آئی ہے.

﴿قُلِ ٱدْعُواْ ٱلَّذِينَ زَعَمْتُم مِّن دُونِهِۦ فَلَا يَمْلِكُونَ كَشْفَ ٱلضُّرِّ عَنكُمْ وَلَا تَحْوِيلًا ﴿٥٦﴾ أُوْلَٰٓئِكَ ٱلَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ ٱلْوَسِيلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ وَيَرْجُونَ رَحْمَتَهُۥ وَيَخَافُونَ عَذَابَهُۥٓ ۚ إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُورًا ﴿٥٧﴾﴾ [الإسراء: ٥٦-٥٧].

کہہ دو انہیں پکارو جنہیں تم اس کے سوا سمجھتے ہو وہ نہ تمہاری تکلیف دور کر سکیں گے اور نہ اسے بدلیں گے (٥٦) وہ لوگ جنہیں یہ پکارتے ہیں جو ان میں سے زیادہ مقرب ہیں وہ بھی اپنے رب کی طرف نیکیوں کا ذریعہ تلاش کرتے ہیں اور اس کی مہربانی کی امید رکھتے ہیں اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں بے شک تیرے رب کا عذاب ڈرنے کی چیز ہے. (٥٧)

دوسرا مسئلہ غیر اللہ کی شفاعت کے بارے میں ہے ممکن ہے کہ آپ ان لوگوں سے ملے ہوں جو کہتے ہیں کہ یہ بات صحیح ہے کہ اللہ غیر اللہ کی شفاعت قبول نہیں کرتا ہے لیکن ہم لوگ تو ائمہ اور انبیاء سے شفاعت مانگتے ہیں اس چیز میں دو قول ہے ایک اللہ کا قول اور دوسرا ان کا قول جو کہتے ہیں کہ ہم انبیاء اور ائمہ کو شفیع مانتے ہیں تو آپ ان دو صورتوں میں سے ایک کو اختیار کرتے ہوئے اس آیت میں غور فرمائیں:

﴿وَلَا تَدْعُ مِن دُونِ ٱللَّهِ مَا لَا يَنفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ ۖ فَإِن فَعَلْتَ فَإِنَّكَ إِذًا مِّنَ ٱلظَّٰلِمِينَ ﴿١٠٦﴾ وَإِن يَمْسَسْكَ ٱللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُۥٓ إِلَّا هُوَ ۖ وَإِن يُرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهِۦ ۚ يُصِيبُ بِهِۦ مَن يَشَآءُ مِنْ عِبَادِهِۦ ۚ وَهُوَ ٱلْغَفُورُ ٱلرَّحِيمُ ﴿١٠٧﴾ قُلْ يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ ٱلْحَقُّ مِن رَّبِّكُمْ ۖ فَمَنِ ٱهْتَدَىٰ فَإِنَّمَا يَهْتَدِي لِنَفْسِهِۦ ۖ وَمَن ضَلَّ فَإِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۖ وَمَآ أَنَا۠ عَلَيْكُم بِوَكِيلٍ ﴿١٠٨﴾﴾ [يونس: ١٠٦-١٠٨].

اور اللہ کے سوا ایسی چیز کو نہ پکار جو نہ تیرا بھلا کرے اور نہ برا پھر اگر تو نے ایسا کیا تو بے شک ظالموں میں سے ہو جائے گا (١٠٦) اور اگر اللہ تمہیں کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا اسے ہٹانے والا کوئی نہیں اور اگر تمہیں کوئی بھلائی پہنچانا چاہے تو کوئی اس کے فضل کو پھیرنے والا نہیں اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اپنا فضل پہنچاتا ہے اور وہی بخشنے والا مہربان ہے (١٠٧) کہہ دو اے لوگو تمہیں تمہارے رب سے حق پہنچ چکا ہے پس جو کوئی راہ پر آئے سو وہ اپنے بھلے کے لیے راہ پاتا ہے اور جو گمراہ رہے گا اس کا وبال اسی پر پڑے گا اور میں تمہارا ذمہ دار نہیں ہوں (١٠٨)

وہ لوگ جو غیر اللہ سے شفاعت مانگتے ہیں یہ جانتے ہوئے کہ یہ شفاعت اللہ کی طرف ہے اور یہ جانتے ہوئے کہ اللہ نے اس کے دو طریقے قرآن مجید میں بیان کیے ہیں صحیح راہ توحید اور غلط راہ شرک ہے اور ان دونوں کا انجام بھی بیان فرمایا توحید والوں کے لیے جنت اور شرک والوں کے لیے جہنم تو پھر ہر انسان کو ان میں سے ایک راہ

اختیار کر لینی چاہیئے اور وہ خود ہی اپنی ذات کا مسئول ہوگا اور اللہ کسی کو بھی مجبور نہیں کرتا شرک کو چھوڑ کر توحید کی طرف آنے کے لیے بلکہ اللہ نے ہر انسان کو خود مختار پیدا کیا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے کہ اللہ نے انس و جن کو دو طریقے دکھائے ہیں جن کو چاہے وہ اختیار کرے توحید کو یا شرک کو اگرچہ وہ غلط راہ ہی کیوں نہ اختیار کرے تو وہ بھی اللہ کی توفیق سے ہے اس آیت میں غور کریں:

﴿مَّن كَانَ يُرِيدُ ٱلۡعَاجِلَةَ عَجَّلۡنَا لَهُۥ فِيهَا مَا نَشَآءُ لِمَن نُّرِيدُ ثُمَّ جَعَلۡنَا لَهُۥ جَهَنَّمَ يَصۡلَىٰهَا مَذۡمُومًا مَّدۡحُورًا ﴿١٨﴾ وَمَنۡ أَرَادَ ٱلۡأٓخِرَةَ وَسَعَىٰ لَهَا سَعۡيَهَا وَهُوَ مُؤۡمِنٌ فَأُوْلَٰٓئِكَ كَانَ سَعۡيُهُم مَّشۡكُورًا ﴿١٩﴾ كُلًّا نُّمِدُّ هَٰٓؤُلَآءِ وَهَٰٓؤُلَآءِ مِنۡ عَطَآءِ رَبِّكَۚ وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحۡظُورًا ﴿٢٠﴾﴾ [الإسراء: ١٨-٢٠].

جو کوئی دنیا چاہتا ہے تو ہم اسے سر دست دنیا میں سے جس قدر چاہتے ہیں دیتے ہیں پھر ہم نے اس کے لیے جہنم تیار کر رکھی ہے جس میں وہ ذلیل و خوار ہو کر رہے گا (۱۸) اور جو آخرت چاہتا ہے اور اس کے لیے مناسب کوشش بھی کرتا ہے اور وہ مومن بھی ہے تو ایسے لوگوں کی کوشش مقبول ہوگی (۱۹) ہم ہر فریق کو نوازتے ہیں ان کو بھی اور اُن کو بھی اور تیرے رب کی بخشش کسی پر بند نہیں (۲۰)

اگر ایک انسان یہ ایمان رکھتا ہو کہ ایک لکڑی کا ٹکڑا اس کی شفاعت کرے گا یا کوئی فرشتہ یا انسان ایک دوسرے کے لیے . یہ جانتے ہوئے کہ شفاعت حقیقت میں اللہ کی طرف سے ہے کہ وہ ان کو گناہوں میں غرق کرے کیا یہ اللہ کی سنت یا استدراج ہے وہی ہے جو توفیق دیتا ہے توحید پرستوں، مشرکین اور کفار کو . اس راستے میں جس کو وہ اپنی ذات کے لیے اختیار کریں تاکہ وہ ان کے نتیجے کو دیکھے کہ کوئی گھاٹے میں جانے والا ہے اس آیت میں توجہ کریں:

﴿ٱللَّهُ يَسۡتَهۡزِئُ بِهِمۡ وَيَمُدُّهُمۡ فِي طُغۡيَٰنِهِمۡ يَعۡمَهُونَ ﴿١٥﴾ أُوْلَٰٓئِكَ ٱلَّذِينَ ٱشۡتَرَوُاْ ٱلضَّلَٰلَةَ بِٱلۡهُدَىٰ فَمَا رَبِحَت تِّجَٰرَتُهُمۡ وَمَا كَانُواْ مُهۡتَدِينَ ﴿١٦﴾ مَثَلُهُمۡ كَمَثَلِ ٱلَّذِي ٱسۡتَوۡقَدَ نَارًا فَلَمَّآ أَضَآءَتۡ مَا حَوۡلَهُۥ ذَهَبَ ٱللَّهُ بِنُورِهِمۡ وَتَرَكَهُمۡ فِي ظُلُمَٰتٍ لَّا يُبۡصِرُونَ ﴿١٧﴾ صُمُّۢ بُكۡمٌ عُمۡيٞ فَهُمۡ لَا يَرۡجِعُونَ ﴿١٨﴾﴾ [البقرة: ١٥-١٨].

اللہ ان سے ہنسی کرتا ہے اور انہیں مہلت دیتا ہے کہ وہ اپنی گمراہی میں حیران رہیں (۱۵) یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی خریدی سو ان کی تجارت نے ان کو نفع نہ دیا اور ہدایت پانے والے نہ ہوئے (۱۶) ان کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے آگ جلائی پھر جب آگ نے اس کے آس پاس کو روشن کر دیا تو اللہ نے ان کی روشنی بجھا دی اور انہیں اندھیروں میں چھوڑا کہ کچھ نہیں دیکھتے (۱۷) بہرے گونگے اندھے ہیں سو وہ نہیں لوٹیں گے (۱۸)

اس آیت کا شان نزول منافقین کے بارے میں ہے لیکن یہ مشرکین اور کافرین پر بھی سچی آئی ہے کیا یہ معقول ہے کہ مصائب اور تکلیفیں اللہ کی طرف سے ہوں اور شفاعت اور علاج مخلوق کی طرف سے ہو جیسے أئمہ اور طبیب ہیں کیا جب کوئی بیمار ہوتا ہے یا کسی تکلیف میں مبتلا ہوتا ہے یہ اللہ کے حکم سے ہے اور شفاعت اور مصیبتوں سے بچاؤ اور چھٹکارا " دون اللہ " کی اجازت سے ہوتا ہے (انبیاء، صالحین) ہر گز علاج اور تکلیفیں اللہ کی

طرف سے ہیں اور ہم پر لازم ہے کہ ہر بات میں اللہ پر توکل کریں جیسا کہ ملک کا دینا، پیدا کرنا اور مخلوقات کو رزق دینا اس کے قبضہ میں ہے اور بیماری اور شفاء بھی اس کے اختیار میں ہے اس کا ارشاد گرامی ہے

﴿وَمَن يَهْدِ ٱللَّهُ فَمَا لَهُۥ مِن مُّضِلٍّ ۗ أَلَيْسَ ٱللَّهُ بِعَزِيزٍ ذِى ٱنتِقَامٍ ﴿٣٧﴾ وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّنْ خَلَقَ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ ٱللَّهُ ۚ قُلْ أَفَرَءَيْتُم مَّا تَدْعُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ إِنْ أَرَادَنِىَ ٱللَّهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كَٰشِفَٰتُ ضُرِّهِۦٓ أَوْ أَرَادَنِى بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكَٰتُ رَحْمَتِهِۦ ۚ قُلْ حَسْبِىَ ٱللَّهُ ۖ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ ٱلْمُتَوَكِّلُونَ ﴿٣٨﴾﴾ [الزمر: ٣٧-٣٨].

اور جسے اللہ راہ پر لے آئے تو اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں کیا اللہ غالب بدلہ لینے والا نہیں ہے (۳۷) اور اگر آپ ان سے پوچھیں آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا ہے تو وہ ضرور کہیں گے اللہ نے کہہ دو بھلا دیکھو تو سہی جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو اگر اللہ مجھے تکلیف دینا چاہے تو کیا وہ اس کی تکلیف کو دور کر سکتے ہیں یا وہ مجھ پر مہربانی کرنا چاہے تو کیا وہ اس مہربانی کو روک سکتے ہیں کہہ دو مجھے اللہ کافی ہے توکل کرنے والے اسی پر توکل کیا کرتے ہیں (۳۸)

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ عیسی مریضوں کو شفا دیتے تھے تو ہم بھی یہ طاقت رکھتے ہیں کہ ہم مردوں سے شفاعت مانگیں لیکن یہ نقطہ بھول گئے کہ عیسی یہ کام کرتے تھے جب وہ زندہ تھے دوسری بات ان کا شفا دینا ایک معجزہ تھا کیا آج بھی عیسی ہمیں یہ معجزہ دِکھا سکتے ہیں اور کسی مریض کو شفا دے سکتے ہیں اور انبیا کے معجزات میں اہم بات یہ ہے کہ انہوں نے ہمیشہ معجزات اللہ کے حکم سے دیکھائے وہ صرف ان کی حیات میں تھے مثال کے طور پر عیسی کا شفا دینا یوسف کی قمیض میں شفا کی تاثیر کا آنا سب کے سب معجزات اللہ کے حکم سے ان کی زندگی میں تھے یہ سارے مفہوم نئے نہیں تھے اور اسکا معنی قرآن کے نزول کے وقت موجود تھا لیکن بہت افسوس ہے کہ ہم نے قرآن کو چھوڑ دیا اور تقلید کا پٹہ گلے میں ڈال دیا اور کہنے لگے کہ یہ مفاہیم کہاں سے آگئے کیا کوئی نیا دین آگیا ہے؟ آج تک یہ مفاہیم کسی نے نہیں کہے علماء شریعہ اب تک کیا کرتے رہے ایک لمحہ کا غور و فکر کرنا ہزار سال کی نیکی سے بہتر ہے.

منتخب آیة: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِنَّ كَثِيرًا مِّنَ ٱلْأَحْبَارِ وَٱلرُّهْبَانِ لَيَأْكُلُونَ أَمْوَٰلَ ٱلنَّاسِ بِٱلْبَٰطِلِ وَيَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ ٱللَّهِ ۗ وَٱلَّذِينَ يَكْنِزُونَ ٱلذَّهَبَ وَٱلْفِضَّةَ وَلَا يُنفِقُونَهَا فِى سَبِيلِ ٱللَّهِ فَبَشِّرْهُم بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿٣٤﴾﴾ [التوبة: ٣٤].

اے ایمان والو! بہت سے عالم اور فقیر لوگوں کا مال ناحق کھاتے ہیں اور اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دیجیئے (۳۴)

چودھویں فصل

اس فصل میں ہم ان بعض سوالوں کے جواب دیں گے جو کہ ہمارے ذہنوں میں کھٹکتے ہیں جو کہ گزشتہ فصلوں میں گزرے ہیں جیسا کہ ایک مسلم کو چاہیئے کہ وہ اللہ کے سوا کسی سے کچھ نہ مانگے نہ دعا مانگے اور نہ ہی شفاعت طلب کرے بلکہ یہ سب چیزیں اللہ سے منسلک ہیں کوئی حاجت اور دعا مردوں انبیا ،أئمہ اور صالحین سے مانگنا شرک ہے کیونکہ یہ سب دون اللہ کے زمرے میں ہیں کچھ لوگ سوال کرتے ہیں کہ قرآن پاک میں ہے کہ صحابہ کرام نبی سے دعا کرواتے تھے یہ مسئلہ بہت اہم ہے جو کہ یہ بات دہراتا ہے کہ کس حاجت کا مانگنا دنیاوی امور میں زندہ سے شرک نہیں یعنی جو زندہ موجود ہیں یہ بات نہیں کہ قرآن نے شہداء کو زندہ قرار دیا لیکن ہمارا مقصد وہ زندگی ہے جس کے بعد کوئی موت نہ ہوگی اس لیے کہ وہ اللہ کے ہاں دارالسلام میں زندہ ہوں گے نہ کہ وہ ہمارے پاس موجود ہوں گے مثال کے طور پر اگر أحمد اپنے دوست محمد سے کوئی قرض مانگتا ہے کہ وہ اس کو واپس کر دے گا تو اس میں کوئی مشکل نہیں نبی کے زمانے میں صحابہ آپ کو پکارتے تھے کیونکہ آپ زندہ تھے اور صحابہ کرام آپ کے پاس رہتے تھے اسکا یہ مطلب نہیں کہ نبی صرف اللہ کو پکار سکتے تھے مثلاً اگر کوئی آپ سے شفا مانگتا یا اپنے والدین کے لیے شفا کرواتا تو آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ میں اسکو شفا دیتا ہوں بلکہ فرمایا کہ میں بھی تمہارے ساتھ اس کے لیے شفا مانگتا ہوں کوئی بھی شخص صحابہ یا تابعین میں سے ایسا نہیں کہ وہ آپ کی وفات کے بعد آپ کی روح سے دعا مانگے کیونکہ یہ شرک ہے۔بڑے افسوس کی بات ہے کہ آج ہم نبی کے بھیجے جانے کے اصلی مقصد کو بھول گئے اور لوگ جاہلیت کے اعمال کو دوبارہ جگانے لگے شرک سب دینوں میں موجود رہا ہے بوزیوں سے لے کر یہاں تک کہ یہود و نصاری اور مسلمین سب اسی مشکل کا مقابلہ کرتے آئے اور دوسرے ادیان میں شرک اسلام کی نسبت زیادہ تھا کیونکہ انہوں نے اپنی کتب میں تحریفیں (تبدیلیاں) کیں لیکن اللہ نے قرآن کی حفاظت کا وعدہ کر رکھا ہے اور وہ ممالک قرآن کو چھوڑ کر احادیث اور دیگر خرافات کی پیروی کرنے لگے اور قرآن کے خلاف دعائیں کرنے لگے وہ شرک میں بہت آگے چلتے گئے اور ایران کے بہت سارے شہروں میں شرک کو دیگر اسلامی ممالک کی نسبت زیادہ دیکھا گیا کیونکہ لوگ اسلام سے بہت دور رہتے ہیں اور عقیدے اور ایمان کے بارے میں غور و فکر چھوڑ چکے ہیں کسی غرض اور شکوک کے سبب سے اور وہ آنکھیں اور کان بند کرکے لوگوں کی پیروی کرتے ہیں دوسرا مسئلہ نیند اور خوابوں کا ہے بہت سے لوگوں سے سنا ہے کہ ہم نے نیند میں اپنے رشتہ داروں کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا ہے جس طرح قرآن مجید میں آیا ہے کہ عالم الارواح ہر انسان کے لیے برابر ہے تو اس سوال کا جواب کیسے دو گے بلکہ اس کا جواب پہلے سورہ مؤمنون کی آیت نمبر ۱۰۰ میں آیا ہے اور اس آیت میں بھی توجہ کیجیے اللہ رب العالمین کا ارشاد گرامی ہے:

﴿ٱللَّهُ يَتَوَفَّى ٱلْأَنفُسَ حِينَ مَوْتِهَا وَٱلَّتِي لَمْ تَمُتْ فِي مَنَامِهَا ۖ فَيُمْسِكُ ٱلَّتِي قَضَىٰ عَلَيْهَا ٱلْمَوْتَ وَيُرْسِلُ ٱلْأُخْرَىٰٓ إِلَىٰٓ أَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَءَايَٰتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ﴿٤٢﴾ أَمِ ٱتَّخَذُوا۟ مِن دُونِ ٱللَّهِ شُفَعَآءَ ۚ قُلْ أَوَلَوْ

كَانُواْ لَا يَمْلِكُونَ شَيْـًٔا وَلَا يَعْقِلُونَ ﴿٤٣﴾ قُل لِّلَّهِ ٱلشَّفَٰعَةُ جَمِيعًاۖ لَّهُۥ مُلْكُ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِۖ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٤٤﴾﴾ [الزمر: ٤٢-٤٤].

اللہ ہی جانوں کو ان کی موت کے وقت قبض کرتا ہے اور ان جانوں کو بھی جن کی موت ان کے سونے کے وقت نہیں آئی پھر ان جانوں کو روک لیتا ہے جن پر موت کا حکم فرما چکا ہے اور باقی جانوں کو ایک میعاد معین تک بھیج دیتا ہے بے شک اس میں ان لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو غور کرتے ہیں (۴۲) کیا انہوں نے اللہ کے سوا اور حمایتی بنا رکھے ہیں کہہ دو کیا اگرچہ وہ کچھ بھی اختیار نہ رکھتے ہوں اور نہ عقل رکھتے ہوں (۴۳) کہہ دو ہر طرح کی حمایت اللہ ہی کے اختیار میں ہے آسمانوں اور زمین میں اسی کی حکومت ہے پھر اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے (۴۴)

ہم اس سوال کا جواب دیتے ہیں کہ خواب اور نیند کا صحیح ہونا قرآن کی اس آیت میں موجود ہے لیکن نیند کوئی دلیل نہیں یعنی کوئی چیز اگر خواب میں دیکھی گئی تو عقیدے اور ایمان کو تبدیل نہیں کر سکتی اس آیت میں توجہ کیجیے ﴿وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنَٰهُمْ عَلَيْكَ مِن قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَۚ وَكَلَّمَ ٱللَّهُ مُوسَىٰ تَكْلِيمًا ﴿١٦٤﴾ رُّسُلًا مُّبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى ٱللَّهِ حُجَّةُۢ بَعْدَ ٱلرُّسُلِۚ وَكَانَ ٱللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ﴿١٦٥﴾ لَّٰكِنِ ٱللَّهُ يَشْهَدُ بِمَآ أَنزَلَ إِلَيْكَۖ أَنزَلَهُۥ بِعِلْمِهِۦۖ وَٱلْمَلَٰٓئِكَةُ يَشْهَدُونَۚ وَكَفَىٰ بِٱللَّهِ شَهِيدًا ﴿١٦٦﴾﴾ [النساء: ١٦٤-١٦٦].

اور ایسے رسول بھیجے جن کا حال اس سے پہلے ہم تمہیں سنا چکیں ہیں اور ایسے رسول جن کا ہم نے تم سے بیان نہیں کیا اور اللہ نے موسیٰ سے خاص طور پر کلام فرمایا (۱۶۴) ہم نے پیغمبر بھیجے خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے تاکہ ان لوگوں کا اللہ پر پیغمبروں کے بعد الزام نہ رہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے (١٦٥) لیکن اللہ اس پر شاہد ہے جو تم پر نازل کیا کہ اسے اپنے علم سے نازل کیا اور فرشتے بھی گواہ ہیں اور اللہ گواہی دینے والا کافی ہے (١٦٦)

اللہ نے اس آیت میں یہ بیان فرمایا کہ لوگوں پر یہ آیت دلیل بن سکے کہ رسولوں کے بعد کوئی بھی چیز ایمان اور عقیدے میں کمی بیشی نہیں کر سکتی جو کہ نیند اور خواب کے ذریعے پوری کی جاسکے یہ سچ ہے کہ بعض انبیاء میں سے جیسے یوسف وہ ایک مشہور جھنڈا تھے خوابوں کی تعبیر کا اور وہ ان کا معجزہ تھا لیکن ہمارے زمانے میں قرآن آسمانی کتابوں میں سے کامل کتاب ہے جیسا کہ نبی پر نبوت کا دروازہ بند کیا گیا قیامت کے دن تک . جو مکمل طور پر انسانیت پر حجت بنی کوئی بھی یہ نہیں کر سکتا کہ خواب اس کی دلیل ہے اگر ہم خواب میں کچھ دیکھیں تو اس کا قرآن سے مقابلہ کروائیں اگر قرآن کے مطابق ہو تو قبول کریں ورنہ اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے چھوڑ دیں قرآن مجید کے ان دلائل کے بعد کچھ عقلی دلیل پیش کرتے ہیں انسان کو ولادت سے پہلے اور موت کے بعد کوئی اختیار نہیں اسکا اختیار صرف دنیا ہے کوئی بھی اپنی مرضی کے مطابق نہ پیدا ہوا اور نہ ہی اپنی مرضی سے زندگی اور موت کو اختیار کیا بلکہ اللہ زندگی اور موت دیتا ہے

﴿لِّلَّهِ مُلۡكُ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلۡأَرۡضِۚ يَخۡلُقُ مَا يَشَآءُۚ يَهَبُ لِمَن يَشَآءُ إِنَٰثٗا وَيَهَبُ لِمَن يَشَآءُ ٱلذُّكُورَ ﴿٤٩﴾ أَوۡ
يُزَوِّجُهُمۡ ذُكۡرَانٗا وَإِنَٰثٗاۖ وَيَجۡعَلُ مَن يَشَآءُ عَقِيمًاۚ إِنَّهُۥ عَلِيمٞ قَدِيرٞ ﴿٥٠﴾﴾ [الشورى: ٤٩-٥٠].

آسمانوں اور زمین میں اللہ ہی کی بادشاہی ہے جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے جسے چاہتا ہے لڑکیاں عطا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے لڑکے بخشتا ہے (۴۹) یالڑکے اور لڑکیاں ملا کر دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے بانجھ کر دیتا ہے بے شک وہ خبر دار قدرت والا ہے (۵۰)

غور کریں کہ روح جب جسم میں ہو گی اور ہماری مرضی سے ہو گی تو ہم اسکو کیسے خبر دار کریں کہ وہ ہماری نیند میں کسی اور شخص کو داخل کرے مرنے کے بعد نیند کا کوئی دخل نہیں اور کوئی بھی اپنی مرضی سے نہ تو سوئے گا اور نہ ہی جاگے گا اور نہ ہی کوئی چیز اپنی مرضی کے مطابق دیکھے گا اور نہ ہی کسی وقت مقرر پر جاگے گا خوابوں کی ایک قسم کا تعلق انسان کے روز مرہ کام کاج اور سوچ بچار سے ہوتا ہے اور دوسری قسم اللہ کے ارادے سے منسلک ہوتی ہے جیسا کہ ہم نے اس چیز کو گزشتہ فصلوں میں بھی بیان کیا ہے کہ اگر نیند میں کوئی نیک انسان دیکھو اور تم کسی ضرورت پوری کرنے کے لیے پکارو تو یہ کس درجے کا عمل ہو گا اسطرح کے بہت سارے شرک کو قرآن میں بیان کیا گیا ہے بہت سارے لوگ اپنے عقیدے کو قرآن کے مطابق اور وحدانیت کو اپنی زندگی میں نافذ کرتے ہیں اور اس کے مقابل بہت لوگ کوئی ہدایت نہیں پاتے اور خرافیہ اور شرکیہ زندگی پر راضی رہتے ہیں یہ لوگ جب کوئی توحید پرست اور ہدایت یافتہ کو دیکھتے ہیں تو بہت غصہ کرتے ہیں غرور، ظلم اور مال پرستی کے سبب سے اور وہ چاہتے ہیں کہ سب مؤمن اور غیر مؤمن ان جیسے ہو جائیں شرک اور مرضیت میں جب کوئی ان سے کہے کہ اللہ نے حکم دیا ہے کہ کوئی چیز بھی خالق اور مخلوق کے درمیان واسطہ نہیں ہر کوئی اسکو براہ راست پکار سکتا ہے وہ ہمارے لیے مثال بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کسی بھی مکتب اور ادارے کے ہیڈ کو ملنے کے لیے اس کے سیکریٹری سے رابطہ کرنا پڑتا ہے وہ جانتے ہیں کہ دنیا اللہ نے بنائی ہے کسی ادارے کے مثل نہیں اور نہ ہی اس میں رشوت کا معاملہ کیا جاتا ہے لیکن جب وہ قرآن کے ذریعے جھگڑا کرتے ہیں تو بہت گھٹیا مثالیں دیتے ہیں اس آیت میں توجہ کریں اللہ کا ارشاد گرامی ہے

﴿وَيَعۡبُدُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ مَا لَا يَمۡلِكُ لَهُمۡ رِزۡقٗا مِّنَ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلۡأَرۡضِ شَيۡـٔٗا وَلَا يَسۡتَطِيعُونَ ﴿٧٣﴾ فَلَا
تَضۡرِبُواْ لِلَّهِ ٱلۡأَمۡثَالَۚ إِنَّ ٱللَّهَ يَعۡلَمُ وَأَنتُمۡ لَا تَعۡلَمُونَ ﴿٧٤﴾ ۞ضَرَبَ ٱللَّهُ مَثَلًا عَبۡدٗا مَّمۡلُوكٗا لَّا يَقۡدِرُ عَلَىٰ
شَيۡءٖ وَمَن رَّزَقۡنَٰهُ مِنَّا رِزۡقًا حَسَنٗا فَهُوَ يُنفِقُ مِنۡهُ سِرّٗا وَجَهۡرًاۖ هَلۡ يَسۡتَوُۥنَۚ ٱلۡحَمۡدُ لِلَّهِۚ بَلۡ أَكۡثَرُهُمۡ لَا
يَعۡلَمُونَ ﴿٧٥﴾ وَضَرَبَ ٱللَّهُ مَثَلٗا رَّجُلَيۡنِ أَحَدُهُمَآ أَبۡكَمُ لَا يَقۡدِرُ عَلَىٰ شَيۡءٖ وَهُوَ كَلٌّ عَلَىٰ مَوۡلَىٰهُ أَيۡنَمَا
يُوَجِّههُّ لَا يَأۡتِ بِخَيۡرٍ هَلۡ يَسۡتَوِي هُوَ وَمَن يَأۡمُرُ بِٱلۡعَدۡلِ وَهُوَ عَلَىٰ صِرَٰطٖ مُّسۡتَقِيمٖ ﴿٧٦﴾﴾ [النحل: ٦٣-٦٤].

اور اللہ کے سوا اُن کی عبادت کرتے ہیں جو آسمانوں اور زمین سے انہیں رزق پہنچانے میں کچھ بھی اختیار نہیں رکھتے اور نہ رکھ سکتے ہیں (۷۳) **پس اللہ کے لئے مثالیں نہ گھڑو بے شک اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے (۷۴)** اللہ ایک مثال بیان فرماتا ہے ایک غلام ہے کسی دوسرے کی ملک میں جو کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتا اور ایک دوسرا آدمی ہے جسے ہم نے اچھی روزی دے رکھی ہے اور وہ ظاہر اور پوشیدہ اسے خرچ کرتا ہے کیا

دونوں برابر ہیں سب تعریف اللہ کے لیے ہے مگر اکثر ان میں سے نہیں جانتے (۷۵) اور اللہ ایک اور مثال دو آدمیوں کی بیان فرماتا ہے ایک اُن میں سے گونگا ہے کچھ بھی نہیں کر سکتا اور اپنے آقا پر ایک بوجھ ہے جہاں کہیں اسے بھیجے اس سے کوئی خوبی کی بات بن نہ آئے کیا یہ اور وہ برابر ہے جو لوگوں کو انصاف کا حکم دیتا ہے اور وہ خود بھی سیدھے راستے پر قائم ہے (۷۶)

اس آیت کے شروع میں اللہ نے دون اللہ کی عبادت سے منع فرمایا ان کی کمزوری اور عدم قدرت کو بیان فرمایا بہت لوگوں کو یہ چیز پسند نہیں آتی غیر اللہ کی طرف توجہ نہ کرنے کی وجہ سے اور وہ کوشش کرتے ہیں اپنے اعمال کو دلیل بنانے کی اور مثالیں لے کر آتے ہیں اللہ نے اس بات کا واضح طور پر حکم فرمایا کہ اس کی کوئی مثال نہ بناؤ اور نہ دین کا قیاس کرو جھوٹی مثالوں پر یہ وہی اللہ ہے جو لوگوں اور سچے دین کو جانتا ہے اس کے لیے کوئی مثال دینے کی ضرورت نہیں اور نہ ہی اللہ کے پروگرام کے لیے کسی منہاج کی ضرورت ہے بلکہ اللہ نے ہی لوگوں کے لیے منہاج بیان فرمایا ہے کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہم دون اللہ کو نہیں پکارتے بلکہ ہم اللہ کو اللہ کے ساتھ پکارتے ہیں تو اس میں کوئی مشکل نہیں ہے یہ بات سمجھ نہیں آتی کہ وہ لوگ کس بنیاد پر اور کس بنیاد پر یہ دلیل اپنے اعمال پر قائم کرتے ہیں اس کی عکاسی دسویں فصل میں گزری ہے اور اب ہم آپ پر یہ آیت پیش کرتے ہیں اس کا ارشاد گرامی ہے

﴿لِّنَفۡتِنَهُمۡ فِيهِۚ وَمَن يُعۡرِضۡ عَن ذِكۡرِ رَبِّهِۦ يَسۡلُكۡهُ عَذَابٗا صَعَدٗا ۝١٧ وَأَنَّ ٱلۡمَسَٰجِدَ لِلَّهِ فَلَا تَدۡعُواْ مَعَ ٱللَّهِ أَحَدٗا ۝١٨ وَأَنَّهُۥ لَمَّا قَامَ عَبۡدُ ٱللَّهِ يَدۡعُوهُ كَادُواْ يَكُونُونَ عَلَيۡهِ لِبَدٗا ۝١٩﴾ [الجن: ١٧-١٩].

تاکہ اس (ارزانی) میں ان کا امتحان کریں اور جس نے اپنے رب کی یاد سے منہ موڑا تو وہ اسے سخت عذاب میں ڈالے گا (۱۷) **اور بے شک مسجدیں اللہ کے لیے ہیں پس تم اللہ کے ساتھ کسی کو نہ پکارو (۱۸)** اور جب اللہ کا بندہ (نبی) اس کو پکارنے کھڑا ہوتا ہے تو لوگ اس پر جھمگٹا کرنے لگتے ہیں (۱۹)

منتخب آیۃ: ﴿لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ يُحۡيِۦ وَيُمِيتُۖ رَبُّكُمۡ وَرَبُّ ءَابَآئِكُمُ ٱلۡأَوَّلِينَ ۝٨﴾ [الدخان: ٨].

اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے تمہارا بھی رب ہے اور تمہارے پہلے باپ دادا کا بھی (۸)

پندرھویں فصل

یہ آیت ہم پڑھتے ہیں تاکہ گزشتہ دروس پر تاکید ہو جائے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

﴿وَيُسَبِّحُ ٱلرَّعۡدُ بِحَمۡدِهِۦ وَٱلۡمَلَٰٓئِكَةُ مِنۡ خِيفَتِهِۦ وَيُرۡسِلُ ٱلصَّوَٰعِقَ فَيُصِيبُ بِهَا مَن يَشَآءُ وَهُمۡ يُجَٰدِلُونَ فِي ٱللَّهِ وَهُوَ شَدِيدُ ٱلۡمِحَالِ ۝١٣ لَهُۥ دَعۡوَةُ ٱلۡحَقِّۚ وَٱلَّذِينَ يَدۡعُونَ مِن دُونِهِۦ لَا يَسۡتَجِيبُونَ لَهُم بِشَيۡءٍ إِلَّا كَبَٰسِطِ كَفَّيۡهِ إِلَى ٱلۡمَآءِ لِيَبۡلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَٰلِغِهِۦۚ وَمَا دُعَآءُ ٱلۡكَٰفِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَٰلٖ ۝١٤ وَلِلَّهِ يَسۡجُدُ مَن فِي ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلۡأَرۡضِ طَوۡعٗا وَكَرۡهٗا وَظِلَٰلُهُم بِٱلۡغُدُوِّ وَٱلۡأٓصَالِ۩ ۝١٥﴾ [الرعد: ١٣-١٥].

اور رعد اُسکی پاکی کے ساتھ اُسکی تعریف کرتا ہے اور سب فرشتے اُس کے ڈر سے اور بجلیاں بھیجتا ہے پھر انہیں جس پر چاہتا ہے گرا دیتا ہے اور یہ تو اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہیں حالانکہ وہ بڑی قوت والا ہے (۱۳) **اُسی کو پکارنا بجا ہے اور اُس کے سوا جن لوگوں کو پکارتے ہیں وہ ان کے کچھ بھی کام نہیں آتے مگر جیسا کوئی پانی کی طرف اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے کہ اس کے منہ میں آجائے حالانکہ وہ اُس کے منہ تک نہیں پہنچتا اور کافروں کی جتنی پکار ہے سب گمراہی ہے (۱۴)** اور چارو ناچار اللہ ہی کو آسمان والے اور زمین والے سجدہ کرتے ہیں اور اُن کے سائے بھی صبح اور شام (۱۵)

ہم نے دیکھا گزشتہ اسباق میں دعا عبادت اور شفاعت صرف اللہ کے لیے خاص ہے اگر انسان یہ چیز دون اللہ کے لیے کرے تو یہ شرک ہے شرک بہت بڑا گناہ ہے جس کی کوئی مغفرت نہیں اور اس بحث میں ہم دیگر چیزیں بھی بیان کریں گے اور اگر ہم وہ غیر اللہ کے لیے کریں گے تو وہ شرک ہوگا لیکن بڑے افسوس کی بات ہے کہ ہمارے معاشرے میں یہ چیزیں مروج ہیں اور ہم اس تفصیل پر اتفاق کرتے ہیں یہ ایسی چیز ہے کہ اس بحث میں اسکو ثابت کرنا خود بخود ظاہر ہو جائے گا پہلا مسئلہ جانوروں کی قربانی کا اللہ کے لیے کرنا عبادت ہے اور غیر اللہ کے لیے قربانی کرنا شرک ہے اللہ نے فرمایا صرف اس کی ذات کے لیے قربانی کرو اسکا ارشاد گرامی ہے:

﴿إِنَّآ أَعۡطَيۡنَٰكَ ٱلۡكَوۡثَرَ ۝١ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَٱنۡحَرۡ ۝٢ إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ ٱلۡأَبۡتَرُ ۝٣﴾ [الكوثر: ١-٣].

بے شک ہم نے آپ کو کوثر دی (۱) پس اپنے رب کے لیے نماز پڑھیئے اور قربانی کیجیئے (۲) بے شک آپ کا دشمن ہی بے نام ونشان ہے (۳)

اور اس نے حکم دیا کہ صرف کعبہ کا ہی طواف ہو کیونکہ دیگر مقامات کا طواف جیسے معابد قبور اور ان کی زیارات شرک ہیں اس کا ارشاد گرامی ہے:

﴿ثُمَّ لۡيَقۡضُواْ تَفَثَهُمۡ وَلۡيُوفُواْ نُذُورَهُمۡ وَلۡيَطَّوَّفُواْ بِٱلۡبَيۡتِ ٱلۡعَتِيقِ ۝٢٩﴾ [الحج: ٢٩].

پھر چاہیئے کہ اپنا میل کچیل دور کریں اور اپنی نذریں پوری کریں اور خانۂ قدیم (یعنی کعبہ) کا طواف کریں (۲۹)

یہ جانتے ہوئے کہ اللہ سبحانہ وتعالی کا حکم جس پر ہم ایمان رکھتے ہیں قرآن کے ذریعے... یا وہ جو صرف بعض آیاتوں کو چن لیتے ہیں اور قرآن کی تحریف پر ایمان رکھتے ہیں تو وہ کافر ہیں اس کا ارشاد گرامی ہے

﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ يَكۡفُرُونَ بِٱللَّهِ وَرُسُلِهِۦ وَيُرِيدُونَ أَن يُفَرِّقُواْ بَيۡنَ ٱللَّهِ وَرُسُلِهِۦ وَيَقُولُونَ نُؤۡمِنُ بِبَعۡضٖ وَنَكۡفُرُ بِبَعۡضٖ وَيُرِيدُونَ أَن يَتَّخِذُواْ بَيۡنَ ذَٰلِكَ سَبِيلًا ١٥٠ أُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلۡكَٰفِرُونَ حَقّٗاۚ وَأَعۡتَدۡنَا لِلۡكَٰفِرِينَ عَذَابٗا مُّهِينٗا ١٥١ وَٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ بِٱللَّهِ وَرُسُلِهِۦ وَلَمۡ يُفَرِّقُواْ بَيۡنَ أَحَدٖ مِّنۡهُمۡ أُوْلَٰٓئِكَ سَوۡفَ يُؤۡتِيهِمۡ أُجُورَهُمۡۚ وَكَانَ ٱللَّهُ غَفُورٗا رَّحِيمٗا ١٥٢﴾ [النساء: ١٥٠-١٥٢].

بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں کے ساتھ کفر کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان فرق رکھیں اور کہتے ہیں کہ ہم بعضوں پر ایمان لائے ہیں اور بعضوں کے منکر ہیں اور چاہتے ہیں کہ کفر اور ایمان کے درمیان ایک راہ نکالیں (۱۵۰) ایسے لوگ یقیناً کافر ہیں اور ہم نے کافروں کے واسطے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے (۱۵۱) اور جو لوگ اللہ پر ایمان لائے اور رسولوں پر اُن میں سے کسی کو جدا نہ کیا ان لوگوں کو اللہ جلد ان کے ثواب دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے (۱۵۲)

دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ وہ کھانا جو غیر اللہ کے نام سے پکایا جائے یا حاجت پوری کرنے کی نیت سے۔ اور ایمان اللہ پر رکھیں تو یہ بڑی قدر والی بات ہے اور مؤمنین سے یہی امید ہے کہ وہ اپنے نفوس کو عظیم رکھیں اور پاکیزہ کھائیں اور مؤمن وہ ہیں جو وہ کھانا نہیں کھاتے جو غیر اللہ کے نام پر پکایا گیا ہو جس طرح اللہ کا ارشاد گرامی ہے

﴿فَكُلُواْ مِمَّا ذُكِرَ ٱسۡمُ ٱللَّهِ عَلَيۡهِ إِن كُنتُم بِـَٔايَٰتِهِۦ مُؤۡمِنِينَ ١١٨ وَمَا لَكُمۡ أَلَّا تَأۡكُلُواْ مِمَّا ذُكِرَ ٱسۡمُ ٱللَّهِ عَلَيۡهِ وَقَدۡ فَصَّلَ لَكُم مَّا حَرَّمَ عَلَيۡكُمۡ إِلَّا مَا ٱضۡطُرِرۡتُمۡ إِلَيۡهِۗ وَإِنَّ كَثِيرٗا لَّيُضِلُّونَ بِأَهۡوَآئِهِم بِغَيۡرِ عِلۡمٍۚ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعۡلَمُ بِٱلۡمُعۡتَدِينَ ١١٩ وَذَرُواْ ظَٰهِرَ ٱلۡإِثۡمِ وَبَاطِنَهُۥٓۚ إِنَّ ٱلَّذِينَ يَكۡسِبُونَ ٱلۡإِثۡمَ سَيُجۡزَوۡنَ بِمَا كَانُواْ يَقۡتَرِفُونَ ١٢٠ وَلَا تَأۡكُلُواْ مِمَّا لَمۡ يُذۡكَرِ ٱسۡمُ ٱللَّهِ عَلَيۡهِ وَإِنَّهُۥ لَفِسۡقٞۗ وَإِنَّ ٱلشَّيَٰطِينَ لَيُوحُونَ إِلَىٰٓ أَوۡلِيَآئِهِمۡ لِيُجَٰدِلُوكُمۡۖ وَإِنۡ أَطَعۡتُمُوهُمۡ إِنَّكُمۡ لَمُشۡرِكُونَ ١٢١﴾ [الأنعام: ١١٨-١٢١].

سو تم اس جانوروں میں سے کھاؤ جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہے اگر تم اس کے حکموں پر ایمان لانے والے ہو (۱۱۸) کیا وجہ ہے کہ تم وہ چیز نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو حالانکہ وہ واضح کر چکا ہے جو کچھ اس نے تم پر حرام کیا ہے ہاں مگر وہ چیز جس کی طرف تم مجبور ہو جاؤ اور بہت سے لوگ بے علمی کے باعث اپنے خیالات کے باعث اپنے خیالات کی بناء پر لوگوں کو بہکاتے ہیں تیرا رب حد سے بڑھنے والوں کو خوب جانتا ہے (۱۱۹) تم ظاہری اور باطنی سب گناہ چھوڑ دو بے شک جو لوگ گناہ کرتے ہیں عنقریب اپنے کیے کی سزا پائیں گے (۱۲۰) اور جس چیز پر اللہ کا نام نہیں لیا گیا اس میں سے نہ کھاؤ اور بے شک یہ کھانا گناہ ہے اور بے شک شیطان اپنے دوستوں کے دلوں میں ڈالتے ہیں تاکہ وہ تم سے جھگڑیں اور اگر تم نے ان کا کہا مانا تو تم بھی مشرک ہو جاؤ گے (۱۲۱)

اس آیت میں اللہ نے مؤمنین کو اس بات کا خوف دلایا کہ اگر وہ یہ کھانا جو غیر اللہ کے نام سے پکایا جائے کھائیں تو وہ شرک ہے سنت میں خاص ایام میں منت ماننا غیر اللہ کے نام سے (ائمہ، صالحین) اور خاص منت ماننا جیسے طعام اور مال اور جانوروں کا ذبح کرنا ہم پر واجب ہے کہ ہم ایسے کھانوں سے پرہیز کریں یہ صحیح بات ہے کہ ہمارے زمانے میں بہت دستر خوان بچھائے جاتے ہیں جن پر مختلف رنگوں کے کھانے سجائے جاتے ہیں لیکن حلال کی ایک روٹی ان سب رنگ دار کھانوں سے بہتر ہے اور یہ بات بھی ہے کہ ہم کسی کی نیت کو نہیں جانتے ممکن ان میں سے ایک ایسا ہو جو اللہ کی ذات کے لیے خرچ کرتا ہو اس لیے نہیں کہ یہ منتیں ان خاص دنوں میں ماننا ان کھانوں کے مزے کو ختم کر دیں گے کیونکہ اگر کوئی انسان کوئی کھانا بانٹنا چاہے تو سال میں اور بھی بہت دن ہوتے ہیں ان خاص دنوں کے علاوہ۔ گزشتہ فصلوں میں ہم نے لوگوں کے بہت دلائل بیان کیے ہیں وہ جو اللہ کے احکام کو قبول نہیں کرتے جس طرح شرک کی کثرت ایمان اور عقیدے میں جڑ مضبوط کر جاتی ہے تو اسکا پاک کرنا مشکل ہو جاتا ہے کامیاب وہ ہیں جو اپنے نفس کو اللہ کے سپرد کرتے ہیں اور اس سے ہدایت مانگتے ہیں اور جو اللہ کے احکام کی مخالفت کرتے ہیں اور اس سے

نہیں ڈرتے اور وہ اس بات پر غور نہیں کرتے کہ یہ احکام ان کے سپرد کیے گئے ہیں اور واپس کر لیے جائیں گے اور وہ گزشتہ صدیوں کے بارے میں غور نہیں کرتے تو اسکا کیا جواب ہوگا ہم اس کا جواب دیتے ہیں اللہ کا ارشاد گرامی ہے

﴿وَٱلَّذِينَ يُحَآجُّونَ فِي ٱللَّهِ مِنۢ بَعۡدِ مَا ٱسۡتُجِيبَ لَهُۥ حُجَّتُهُمۡ دَاحِضَةٌ عِندَ رَبِّهِمۡ وَعَلَيۡهِمۡ غَضَبٌ وَلَهُمۡ عَذَابٌ شَدِيدٌ ١٦﴾ [الشورى: ١٦].

اور جو لوگ اللہ (کے دین) کے بارے میں جھگڑتے ہیں بعد اس کے کہ وہ مان لیا گیا ان لوگوں کی حجّت ان کے رب کے ہاں باطل ہے اور ان پر غضب ہے اور ان کے لیے سخت عذاب ہے (١٦)

اللہ تعالی نے قرآن مجید میں کہا ہے کہ زندگی کے تمام واقفیت اور سمت ان کی طرف ہونا چاہیئے:

﴿قُلۡ إِنَّنِي هَدَىٰنِي رَبِّيٓ إِلَىٰ صِرَٰطٖ مُّسۡتَقِيمٖ دِينٗا قِيَمٗا مِّلَّةَ إِبۡرَٰهِيمَ حَنِيفٗاۚ وَمَا كَانَ مِنَ ٱلۡمُشۡرِكِينَ ١٦١ قُلۡ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحۡيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ ٱلۡعَٰلَمِينَ ١٦٢ لَا شَرِيكَ لَهُۥۖ وَبِذَٰلِكَ أُمِرۡتُ وَأَنَا۠ أَوَّلُ ٱلۡمُسۡلِمِينَ ١٦٣﴾ [الأنعام: ١٦١-١٦٣].

کہہ دو میرے رب نے مجھے ایک سیدھا راستہ بتلا دیا ہے ایک صحیح دین ابراہیم کی ملت جو ایک ہی طرف کا تھا اور مشرکوں میں سے نہیں تھا (١٦١) کہہ دو بے شک میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لیے ہے جو سارے جہان کا پالنے والا ہے (١٦٢) اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اسی کا حکم دیا گیا تھا اور میں سب سے پہلے فرمانبردار ہوں (١٦٣)

اسلام میں صرف اللہ کی عبادت کی جاتی ہے عبادت کے لیے اس کے اور بندے کے درمیان کوئی واسطہ نہیں اس منظر میں غور کیجیے رسول جو بھی عمل کرتے اللہ کی رضا کی خاطر کرتے تھے اور آج ہم پر واجب ہے کہ رسول کی روح کو وسیلہ بنانے کی بجائے اس کی ذات کو اپنے لیے اسوہ حسنہ بنا کر اس کے راستے پر چلیں.

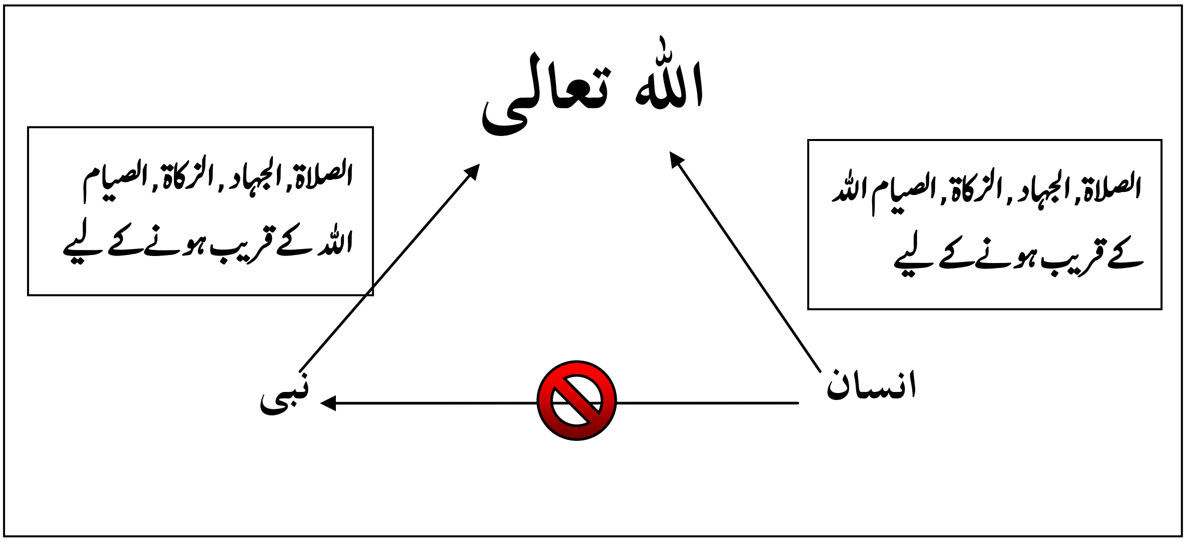

انسان کی غلطی: نبی کو واسطہ بنانا اللہ کی قربت کے لیے نیک اعمال کی بجائے

منتخب آیۃ: ﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا ٱلْإِنسَٰنَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهِۦ نَفْسُهُۥ ۖ وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ ٱلْوَرِيدِ ﴿١٦﴾﴾ [ق: ١٦].

اور بے شک ہم نے انسان کو پیدا کیا اور ہم جانتے ہیں جو وسوسہ اس کے دل میں گزرتا ہے اور ہم اس سے اس کی رگ گلو سے بھی زیادہ قریب ہیں (١٦)

سولھویں فصل

اس فصل میں ہم ان خرافات کو بیان کریں گے جو کہ ہمارے معاشرے میں پھیلی ہوئی ہیں گزشتہ فصلوں میں ہم نے بیان کیا کہ اللہ نے ہمیشہ کی خوش بختی کو ایمان اور نیک اعمال میں ڈال رکھا ہے قرآن میں ایمان کے ارکان یہ ہیں اللہ پر ایمان، عقیدے اور ایمان میں شرک نہ کرنا اور فرشتوں پر ایمان بغیر کسی کی بیشی کے اور آسمانی کتابوں اور قرآن پر جو آخری آسمانی کتاب ہے جو ہمارے نبی پر نازل کی گئی جنہیں دیگر انبیاء کی طرف خاتم الانبیاء بنا کر بھیجا گیا اور قیامت کے دن اور جنت اور جہنم پر ایمان. جس طرح کہ ذکر کیا گیا کہ نیک کام کی بنیاد کا اصلی معیار اللہ کی رضا ہے اور نیک کام کی کیفیت کا علم جس طرح اللہ نے حکم دیا ہم پر لازم ہے کہ ہم نبی کے اسوہ حسنہ کو اپنائیں رسول کو بھیجا گیا کہ وہ بندوں کو بشر کی عبادت سے نکال کر رب کی عبادت پر لگائیں اس کا ارشاد گرامی ہے:

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

﴿وَمَن يُشَاقِقِ ٱلرَّسُولَ مِنۢ بَعۡدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ ٱلۡهُدَىٰ وَيَتَّبِعۡ غَيۡرَ سَبِيلِ ٱلۡمُؤۡمِنِينَ نُوَلِّهِۦ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصۡلِهِۦ جَهَنَّمَۖ وَسَآءَتۡ مَصِيرًا ١١٥﴾ [النساء: ١١٥].

<u>اور جو کوئی رسول کی مخالفت کرے بعد اس کے کہ اس پر سیدھی راہ کھل چکی ہو اور سب مسلمانوں کے راستہ کے خلاف چلے تو ہم اسے</u> اسی طرف چلائیں گے جدھر وہ خود پھر گیا ہے اور اسے دوزخ میں ڈالیں اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے (۱۱۵)

اس مذکورہ آیت میں مسلمانوں کو بہت ساری وصیت کی گئی ہیں نمبرا: وہ جو اللہ کی عبادت کرتے ہیں نبی کی سنت کو چھوڑ کر ان کے اعمال قبول نہیں کیے جائیں گے مثال کے طور پر اگر وہ مغرب کی تین رکعتوں کی بجائے دو رکعتیں پڑھے تو اس کی نماز قبول نہیں ہو گی مسلمان پر لازم ہے کہ اپنے اعمال کو نبی کے اعمال کے مطابق بنائے تو یہ اللہ کے قریب کریں گے ورنہ مردود ہوں گے. نمبر۲: آج نبی مسلمانوں کے درمیان موجود نہیں ہیں لہٰذا مسلمان پر واجب ہے کہ وہ اپنے اعمال کے مطابق چلے اس کے اعمال کے صحیح اور خراب ہونے کو اچھی طرح سے دیکھا جائے گا ہر چیز سے پہلے. مسلمان پر لازم ہے کہ اپنے اعمال کو قرآن کے مطابق کرے پھر رسول کے طریقے پر چلے. مؤمنین کی صفات کا ذکر گزشتہ فصلوں میں گزر چکا ہے ان کے اعمال میں شرک نہ ہو اگر کسی کے ایمان میں شرک ہو گا وہ اپنے رسول کے راستے پر نہ ہو گا اور جو اپنے رسول کے راستے پر چلے اس پر توحید کی اتباع ضروری ہے ان کے مفاہیم گزشتہ فصلوں میں گزر چکے ہیں ہمارے معاشرے میں خرافات کا پایا جانا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ رسول کے راستے پر نہیں ہیں اور ہر چیز سے پہلے کسی شخص کے قول کو قبول کرنے کے لیے اس کے عقیدے کی کیفیت جاننا ضروری ہے پہلی خرافت جو ہمارے ملک میں پھیلی ہوئی ہے وہ تعزیہ ہے بہت سارے لوگ سال کے

خاص دنوں میں خاص لباس پہنتے ہیں جیسے محرم میں کالا لباس پہنتے اور سڑکوں پر جا کر اپنے بدن پر ہاتھوں یا زنجیروں سے مارتے ہیں اور اسی طرح اپنے کپڑوں کو چیرتے پھاڑتے ہیں اور آوازیں بلند کرتے ہیں جو زمانہ جاہلیت کی سنت تھی اور مشرکین کے اعمال تھے اسلام کے آنے پر ختم ہو گئے لیکن بڑے افسوس کے ساتھ کچھ عرصہ کے بعد یہ مار پیٹ نصاری میں بھی شروع ہو گئی یہ اعتقاد کرتے ہوئے کہ چہرے پر ہاتھوں یا زنجیروں سے مارنا عیسی کی تکلیفوں کی یاد دھانی اور ہمارے گناہوں کی مغفرت ہے ہمارے ملک میں بہت ساری گھڑی ہوئی احادیث پائی جاتی ہیں مثلاً لوگ کہتے ہیں (کہ جو عاشورہ کے دن روئے چاہے ایک آنسو اس کے گناہ معاف ہو گئے) کیا آپ لوگوں نے یہ جانا کہ یہ احادیث کہاں سے آئیں کیا یہ کوئی ایسا طریقہ ہے گناہوں کی مغفرت کا کہ انسان سارا سال گناہ کرے عاشورہ کے دن ایک آنسو بہا کر گناہوں کی مغفرت کروائے یہ جھوٹا گمان ہے بلکہ قرآن میں آیا ہے کہ گناہوں کی معافی موت سے پہلے اور سچی توبہ کرنے سے ہے قرآن میں ایک بھی آیت نہیں جو تعزیہ کی اہمیت کے بارے میں ہو ان سب مصائب کی وجہ ہماری اندھی تقلید ہے جو ہمیں دین کے نام سے دھوکہ دیتی ہے اور ہم اپنے اعمال کے بارے میں نہیں سوچتے کہ وہ غلط ہیں یا درست اس آیت کے ترجمے میں غور کریں

﴿وَعَادًا وَثَمُودَاْ وَأَصۡحَٰبَ ٱلرَّسِّ وَقُرُونَۢا بَيۡنَ ذَٰلِكَ كَثِيرًا ۝٣٨﴾ [العنكبوت: ٣٨].

اور ہم نے عاد اور ثمود کو ہلاک کیا اور تمہیں ان کے کچھ مکانات بھی دکھائی دیتے ہیں <u>اور شیطان نے ان کے اعمال انہیں آراستہ کر دکھائے اور انہیں راہ سے روک دیا حالانکہ وہ سمجھدار تھے</u> (۳۸)

کوئی ہدایت ایسی قوموں کے لیے نہیں جن کے اعمال فاسد کی زینت نے ان کو دھوکہ دیا ہو ان کے تعصب کے سبب . ان کے پاس نہ عقل ہے نہ علم . اور وہ گمان کرتے ہیں کہ وہ اچھے اعمال کرتے ہیں کیا آپ نے کبھی یہ غور کیا کہ نبی وہ ہیں جو سب کے لیے اسوہ حسنہ ہیں تعزیت کے معاملے میں بھی سیدنا حمزہ جب شہید ہوئے تو کیا نبی نے تعزیہ کیا کیا انہوں نے اپنے سر اور چہرے پر کوئی چیز ماری . یہ بات نہ تو نبی سے اور نہ صحابہ سے ثابت ہے کہ جنازہ میں حاضر ہوں اور اپنے سر اور سینے کو پیٹیں اور اپنے مردوں پر آواز بلند کریں کیا یہ اعمال جو آجکل ہم کرتے ہیں ان پر نبی کا عمل ہے یا انہوں نے اسکا حکم دیا بہت افسوس کے ساتھ کہ ان گزشتہ سالوں میں تعزیت کے مراسم بہت آگے چلے گئے شرک خرافات اور بدعت سے بھی آگے اور امام حسین کے بارے میں بدعت تک چلے گئے یہ کہتے ہوئے کہ انہوں نے اپنی بہن زینب سے یہ کہا ((یا أختی اقسمکی باللہ وأنت وفھی بحلفی)) اگر مارا جاؤں تو اپنے کپڑے نہ جلانا اور نہ ہی اپنے منہ کو مارنا میری شہادت پر اور نہ کہنا جیسا کہ اللہ نے ان لوگوں کے وصف میں کہا

<u>﴿ٱلَّذِينَ إِذَآ أَصَٰبَتۡهُم مُّصِيبَةٞ قَالُوٓاْ إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّآ إِلَيۡهِ رَٰجِعُونَ ۝١٥٦ أُوْلَٰٓئِكَ عَلَيۡهِمۡ صَلَوَٰتٞ مِّن رَّبِّهِمۡ وَرَحۡمَةٞۖ وَأُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلۡمُهۡتَدُونَ ۝١٥٧﴾</u> [البقرة: ١٥٤-١٥٦].

وہ لوگ کہ جب انہیں کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو کہتے ہیں ہم تو اللہ کے ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں (۱۵۶) یہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی طرف سے مہربانیاں ہیں اور رحمت اور یہی ہدایت پانے والے ہیں (۱۵۷)

واضح بات ہے کہ نبی نے/اپنے آباؤ اجداد پر جو تعزیہ کیا تو وہ اعمال صالحہ سے نہیں بلکہ وہ مشرکین کے اعمال سے ہے اور جب اسلام آیا تو اس نے ہمیں ان تعزیات سے منع فرمایا کہ ہم اپنے مال ودولت کو ان گمراہوں پر لوٹاتے پھیریں اور جہنم میں جانے کے لیے تقلید کے اسباب تیار کریں یہ وہی ہیں جو تعزیہ کی حقیقت پر ایمان رکھتے ہیں اور اپنے آپ کو اور دوسروں کو دھوکہ دیتے ہیں آخرت کی خوش بختی اور عبادت کا لباس پہنتے ہوئے صرف دنیا میں وہ اللہ کی عبادت میں ہے نہ مار پیٹ نہ رونے دھونے اور نہ ہی مردوں کے کپڑے جلانے میں آخرت کی سعادت ہے کاش کہ ہم نیکے اعمال میں اتباع کریں اگر ہم مؤمنین کے راستے پر چلیں تو ہم اعمال کو قرآن کے مطابق چلانا نہ بھولیں اور جو خرافات معاشرے میں پھیلی ہیں ان سے بچیں جو زمانہ جاہلیت کے اعمال میں تھیں بلکہ ان سے منع کرنا چاہیے لیکن افسوس کے ساتھ کہ بہت سارے ممالک میں صوفیاء نے بھی خرافات پھیلادی ہیں جیسے شادی سفر اور عمل کے حوالے سے اور سوش بچار کو انہوں نے مدد سے ملا رکھا ہے یہ وہ مشکل ہے جو زمانہ جاہلیت میں مشرکین اپنے اعمال کا استخارہ کرتے تھے اس معاملے کو ہمارے زمانے میں پرکھا جاسکتا ہے وہ لوگ کچھ تیروں پر لکھتے تھے یہ ہمارے رب کا حکم اور کچھ پر لکھتے اس سے ہمارے رب نے منع فرمایا اور کچھ بغیر لکھے چھوڑ دیتے پھر ان سب تیروں کو ایک جگہ جمع کرلیتے عمل کا استخارہ کرنے کے لیے ان میں سے ایک تیر اٹھالیتے اور اس پر لکھے ہوئے پر عمل کرتے لیکن اگر اس پر کچھ نہ لکھا ہوتا تو عمل دوبارہ دہراتے تھے آج یہ چیز ہمارے معاشرے میں دیکھی جاسکتی ہے استخارہ کے لیے بلکہ اس سے بھی اہم قرآن کو اچانک کھولنا اگر صفحہ کے شروع میں اچھا کلمہ ہو تو اس پر کام کرنا اگر غلط معنی ہو کام نہ کرنا یہ جانتے ہوئے کہ ہر مصحف کے شروع میں دو معنی ہوں گے صحیح یا غلط یا وہ استخارہ کرتے ہیں قرآن یا تسبیح کے ذریعے یا دیگر اوراق کے ذریعے کیا یہ وہی انسان ہے جسے رب نے خلیفہ بناکر بھیجا اور عقل کے ذریعے غور وفکر کا حکم دیا کیا قرآن میں استخارے کا حکم ایسا ہے وہ سوچ بچار سے بہتر ہے ہر گز نہیں؟ دنیا اور آخرت کی خوش بختی کا معیار سب دینوں نے عقل کو قرار دیا اللہ کا ارشاد گرامی ہے

﴿إِنَّ شَرَّ ٱلدَّوَآبِّ عِندَ ٱللَّهِ ٱلصُّمُّ ٱلۡبُكۡمُ ٱلَّذِينَ لَا يَعۡقِلُونَ ٢٢﴾ [الأنفال: ٢٢].

بے شک سب جانوں میں سے بدتر اللہ کے نزدیک وہی بہرے گونگے ہیں جو نہیں سمجھتے (۲۲)

اور یہ سو سے زیادہ آیتوں میں آیا ہے کہ اللہ عقل کے ذریعے لوگوں کو غور وفکر کی طرف بلاتا ہے اور تقلید کو غور وفکر پر ترجیح دینے والے گمراہ ہوتے ہیں اللہ نے ارشاد فرمایا کہ الزم شیطان کے عمل ہے اس کا ارشاد گرامی ہے

﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِنَّمَا ٱلۡخَمۡرُ وَٱلۡمَيۡسِرُ وَٱلۡأَنصَابُ وَٱلۡأَزۡلَـٰمُ رِجۡسٞ مِّنۡ عَمَلِ ٱلشَّيۡطَـٰنِ فَٱجۡتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُونَ ٩٠﴾ [المائدة: ٩٠].

اے ایمان والو شراب اور جوا اور بت اور فال کے تیر سب شیطان کے گندے کام ہیں سو ان سے بچتے رہو تاکہ تم نجات پاؤ (۹۰)

اور اخیراً اللہ نے لوگوں کو مشورے کا حکم دیا جو کمزور سمجھا جاتا ہے عمل اور بے عملی کے ذریعے اس کا ارشاد گرامی ہے:

﴿وَٱلَّذِينَ ٱسۡتَجَابُواْ لِرَبِّهِمۡ وَأَقَامُواْ ٱلصَّلَوٰةَ وَأَمۡرُهُمۡ شُورَىٰ بَيۡنَهُمۡ وَمِمَّا رَزَقۡنَـٰهُمۡ يُنفِقُونَ ٣٨﴾ [الشورى: ٣٨].

اور وہ جو اپنے رب کا حکم مانتے ہیں اور نماز ادا کرتے ہیں اور ان کا کام باہمی مشورے سے ہوتا ہے اور ہمارے دیے ہوئے میں سے کچھ دیا بھی کرتے ہیں (۳۸)

پختگی ہمیشہ ہم پر توکل کو لازم کرتی ہے عقل کے ذریعے سوچ بچار سے فائدہ اٹھانے کو اور دانشوروں سے مشورہ اور بل آخر اللہ پر توکل کرنے کو.

منتخب آیۃ: ﴿وَقُل رَّبِّ ٱغۡفِرۡ وَٱرۡحَمۡ وَأَنتَ خَيۡرُ ٱلرَّـٰحِمِينَ ١١٨﴾ [المؤمنون: ١١٨].

اور کہو اے میرے رب معاف کر اور رحم کر اور تو سب سے بہتر رحم کرنے والا ہے (۱۱۸)

سترھویں فصل

گزشتہ فصلیں ہم نے خرافات کے بارے میں شروع کی تھیں اور یہ فصل مختلف دینوں کے بارے میں شروع کرتے ہیں جیسے نصاری، بوزہ جن کے لوگوں میں بہت خرافات اور برائیاں دوسرے لوگوں سے زیادہ تھیں یہ چیز چلتی رہی یہاں تک کہ اسلام آ پہنچا اور اللہ نے ان خرافات سے مؤمنوں کو پاک کیا آجکل ہم جاہلیت کی خطرناک خرافات کو دیکھ سکتے ہیں انسان کا غیر اللہ کی تاثیر پر اپنی زندگی میں اعتبار رکھتا ہے اور بہت ملکوں میں یہ خرافات پائی جاتی ہیں مثلاً ستاروں پر اعتقاد رکھنا اور یہ ستارے اللہ کی مخلوق ہیں اور اللہ ہی خیر اور شر کو دور کرنے والا ہے اور یہ وہ تصور ہے جسکو انسان ان ستاروں کی گردش کے سبب سے اپنی زندگی کے مستقبل کے بارے میں تمیز کرتا ہے یہ غلط مفہوم ہے کیونکہ یہ ان ستاروں کے ذریعے سمجھا جاتا ہے جو اس دنیا کی تغیر پر قادر ہیں اور غیب پر عمل کرتے ہیں بڑے افسوس کے ساتھ کچھ میگزین کے صفحات میں یہ چیزیں پائی جاتی ہیں اور انسانوں کے مستقبل کے بارے میں ان سورج، چاند اور ستاروں کے ذریعے تعین کیا جاتا ہے یہ سب گھڑے ہوئے جھوٹ ہیں یہ سب اللہ کی مخلوق ہیں اور یہ انسان کی زندگی پر کوئی تاثیر نہیں رکھتے اور کچھ ممالک اور ادیان میں یہ اعتقاد پایا جاتا ہے کہ جیسا اجسام طبیعہ اور صلیب اور گھوڑوں کے پاؤں داؤدی ستارے کی مثل ہیں ان کی انسان پر تاثیر ہے خیر وبرکت کے لیے . یہ چیزیں کچھ ملکوں میں ہیں لوگ اپنی گردنوں اور ہاتھوں میں مختلف شکلوں میں ڈالتے ہیں قرآن نے اس معاملے کو یوں بیان فرمایا. اللہ کا ارشاد گرامی ہے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

﴿مَّن يُصۡرَفۡ عَنۡهُ يَوۡمَئِذٖ فَقَدۡ رَحِمَهُۥۚ وَذَٰلِكَ ٱلۡفَوۡزُ ٱلۡمُبِينُ ١٦ وَإِن يَمۡسَسۡكَ ٱللَّهُ بِضُرّٖ فَلَا كَاشِفَ لَهُۥٓ إِلَّا هُوَۖ وَإِن يَمۡسَسۡكَ بِخَيۡرٖ فَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيۡءٖ قَدِيرٞ ١٧ وَهُوَ ٱلۡقَاهِرُ فَوۡقَ عِبَادِهِۦۚ وَهُوَ ٱلۡحَكِيمُ ٱلۡخَبِيرُ ١٨﴾ [الأنعام: ١٦-١٨].

جس سے اس دن عذاب ٹل گیا تو اس پر اللہ نے رحم کر دیا اور یہی بڑی کامیابی ہے (١٦) اور اگر اللہ تجھے کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا اور کوئی دور کرنے والا نہیں اور اگر تجھے کوئی بھلائی پہنچائے تو وہ ہر چیز پر قادر ہے (١٧) اور اپنے بندوں پر اسی کا زور ہے اور وہی حکمت والا خبردار ہے (١٨)

ہمارے ملک میں اس خرافت کی دوسری شکل جیسے قہوہ کے ذریعے استخارہ اور چنوں کے ذریعے استخارہ ... اور مزارات کے تبرکات وغیرہ (انبیاء، اولیاء، صالحین) اور کپڑے کے ٹکڑوں کا تبرک اور مزار کے درختوں کے پتے اور قرآن کے ذریعے تبرک اور دعاؤں اور مردوں کی قبروں کے درختوں پر دھاگوں کی گرہ لگانا اور اسطرح کے بہت دیگر حالات میں اور ان کا باطل ہونا قرآن میں آیا ہے اور ان کو شرک میں محسوب کیا جاتا ہے استخارے سے مراد

مستقبل میں غیب کی خبر دینا لیتے ہیں جادو ٹونے اور غیر اللہ پر اعتقاد رکھنا کہ وہ ان کی زندگی میں تاثیر رکھتے ہیں قرآن میں آیا ہے کہ اللہ ہی صرف غیب کو جانتا ہے اور جادو ٹونے سب باطل ہیں ارشاد فرمایا.

﴿وَعِندَهُۥ مَفَاتِحُ ٱلْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ إِلَّا هُوَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِى ٱلْبَرِّ وَٱلْبَحْرِ ۚ وَمَا تَسْقُطُ مِن وَرَقَةٍ إِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِى ظُلُمَٰتِ ٱلْأَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَلَا يَابِسٍ إِلَّا فِى كِتَٰبٍ مُّبِينٍ ﴿٥٩﴾ وَهُوَ ٱلَّذِى يَتَوَفَّىٰكُم بِٱلَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُم بِٱلنَّهَارِ ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيهِ لِيُقْضَىٰٓ أَجَلٌ مُّسَمًّى ۖ ثُمَّ إِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ يُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٦٠﴾﴾ [الأنعام: ٥٩-٦٠].

اور اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں جنہیں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا جو کچھ جنگل اور دریا میں ہے وہ سب جانتا ہے اور کوئی پتّا نہیں گرتا مگر وہ اسے بھی جانتا ہے اور کوئی دانہ زمین کے تاریک حصوں میں نہیں پڑتا اور نہ کوئی تر اور خشک چیز ہے مگر یہ سب کچھ کتاب روشن میں ہیں (۵۹) اور وہ وہی ہے جو تمہیں رات کو اپنے قبضے میں لے لیتا ہے اور جو کچھ تم دن میں کر چکے ہو وہ جانتا ہے پھر تمہیں دن میں اٹھا دیتا ہے تاکہ وہ وعدہ پورا ہو جو مقرر ہو چکا ہے پھر اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے پھر تمہیں خبر دے گا اس کی جو کچھ تم کرتے تھے (٦٠)

اللہ وہی ہے جو غیب اور حاضر کو جانتا ہے اور انسان کے ظاہر اور پوشیدہ اعمال کی خبر رکھتا ہے کسی شخص کی روح کا موت کے بعد حاضر ہونا قرآن میں نہیں ہے بلکہ مؤمنین دار السلام (آیہ ۲۳ سورہ مؤمنون) میں ہوں گے اور دنیا سے کامل طور پر منقطع ہو جاتے ہیں یہ تو ممکن ہے کہ جن ہماری زندگی میں دخل انداز ہوں جو کہ روح کے تعلق کا دعوی کرتے ہیں ہو سکتا ہے کہ ان کا تعلق جنات سے ہو تبرک اور توصل غیر اللہ سے حتمی طور پر شرک ہے جیسا کہ قرآن میں بار بار آیا ہے کہ خیر اور شر صرف اللہ کی طرف سے ہو سکتے ہیں اور وہ صرف انسان کے عمل کا نتیجہ ہیں اور قرآن اللہ کی کلام ہے اور انسان کو اس کے متعلق عمل کرنا چاہیے

اہم مسئلہ یہ ہے جو ہمارے ملک میں عام ہے لعنت اور لعنت سے نفرت کرنا یعنی اللہ کی رحمت سے دور ہونے کی تمنا کرنا ہے یہ تو دو منہ والی تلوار کی مثل ہے کہ اگر کوئی شخص لعنت کا مثل ہو گا تو وہ لعنت کا مستحق ہو گا تو وہ اس کو پہنچے گی اگر مستحق نہیں ہو گا تو وہ نہیں پہنچے گی مثلاً اگر کسی شخص نے توبہ کر لی تو یہ لعنت، لعنت کرنے والے پر پہنچے گی میں یہ وصیت کروں گا کہ ہم لعنت اور نفرت کو چھوڑ دیں پہلی بات کہ توبہ کا دروازہ مرنے سے پہلے تک کھلا رہے گا اور کوئی شخص دوسرے کی توبہ کے بارے میں نہیں جانتا اور دوسری بات کہ قیامت کے دن ایک سے دوسرے کے اعمال کے بارے نہیں پوچھا جائے گا اس کا ارشاد گرامی ہے

﴿تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۖ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُم مَّا كَسَبْتُمْ ۖ وَلَا تُسْـَٔلُونَ عَمَّا كَانُوا۟ يَعْمَلُونَ ﴿١٣٤﴾﴾ [البقرة: ١٣٤ و ١٤١].

یہ ایک جماعت تھی جو گزر چکی ان کے لیے ان کے اعمال میں اور تمہارے لیے اور تمہارے اعمال ہیں اور تم سے نہیں پوچھا جائے گا کہ وہ کیا کرتے تھے (۱۳۴)

جس طرح کہ ہم نے کہا کہ انسان اللہ کا بندہ ہے کسی اور کا نہیں یہاں تک کہ زمانہ جاہلیت میں بھی نہیں تھا جہاں بت پرستی عام تھی یہاں تک کہ وہ اپنے بچوں کے نام بھی بتوں کے نام پر رکھنے میں فخر محسوس کرتے تھے مثلاً عبد الحبل، عبد المناف . بڑے افسوس کے ساتھ آج یہ نام پھر سے پھیلتے جارہے ہیں بت پرستی کے اظہار کی بجائے افراد پرستی ظاہر ہو رہی ہے مثلاً عبد الحسین، عبد الرضا . لیکن انبیاء اور ائمہ نے اپنی اولاد کے یہ نام نہیں رکھے تھے اور بہترین نام اللہ کے ہاں عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں اس لیے کہ ہم سب اللہ کے بندے ہیں بندوں کے بندے نہیں اس کاارشاد گرامی ہے

﴿نَبِّئْ عِبَادِيٓ أَنِّيٓ أَنَا ٱلۡغَفُورُ ٱلرَّحِيمُ ۝٤٩ وَأَنَّ عَذَابِي هُوَ ٱلۡعَذَابُ ٱلۡأَلِيمُ ۝٥٠﴾ [الحجر: ٤٩-٥٠].

میرے بندوں کو اطلاع دے دو کہ بے شک میں ہی بخشنے والا مہربان ہوں (۴۹) اور بے شک میرا عذاب وہی دردناک عذاب ہے (۵۰)

منتخب آیۃ: ﴿عَٰلِمُ ٱلۡغَيۡبِ فَلَا يُظۡهِرُ عَلَىٰ غَيۡبِهِۦٓ أَحَدًا ۝٢٦ إِلَّا مَنِ ٱرۡتَضَىٰ مِن رَّسُولٖ فَإِنَّهُۥ يَسۡلُكُ مِنۢ بَيۡنِ يَدَيۡهِ وَمِنۡ خَلۡفِهِۦ رَصَدٗا ۝٢٧ لِّيَعۡلَمَ أَن قَدۡ أَبۡلَغُواْ رِسَٰلَٰتِ رَبِّهِمۡ وَأَحَاطَ بِمَا لَدَيۡهِمۡ وَأَحۡصَىٰ كُلَّ شَيۡءٍ عَدَدَۢا ۝٢٨﴾ [الجن: ٢٦-٢٨].

وہ غیب جاننے والا ہے اپنے غائب کی باتوں پر کسی کو واقف نہیں کرتا (۲۶) مگر اپنے پسندیدہ رسول کو پھراس کے آگے اور پیچھے محافظ مقرر کر دیتا ہے (۲۷) تاکہ وہ بظاہر جان لے کہ انہوں نے اپنے رب کے پیغامات پہنچا دیے اور اللہ نے تمام کاموں کو اپنے قبضے میں کر رکھا ہے اور اس نے ہر چیز کی گنتی شمار کر رکھی ہے (۲۸)

اٹھارہویں فصل

اس فصل میں ہم قرآن مجید کے چار بنیادی الفاظوں پر بحث کریں گے (الہ، رب ، عبادہ ، دین) اور ہم نے اس کتاب میں قرآن کی چار اصطلاحات اختیار کی ہیں امام ابو الاعلیٰ المودودی نے کہا کہ یہ چار بنیادی کلمات اور انکی قرآن میں فہم اور اصل اور قرآن کا دعوت دینا انہیں چار کلمات کے گرد گھوم رہا ہے اور ان کلمات کی باریکی بہت سارے لوگوں کی زندگی خوبصورت کرتی ہے اور اگر کوئی غیر مسلم ان چاروں کے بارے پوچھے تو کیا جواب ہوگا جب قرآن زمانہ جاہلیت میں نازل ہو رہا تھا تو وہ عرب لوگ ان چاروں الفاظ کا مطلب سمجھتے تھے لیکن آج ان کے معانی کی شکل وصورت بگڑی ہوئی ہے

(الہ)

کے معنی میں غور کیجیے قرآن میں یوں آیا ہے ضرورت وہ پہلی چیز ہے جس کا تعلق عبادت اور الوہیت سے ہے جب تک انسان اپنے مشکلات کے حل کرنے پر قدرت رکھتا ہے تو وہ کبھی عبادت کے بارے میں نہیں سوچتا یعنی کہ اس پر لازم ہے کہ وہ ایک ایسی شخصیت کا محتاج ہے جو اسکو تباہی اور کمزوری اور دیگر مشکلات سے بچاسکے تو ایک ہی معبود ہے جو حاجت روائی کرنے والا ہے اور وہ اللہ تعالی ہے لازم طور پر یہ شخصیت عالی القدر ہونی چاہیے اور یہ صرف اس ایک کلمے الہ کے ذریعے ہی روشن ہو سکتی ہے جس کا تعلق معبود سے ہے... الامین ، المعز، محیط ، قادر ، مالک اور وہی معبود ہے جو مشکلات کو حل کرنے والا ہے عرب لوگ زمانہ جاہلیت میں خالق اور قہار پر ایمان رکھتے تھے جسکو وہ اللہ کے نام سے مانتے تھے لیکن ساتھ ساتھ دوسرے معبودوں پر بھی ایمان رکھتے تھے اور حقیقت میں یہ لوگ اعتقاد رکھتے تھے کہ یہ معبود اللہ کے ساتھ ہیں ان کے ذریعے سے گفتگو اللہ کے ہاں مقبول ہوگی اور وہ اس بات پر ایمان رکھتے تھے شفاعت انہیں معبودوں کے ذریعے سے حاصل ہو سکتی ہے اور قوم کے بڑے لوگوں کو بھی الہ کے مقام مرتبے پر منسوب کرتے تھے اور حلال وحرام کو جانتے تھے اور وہ الہ کے لیے تحفہ وغیرہ دیتے تھے یہ چیزیں صحیح ہیں اور تاریخ وتشریع میں موجود ہیں لیکن یہ اسلام میں مردود ہیں یہ چیز ممکن نہیں کہ قدرت اور خلق ایک ہی ہاتھ میں ہوں اور کائنات اور سورج چاند ستاروں کا تابع ہونا کسی اور کے پاس ہو اور زندگی اور موت اور مرض اور شفا کسی اور کے ہاتھ میں ہو تو یہ ناممکن ہے اس آیت میں غور کیجیے :

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

﴿وَلَا تَدْعُ مَعَ ٱللَّهِ إِلَٰهًا ءَاخَرَۘ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَۚ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُۥۚ لَهُ ٱلْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ٨٨﴾ [القصص: ٨٨].

اور اللہ کے ساتھ اور کسی معبود کو نہ پکار اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں اس کی ذات کے سوا ہر چیز فنا ہونے والی ہے اسی کا حکم ہے اور اسی کی طرف تم لوٹ کر جاؤ گے (۸۸)

زمانہ جاہلیت میں الہ کو مصائب کے وقت پکارتے تھے اور ان سے شفاعت مانگتے تھے اور آلہتہ جنوں اور فرشتوں کی صورت میں ہوتے تھے بلکہ ان لوگوں کی صورت میں بھی جو ان کے گمان کے مطابق نیک ہو کر مرے تھے اور وہ ان کی قدرت پر یقین رکھتے تھے ان کے تصرفات اور حاجت روائی پر یقین رکھتے تھے وہ انکو رکوع کرتے اور ان کی قربت حاصل کرنے کے لیے صدقات اور منتیں مانتے تھے

﴿أَمْوَٰتٌ غَيْرُ أَحْيَآءٍ ۖ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ ﴿٢١﴾﴾ [النحل: ٢١].

وہ تو مردے ہیں جن میں جان نہیں اور وہ نہیں جانتے کہ لوگ کب اٹھائے جائیں گے (۲۱)

سب مخلوق اللہ کی ملکیت ہیں اور مخلوق میں اس کا کوئی شریک نہیں وہی ایک رزاق قائم ومدبر ہے اور یہ بہت بڑی غلطی ہے کہ ہم غیر اللہ کو مستجاب مانتے ہیں جب بھی کوئی کلمہ الہ قرآن میں آیا ہے اللہ خالق، رزاق، ناصر، مالک، موت، حیاۃ یہ سب چیزیں اللہ کی مخلوق ہیں کلمہ

(رب)

ان معانی میں آیا ہے

۱ :، پالنے والا، سوال کا جواب دینے والا، اور مخلوق کو پالنے والا اسکو کمال تک پہنچانے والا.

۲ : اصلاح کا کفیل ہمیشہ اللہ ہی ہے جو کہ مخلوقات پر بہت مہربان ہے اور وہ مخلوقات کو تکلیفوں سے بچاتا ہے.

۳ : ارباب وہ ہے جو فرمانبرداری کے قابل ہے مضبوط اور قادر اور جو احکام کو لاگو کرتا ہے اور سب لوگ اس کے کمال وقدرت کو جانتے ہیں اور وہی بھلائیوں اور مخلوقات کا مالک ہے

۴ : مالک الحاکم اور اختیار کا مالک

۵ : بادشاہ اور سید

قرآن مجید میں "رب" کا "پالنے والا"، "درست کرنے والا" اور "مکمل کرنے والا" (پہلا اور دوسرا مطلب) کے طور پر استعمال

﴿ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلْعَـٰلَمِينَ ﴿٢﴾﴾ [الفاتحة: ٢].

سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو سب جہانوں کا پالنے والا ہے (۲)

اور یہ بھی فرمایا:

﴿قُلْ أَغَيْرَ ٱللَّهِ أَبْغِى رَبًّا وَهُوَ رَبُّ كُلِّ شَىْءٍ ۚ وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ إِلَّا عَلَيْهَا ۚ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ۚ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُم مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ﴿١٦٤﴾﴾ [الأنعام: ١٦٤].

کہہ دو کیا اب میں اللہ کے سوا اور کوئی رب تلاش کروں حالانکہ وہی ہر چیز کا رب ہے اور جو شخص کوئی گناہ کرے گا تو وہ اسی کے ذمہ ہے اور ایک شخص دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا پھر تمہارے رب کے ہاں ہی سب کو لوٹ کر جانا ہے سو جن باتوں میں تم جھگڑتے تھے وہ تمہیں بتلا دے گا (۱۶۴)

قرآن مجید میں "رب" کا "جمع کرنے والا (حاشر)" اور "لوگوں کو اکھٹا کرنے والا" (تیسرا مطلب) کے طور پر استعمال

﴿قُلْ يَجْمَعُ بَيْنَنَا رَبُّنَا ثُمَّ يَفْتَحُ بَيْنَنَا بِٱلْحَقِّ وَهُوَ ٱلْفَتَّاحُ ٱلْعَلِيمُ ﴿٢٦﴾﴾ [سبأ: ٢٦].

کہہ دو ہم سب کو ہمارا رب جمع کرے گا پھر ہمارے درمیان انصاف سے فیصلہ کرے گااور وہی فیصلہ کرنے والا جاننے ولا ہے (۲٦)

اور قرآن میں رب کا معنی پالنے والااور مضبوط ہے قرآن میں ہے:

﴿ٱتَّخَذُوٓاْ أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَـٰنَهُمْ أَرْبَابًا مِّن دُونِ ٱللَّهِ وَٱلْمَسِيحَ ٱبْنَ مَرْيَمَ وَمَآ أُمِرُوٓاْ إِلَّا لِيَعْبُدُوٓاْ إِلَـٰهًا وَٰحِدًا ۖ لَّآ إِلَـٰهَ إِلَّا هُوَ ۚ سُبْحَـٰنَهُۥ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿٣١﴾﴾ [التوبة: ٣١].

انہوں نے اپنے عالموں اور درویشوں کو اللہ کے سوا خدا بنالیا ہے اور مسیح مریم کے بیٹے کو بھی حالانکہ انہیں حکم یہی ہوا تھا کہ ایک اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ان لوگوں کے شریک مقرر کرنے سے پاک ہے (۳۱)

اس آیت میں کلمہ رب سے مراد جس کو لوگوں نے اختیار کیا ہے وہ مرشد مطلق ہے جس کی امر و نہی میں اتباع کی جاتی ہے اور حلال وحرام کے قانون میں اس کی فرمانبرداری کی جاتی ہے اور بعض یہ گمان کرتے ہیں کہ ان کے یہ گمراہ کردہ الہ امر و نہی کا اختیار رکھتے ہیں اللہ کی بجائے۔ رب کے کلمہ کو اختیار کرتے ہوئے ملک اور مختار کے معنی قرآن میں ہے

﴿إِنَّ إِلَـٰهَكُمْ لَوَٰحِدٌ ﴿٤﴾ رَّبُّ ٱلسَّمَـٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ ٱلْمَشَـٰرِقِ ﴿٥﴾﴾ [الصافات: ٤-٥].

البتہ تمہارا معبود ایک ہی ہے (۴) آسمانوں اور زمین اور اس کے اندر کی سب چیزوں کا اور مشرقوں کا رب ہے (۵) بھی

﴿سُبْحَـٰنَ رَبِّكَ رَبِّ ٱلْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ ﴿١٨٠﴾﴾ [الصافات: ١٨٠].

آپ کا رب پاک ہے عزت کا مالک ان باتوں سے جو وہ بیان کرتے ہیں (۱۸۰)

منتخب آیہ: ﴿قُلْ مَن رَّبُّ ٱلسَّمَـٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ قُلِ ٱللَّهُ ۚ قُلْ أَفَٱتَّخَذْتُم مِّن دُونِهِۦٓ أَوْلِيَآءَ لَا يَمْلِكُونَ لِأَنفُسِهِمْ نَفْعًا وَلَا ضَرًّا ۚ قُلْ هَلْ يَسْتَوِى ٱلْأَعْمَىٰ وَٱلْبَصِيرُ أَمْ هَلْ تَسْتَوِى ٱلظُّلُمَـٰتُ وَٱلنُّورُ ۗ أَمْ جَعَلُواْ لِلَّهِ شُرَكَآءَ خَلَقُواْ كَخَلْقِهِۦ فَتَشَـٰبَهَ ٱلْخَلْقُ عَلَيْهِمْ ۚ قُلِ ٱللَّهُ خَـٰلِقُ كُلِّ شَىْءٍ وَهُوَ ٱلْوَٰحِدُ ٱلْقَهَّـٰرُ ﴿١٦﴾﴾ [الرعد: ١٦].

کہو آسمانوں اور زمین کا رب کون ہے کہہ دو اللہ کہو پھر کیا تم نے اللہ کے سوا اُن چیزوں کو معبود نہیں بنا رکھا جو اپنے نفسوں کے نفع اور نقصان کے بھی مالک نہیں کہو کیا اندھا اور دیکھنے والا برابر ہوسکتا ہے یا کہیں اندھیرا اور روشنی برابر ہو سکتے ہیں کیا جنہیں اُنہوں نے اللہ کا شریک بنا رکھا ہے انہو ں نے بھی اللہ کی مخلوق جیسی کوئی مخلوق بنائی ہے پھر مخلوق ان کی نظر میں مشتبہ ہو گئی ہے پیدا کرنے والااللہ ہے اور وہ اکیلا زبردست ہے (۱٦)

انیسویں فصل

اس فصل میں ہم گزشتہ قوموں کے سود کے معاملے میں بحث کریں گے

((نوح علیہ السلام کی قوم))

پرانی اُمتیں جن کا ذکر قرآن مجید میں آیا ہے ان میں سے ایک نوح علیہ السلام کی قوم بھی ہے جیسا کہ ہم جانتے ہیں قرآن نے کہا کہ وہ ربوبیت کا انکار نہیں کرتے تھے اور یہ ایمان بھی رکھتے تھے کہ اللہ نے دنیا کو پیدا کیا ہے اور وہی اس کو پالنے والا ہے اور اس کی اصلاح کرنے پر غالب ہے ارشاد فرمایا:

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

﴿وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِۦ فَقَالَ يَٰقَوْمِ ٱعْبُدُوا۟ ٱللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُۥٓ ۚ أَفَلَا تَتَّقُونَ ﴿٢٣﴾ فَقَالَ ٱلْمَلَؤُا۟ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ مِن قَوْمِهِۦ مَا هَٰذَآ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُرِيدُ أَن يَتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ وَلَوْ شَآءَ ٱللَّهُ لَأَنزَلَ مَلَٰٓئِكَةً مَّا سَمِعْنَا بِهَٰذَا فِىٓ ءَابَآئِنَا ٱلْأَوَّلِينَ ﴿٢٤﴾ إِنْ هُوَ إِلَّا رَجُلٌۢ بِهِۦ جِنَّةٌ فَتَرَبَّصُوا۟ بِهِۦ حَتَّىٰ حِينٍ ﴿٢٥﴾﴾ [المؤمنون: ٢٣-٢٥].

اور ہم نے نوح کو اس کی قوم کے پاس بھیجا پھر اس نے کہا اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں پھر تم کیوں نہیں ڈرتے (۲۳) سو اس کی قوم کے کافر سرداروں نے کہا کہ یہ بس تم ہی جیسا آدمی ہے تم پر بڑائی حاصل کرنا چاہتا ہے اور اگر اللہ چاہتا تو فرشتے بھیج دیتا ہم نے اپنے پہلے باپ دادا سے یہ بات کبھی نہیں سنی (۲۴) یہ تو بس ایک دیوانہ آدمی ہے پس اس کا ایک وقت تک انتظار کرو (۲۵)

نوح اور ان کی قوم کے درمیان یہ خلاف نہیں تھا کہ وہ اللہ کا انکار کرتے تھے نوح نے کہا اے میری قوم اللہ رب العالمین ہے اور تم اس کو سچا رب مانو اور اس کے ساتھ شریک نہ ٹھراؤ جو نہ تو نقصان پہنچا سکتے اور نہ ہی نفع دے سکتے ہیں اور نہ ہی وہ تمہاری گفتگو سن سکتے ہیں اگر تم ان کی عبادت کرو یا نہ کرو اللہ نے ارشاد فرمایا:

﴿لَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِۦ فَقَالَ يَٰقَوْمِ ٱعْبُدُوا۟ ٱللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُۥٓ إِنِّىٓ أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿٥٩﴾﴾ [الأعراف: ٥٩].

بے شک ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا پس اس نے کہا اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں میں تم پر ایک بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں (۵۹)

نوح کی قوم اس بات پر ڈٹی رہی کہ اللہ کے رب ہونے پر ایمان رکھتے ہیں لیکن ساتھ ساتھ دوسرے الٰہوں پر بھی ایمان رکھتے ہیں وہی اس کائنات کا قادر اور خالق ہے لیکن دوسرے الٰہ بعض مصائب کو حل کرنے میں واسطہ بنتے

ہیں یہ ضروری نہیں کہ قادر ہے تو سارے کام وہی کرے نہ اخلاقی طور پر نہ سیاسی اور نہ ہی مدنی طور پر اس پر لازم ہے اور وہ یہ بات قبول نہیں کرتے تھے کہ وہی ایک سب چیزوں کے لیے کافی ہے اور وہ رسالہ توحید صرف اسی کا ہو بلکہ ہم پر لازم ہے کہ ہم اس پر اور علمائے دین اور حکمرانوں پر ایمان رکھیں ایک معبود کی حیثیت سے اور ہمیشہ نوح یہ کہتے تھے (آمنوا باللہ الواحد) اور دوسرے وہمی خداؤں پر ایمان نہ رکھو اور یہ سارے مفاہیم کلمہ رب میں ہی منحصر ہیں اللہ کا ارشاد گرامی ہے

﴿قَالَ نُوحُ رَّبِّ إِنَّهُمۡ عَصَوۡنِي وَٱتَّبَعُواْ مَن لَّمۡ يَزِدۡهُ مَالُهُۥ وَوَلَدُهُۥٓ إِلَّا خَسَارًا ٢١ وَمَكَرُواْ مَكۡرًا كُبَّارًا ٢٢ وَقَالُواْ لَا تَذَرُنَّ ءَالِهَتَكُمۡ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَلَا سُوَاعًا وَلَا يَغُوثَ وَيَعُوقَ وَنَسۡرًا ٢٣ وَقَدۡ أَضَلُّواْ كَثِيرًاۖ وَلَا تَزِدِ ٱلظَّٰلِمِينَ إِلَّا ضَلَٰلًا ٢٤﴾ [نوح: ٢١-٢٤].

نوح نے کہا اے میرے رب بے شک انہوں نے میرا کہنا نہ مانا اور اس کو مانا جس کو اس کے مال اور اولاد نے نقصان کے سوا کچھ بھی فائدہ نہیں دیا (۲۱) اور انہوں نے بڑی زبردست چال چلی (۲۲) **اور کہا تم اپنے معبودوں کو ہرگز نہ چھوڑو اور نہ ہی ودّ اور سواع اور یغوث اور یعوق اور نسر کو چھوڑو (۲۳)** اور انہوں نے بہتوں کو گمراہ کر دیا اور (اب آپ) ان ظالموں کی گمراہی اور بڑھا دیجیئے (۲۴)

((ھود علیہ السلام کی قوم))

جس طرح کہ قرآن میں ان کی قوم کے بارے میں بھی آیا ہے کہ وہ اللہ کے وجود کا الہ ہونے کی حیثیت سے انکار نہیں کرتے تھے لیکن نوح کی قوم کی طرح دوسرے الٰہوں پر ایمان رکھتے تھے (دنیا، مخلوق، اور کائنات) اسی طرح کا اختلاف ھود اور اس کی قوم میں بھی تھا جس طرح کہ قوم نوح میں گزرا ہے اور اس کی دلیل یہ ہے

﴿وَإِلَىٰ عَادٍ أَخَاهُمۡ هُودًاۚ قَالَ يَٰقَوۡمِ ٱعۡبُدُواْ ٱللَّهَ مَا لَكُم مِّنۡ إِلَٰهٍ غَيۡرُهُۥٓۚ أَفَلَا تَتَّقُونَ ٦٥﴾ [الأعراف: ٦٥].

اور قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہود کو بھیجا فرمایا **اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں** سو کیا تم ڈرتے نہیں (۶۵)

اسی طرح وہ اللہ کے وجود پر بھی اعتقاد رکھتے تھے:

﴿قَالُوٓاْ أَجِئۡتَنَا لِنَعۡبُدَ ٱللَّهَ وَحۡدَهُۥ وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعۡبُدُ ءَابَآؤُنَا فَأۡتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ إِن كُنتَ مِنَ ٱلصَّٰدِقِينَ ٧٠﴾ [الأعراف: ٦٠].

انہوں نے کہا کیا تو ہمارے پاس اس لیے آیا ہے کہ ہم ایک اللہ کی بندگی کریں اور ہمارے باپ دادا جنہیں پوجتے رہے انہیں چھوڑ دیں پس جس چیز سے تو ہمیں ڈراتا ہے وہ لے آ اگر تو سچا ہے (۷۰)

اور اسی طرح آنے والی آیت میں آرہا ہے کہ قوم عاد بت پرست تھی، ظالم اور حقیقت کے خلاف.

﴿وَتِلْكَ عَادٌ جَحَدُواْ بِـَٔايَٰتِ رَبِّهِمْ وَعَصَوْاْ رُسُلَهُۥ وَٱتَّبَعُوٓاْ أَمْرَ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ ﴿٥٩﴾﴾ [هود: ٥٩].

اور یہ عاد تھے کہ اپنے رب کی باتوں سے منکر ہوئے اوراس کے رسولوں کو نہ مانا اور ہر ایک جبار سرکش کا حکم مانتے تھے (۵۹)

((صالح علیہ السلام کی قوم))

جن گمراہ قوموں کا ذکر قرآن میں آیا ہے ان میں صالح کی قوم بھی تھی جس طرح کہ نوح اور ہود علیہا السلام کی قوم گمراہ ہونے کے باوجود اللہ کے خالق ہونے کا انکار نہیں کرتے تھے اللہ کی عبادت بھی کرتے اور رکوع اور سجود بھی کرتے تھے لیکن توحید کے منکر تھے اور وہ اللہ کے ساتھ دوسرے الہوں کے وجود پر ڈٹے ہوئے تھے کہ وہ ان کی دعاؤں کو سنتے اور ان کی حاجتوں کو پورا کرتے ہیں اس لیے وہ قوم کے اور بڑے حکمرانوں کی بھی اتباع کرتے تھے اور کہتے کہ ہم ان کے طریقوں کو جانتے ہیں جو زندگی کے قوانین میں سے ایک ہے اسی لیے ان کو فساد اور نقصان نے گھیرا یہاں تک کہ ان کو سخت عذاب آ پہنچا اس آیت میں غور کریں

﴿وَإِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَٰلِحًا ۚ قَالَ يَٰقَوْمِ ٱعْبُدُواْ ٱللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُۥ ۖ هُوَ أَنشَأَكُم مِّنَ ٱلْأَرْضِ وَٱسْتَعْمَرَكُمْ فِيهَا فَٱسْتَغْفِرُوهُ ثُمَّ تُوبُوٓاْ إِلَيْهِ ۚ إِنَّ رَبِّى قَرِيبٌ مُّجِيبٌ ﴿٦١﴾ قَالُواْ يَٰصَٰلِحُ قَدْ كُنتَ فِينَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هَٰذَآ ۖ أَتَنْهَىٰنَآ أَن نَّعْبُدَ مَا يَعْبُدُ ءَابَآؤُنَا وَإِنَّنَا لَفِى شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُونَآ إِلَيْهِ مُرِيبٍ ﴿٦٢﴾﴾ [هود: ٦١-٦٢].

اور ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا کہا اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں اسی نے تمہیں زمین سے بنایا اور تمہیں اس میں آباد کیا پس اس سے معافی مانگو پھر اس کی طرف رجوع کرو بے شک میرا رب نزدیک ہے قبول کرنے والا (٦١) انہوں نے کہا اے صالح اس سے پہلے تو ہمیں تجھ سے بڑی امید تھی تم ہمیں ان معبودوں کے پوجنے سے منع کرتے ہو جنہیں ہمارے باپ دادا پوجتے چلے آئے ہیں اور جس طرف تم ہمیں بلاتے ہو اس سے تو ہم بڑے شک میں ہیں (٦٢)

((ابراہیم علیہ السلام کی قوم))

قرآن نے ابراہیم کی قوم کے بارے میں بھی بحث کی ہے کہ اس کو صالح کی قوم کے بعد ذکر کیا ہے جو کہ قابل غور ہے اور ان کا حکمران نمرود تھا کہا جاتا ہے کہ وہ اللہ کا منکر تھا اور وہ الوہیت کا دعوی کرتا تھا لیکن ہم پر لازم ہے کہ ہم جانیں کہ نمرود اللہ کے وجود پر ایمان رکھتا تھا اس حیثیت سے کہ وہ خالق ہے لیکن وہ ہمارے تیسرے معنی رب ﴿مَٰلِكِ يَوْمِ ٱلدِّينِ ﴿٤﴾﴾ کا منکر تھا اور وہ چوتھے اور پانچویں معنی ربوبیت کا دعوی کرتا تھا (ارباب الواضع، المشرع، القیوم، الملک وصاحب الاختیار) اور وہ یہ اعتقاد رکھتا تھا کہ لوگ بھیڑ بکریوں کی طرح ہیں جو اچھائی برائی کی تمیز

نہیں کر سکتے اس لیے یہ بہت بڑی خطا تھی کہ ابراہیم کی قوم اللہ کو نہیں جانتی تھی اور وہ ربوبیت پر اعتقاد نہیں رکھتی تھی اور یہ بات ضروری طور پر سمجھی جاتی ہے اس مسئلے میں یہ فرق کرنا ضروری ہوگا کہ ابراہیم کی قوم اور نوح، ہود اور صالح کی قوموں میں جو کہ اللہ کو مانتے تھے اور جانتے تھے کہ اللہ نے ہی زمین وآسمان کو پیدا کیا ہے اور وہی ان کے امور کو چلانے والا ہے اس لیے وہ اسکی عبادت کرتے ہیں اور ان کی گمراہی کا سبب یہی تھا اور وہ آسمانی اور طبیعی اجسام پر اعتقاد رکھتے تھے جیسے سورج چاند ستارے کہ وہ اللہ کی ربوبیت میں شریک ہیں (ہمارے پہلے اور دوسرے معنی کے اعتبار سے) اور ان کا وجود تربیت کے امور ضروریہ میں عمل دخل تھا اس لیے وہ اللہ کی الوہیت میں شریک ہیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَحَآجَّهُۥ قَوۡمُهُۥۚ قَالَ أَتُحَٰٓجُّوٓنِّي فِي ٱللَّهِ وَقَدۡ هَدَىٰنِۚ وَلَآ أَخَافُ مَا تُشۡرِكُونَ بِهِۦٓ إِلَّآ أَن يَشَآءَ رَبِّي شَيۡـٔٗاۚ وَسِعَ رَبِّي كُلَّ شَيۡءٍ عِلۡمًاۚ أَفَلَا تَتَذَكَّرُونَ ٨٠ وَكَيۡفَ أَخَافُ مَآ أَشۡرَكۡتُمۡ وَلَا تَخَافُونَ أَنَّكُمۡ أَشۡرَكۡتُم بِٱللَّهِ مَا لَمۡ يُنَزِّلۡ بِهِۦ عَلَيۡكُمۡ سُلۡطَٰنٗاۚ فَأَيُّ ٱلۡفَرِيقَيۡنِ أَحَقُّ بِٱلۡأَمۡنِۖ إِن كُنتُمۡ تَعۡلَمُونَ ٨١﴾ [الأنعام: ٨٠-٨١]

اور اس کی قوم نے اس سے جھگڑا کیا اس نے کہا کیا تم مجھ سے اللہ کے ایک ہونے میں جھگڑتے ہو اور اس نے میری رہنمائی کی ہے اور جنہیں تم شریک کرتے ہو میں ان سے نہیں ڈرتا مگر یہ کہ میرا رب مجھے کوئی تکلیف پہنچانا چاہے میرے رب نے علم کے لحاظ سے سب چیزوں پر احاطہ کیا ہوا ہے کیا تم سوچتے نہیں (٨٠) **اور تمہارے شریکوں سے کیوں ڈروں حالانکہ تم اس بات سے نہیں ڈرتے کہ اللہ کا شریک ٹھیراتے ہو اس چیز کو جس کی اللہ نے تم پر کوئی دلیل نہیں اتاری اگر تم کو کچھ سمجھ ہے تو (بتاؤ) دونوں جماعتوں میں سے امن کا زیادہ مستحق کون ہے (٨١)**

ابراہیم کے کلام سے ظاہر ہے کہ وہ اللہ کا انکار نہیں کرتیں تھیں بلکہ وہ اللہ کے ساتھ ربوبیت کے معنی میں شریک ٹھہراتے تھے یہی چیزیں ابراہیم کی قومکو دعوت دینے سے ظاہر ہوتی ہیں کہ وہ الوہیت اللہ میں منحصر کرتے تھے نمرود کا جھگڑا قرآن میں یوں آیا ہے

﴿أَلَمۡ تَرَ إِلَى ٱلَّذِي حَآجَّ إِبۡرَٰهِـۧمَ فِي رَبِّهِۦٓ أَنۡ ءَاتَىٰهُ ٱللَّهُ ٱلۡمُلۡكَ إِذۡ قَالَ إِبۡرَٰهِـۧمُ رَبِّيَ ٱلَّذِي يُحۡيِۦ وَيُمِيتُ قَالَ أَنَا۠ أُحۡيِۦ وَأُمِيتُۖ قَالَ إِبۡرَٰهِـۧمُ فَإِنَّ ٱللَّهَ يَأۡتِي بِٱلشَّمۡسِ مِنَ ٱلۡمَشۡرِقِ فَأۡتِ بِهَا مِنَ ٱلۡمَغۡرِبِ فَبُهِتَ ٱلَّذِي كَفَرَۗ وَٱللَّهُ لَا يَهۡدِي ٱلۡقَوۡمَ ٱلظَّٰلِمِينَ ٢٥٨﴾ [البقرة: ٢٥٨].

کیا تو نے اس شخص کو نہیں دیکھا جس نے ابراہیم سے اس کے رب کی بابت جھگڑا کیا اس لیے کہ اللہ نے اسے سلطنت دی تھی جب ابراہیم نے کہا کہ میرا رب وہ ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اس نے کہا میں بھی زندہ کرتا ہوں اور مارتا ہوں کہا ابراہیم نے بے شک اللہ سورج مشرق سے لاتا ہے تو اسے مغرب سے لے آ تب وہ کافر حیران رہ گیا اور اللہ بے انصافوں کو سیدھی راہ نہیں دکھاتا (٢٥٨)

اس گفتگو سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ان کا جھگڑا اللہ یا غیر اللہ کے وجود میں نہیں تھا اور نمرود کی قوم اللہ کے وجود پر اعتقاد رکھتی تھی جس طرح کہ ہمارے ربوبیت کے چوتھے اور پانچویں معنی میں گزرا ہے (ارباب واضح القانون، مشرع، القیوم) اور وہ یہ دعوی کرتے تھے کہ ملکوں کی ملکیت اور لوگوں کی ملکیت ان کے ملکوں میں جو ان کے بندے ہیں ان کی قدرت میں ہے اور اسی نے کائنات کو بنایا ہے اور اس نے ہی معاشرے کی بنیاد ڈالی ہے اور اسی کے احکام اور پروگرام کے تحت لوگوں کی زندگی ہے.

بیسویں فصل

((لوط علیہ السلام کی قوم))

اللہ نے اس قوم کی ہدات کے لیے لوط کو بھیجا جو حضرت ابراہیم کے بھائی کے بیٹے تھے اور ان کی قوم بھی اللہ کے وجود کا انکار نہ کرتی تھی اور اس کی ربوبیت پر یقین نہیں رکھتی تھی ہمارے تیسرے، چوتھے اور پانچویں معنی کے لحاظ سے (ارباب، مشرع) اور یہ لوگ بغیر قیود اور شروط اور آزادی کے خواہاں تھے یہاں تک کہ انہوں نے شہوت پرستی کی اور یہی وہ خرافت تھی جس نے لوط کی قوم کو فساد میں ڈالا اللہ کا ارشاد گرامی ہے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

﴿وَلُوطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِۦٓ إِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ ٱلْفَٰحِشَةَ مَا سَبَقَكُم بِهَا مِنْ أَحَدٍ مِّنَ ٱلْعَٰلَمِينَ ﴿٢٨﴾ أَئِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ ٱلرِّجَالَ وَتَقْطَعُونَ ٱلسَّبِيلَ وَتَأْتُونَ فِى نَادِيكُمُ ٱلْمُنكَرَ ۖ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِۦٓ إِلَّآ أَن قَالُوا۟ ٱئْتِنَا بِعَذَابِ ٱللَّهِ إِن كُنتَ مِنَ ٱلصَّٰدِقِينَ ﴿٢٩﴾﴾ [العنكبوت: ٢٨-٢٩].

اور لوط کو بھیجا جب اس نے اپنی قوم سے کہا کہ تم وہ بے حیائی کرتے ہو جو تم سے پہلے کسی نے نہیں کی (۲۸) کیا تم مردوں کے پاس جاتے ہو اور تم ڈاکے ڈالتے ہو اور اپنی مجلس میں برا کام کرتے ہو پھر اس کی قوم کے پاس اس کے سوا کوئی جواب نہ تھا کہ تو ہم پر اللہ کا عذاب لے آ اگر تو سچا ہے (۲۹)

کیا یہی منطق اللہ کے انکار کرنے والوں کا جواب ہے؟ نہیں بلکہ اللہ کا انکار نہیں کرتے اور اللہ پر ایمان کے ساتھ ہی شہوت پرستی کیطرف رجحان رکھتے تھے اور کسی قانون کی اتباع نہیں کرنا چاہتے تھے نہ اخلاقی نہ معاشرتی اور نہ ہی مدنی قوانین کے طریقوں پر جو اللہ نے لوط کی طرف وضع کیے تھے.

((شعیب علیہ السلام کی قوم))

اللہ نے شعیب کو مدین کی طرف بھیجا جو کہ ابراہیم کی اولاد سے تھے اس لیے ہم ان کے عقائد کے محتاج نہیں ہیں پہلے تو وہ صحیح عقیدے کی بنیاد پر تھے پھر کچھ عرصہ کے بعد انہوں نے اپنے عقیدے کو فساد میں ڈال دیا اور ان کا

عقیدہ بہت برا ہو گیا باوجود اس کے وہ اللہ پر ایمان کا دعوی کرتے تھے اور شعیب ہمیشہ یہ بات دہراتے تھے اگر تمہارے پاس ایمان ہے اور تم دعوی کرتے ہو تو یہ کروان کی قوم کے جواب سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ وہ اللہ کے وجود اور اس کے رب ہونے پر اعتقاد رکھتے تھے لیکن ان کی گمراہی کے دو سبب تھے وہ دوسرے الھوں پر اعتقاد رکھتے تھے اور ان کی عبادت کرتے تھے اس لیے کہ ربوبیت اور الوہیت زندگی کے معاملات میں دخل نہیں دیتی ہے نتیجہ یہ نکلا کہ وہ مطلق آزادی کے قائل ہو گئے اجتماعی لحاظ سے ان کو جو طریقہ پسند آجاتا تو اس پر عمل شروع کردیتے قرآن میں ہے

﴿وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًاۚ قَالَ يَٰقَوْمِ ٱعْبُدُواْ ٱللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُۥۖ قَدْ جَآءَتْكُم بَيِّنَةٌ مِّن رَّبِّكُمْۖ فَأَوْفُواْ ٱلْكَيْلَ وَٱلْمِيزَانَ وَلَا تَبْخَسُواْ ٱلنَّاسَ أَشْيَآءَهُمْ وَلَا تُفْسِدُواْ فِي ٱلْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَٰحِهَاۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ﴿٨٥﴾﴾ [الأعراف: ٨٥].

اور مدین کی طرف اس کے بھائی شعیب کو بھیجا فرمایا اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو اس کے سوا تمہار کوئی معبود نہیں تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس دلیل پہنچ چکی ہے سو ناپ اور تول کو پورا کرو اور لوگوں کو ان کی چیزیں گھٹا کر نہ دو اور زمین میں اس کی اصلاح کے بعد فساد مت کرو یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم ایمان دار ہو (۸۵)

ان کی ربوبیت اور الوہیت میں گمراہی کی دلیل اس آیت کریمہ میں ہے

﴿قَالُواْ يَٰشُعَيْبُ أَصَلَوٰتُكَ تَأْمُرُكَ أَن نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ ءَابَآؤُنَآ أَوْ أَن نَّفْعَلَ فِيٓ أَمْوَٰلِنَا مَا نَشَٰٓؤُاْۖ إِنَّكَ لَأَنتَ ٱلْحَلِيمُ ٱلرَّشِيدُ ﴿٨٧﴾﴾ [هود: ٨٦].

انہوں نے کہا اے شعیب کیا تیری نماز تجھے یہی حکم دیتی ہے کہ ہم ان چیزوں کو چھوڑ دیں جنہیں ہمارے باپ دادا پوجتے تھے یا اپنے مالوں میں اپنی خواہش کے مطابق معاملہ نہ کریں بے شک تو البتہ بردبار نیک چلن ہے (۸۷)

((فرعون اور موسی علیہ السلام کی قوم))

فرعون اور اسکی قوم کے بارے میں بہت اشیاء مشہور ہیں کہ وہ اللہ کے منکر تھے اور وہ ایسا پاگل تھا کہ اس نے اپنی قوم میں یہ اعلان کیا کہ اس نے زمین وآسمان کو پیدا کیا ہے تو اس کی قوم اس پر ایمان لے آئی جو حقیقت کے خلاف ہے فرعون اور اس کی گمراہی نوح کی قوم کی قوم جیسی تھی ان میں فرق صرف یہی تھا کہ فرعون کی قوم کے بنیادی عناصر تھے بنی اسرائیل کے مقابلے میں کہ وہ قومیت کے شدید تھے اور اس کے ساتھ دل میں اللہ کے وجود کی معرفت رکھتے تھے لیکن تعصب کی بناء پر اللہ کی الوہیت پر ایمان نہیں رکھتے تھے جیسا کہ اغلب مادہ پرست لوگ آج ہیں اللہ کے وجود کو دل میں مانتے ہیں لیکن مصالح کی بناء پر وہم پرستی کا شکار ہیں وہ اللہ کے وجود کی معرفت نہیں رکھتے۔

جب اللہ نے یوسف کو مصر بھیجا اور انہوں نے وہاں دین پھیلانے کی کوشش کی یہاں تک کہ اس کا اثر صدیوں بعد باقی رہا کوئی اس کو زائل نہ کر سکا سب جانتے تھے کہ اللہ نے ہی زمین و آسمان کو پیدا کیا اور وہی اللہ ہے اور وہی ہر چیز پر قادر ہے اور دینی تعلیم کی بھی بڑی تاثیر تھی یہی چیزیں عیسی کی دعوت میں بہت گہرا سبب بنیں اگر وہ نہ ہوتے تو مصر میں کوئی بھی اللہ کی الوہیت کا قائل نہ ہوتا جو لوگ کفر پر باقی رہے تو اللہ کے ساتھ شرک کرتے رہے اور یہی چیز مصر کے لوگوں میں تاثیر کر گئی یہاں تک کہ اللہ نے موسی کو بھیجا لیکن فرعون کا بنیادی مقصد تعصب ہی تھا اور اس کے مقابلے میں یوسف کی تعلیم میں مصر میں پھیل جانا اور بنی اسرائیل کی قوم مصر میں پھیل گئی ... یہاں تک کہ چار یا پانچ صدیاں انہوں نے حکومت کی قومیت کے شدید تعصب کے باوجود بنی اسرائیل کو خسارہ ہوا اور ان کا اثر یوسف کے زمانے سے ہی کمزوری کی طرف رخ کرنے لگا اور انہوں نے جاہلیت کے دین کو دوبارہ سے جگا دیا اور اس وقت اللہ نے موسی کو مصر کی وادیوں میں بھیجا اس خوف پر کہ فرعون کی حکمرانی دوبارہ نہ لوٹ آئے انہیں کے ہاتھ سے بنی اسرائیل کی انتہا ہوئی اس لیے اس نے موسی سے تعصب کیا. قرآن میں ہے

﴿فَلَمَّا جَآءَتۡهُمۡ ءَايَٰتُنَا مُبۡصِرَةٗ قَالُواْ هَٰذَا سِحۡرٞ مُّبِينٞ ۝١٣ وَجَحَدُواْ بِهَا وَٱسۡتَيۡقَنَتۡهَآ أَنفُسُهُمۡ ظُلۡمٗا وَعُلُوّٗاۚ فَٱنظُرۡ كَيۡفَ كَانَ عَٰقِبَةُ ٱلۡمُفۡسِدِينَ ۝١٤﴾ [النمل: ١٣-١٤].

پھر جب ان کے پاس آنکھیں کھولنے والی ہماری نشانیاں آئیں تو کہنے لگے یہ تو صاف جادو ہے (۱۳) اور انہوں نے انکا ظلم اور تکبر سے انکار کر دیا حالانکہ ان کے دل یقین کر چکے تھے پھر دیکھ مفسدوں کا انجام کیسا ہوا (۱۴)

فرعون کا دعوی کرنا کہ اس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا اس کا اصلی مقصد زمین میں سیاست کرنا تھا اور اسکی الوہیت کا مفہوم سیاست تھی نہ حکمرانی اس نے گمان کیا کہ وہ مصر کے شہروں کا رب ہے یعنی (لا حکما لاحد الالی) اس لیے اسپر لازم تھا کہ وہ حکمرانی شریعت کے مطابق کرتا قرآن میں ہے

﴿وَنَادَىٰ فِرۡعَوۡنُ فِي قَوۡمِهِۦ قَالَ يَٰقَوۡمِ أَلَيۡسَ لِي مُلۡكُ مِصۡرَ وَهَٰذِهِ ٱلۡأَنۡهَٰرُ تَجۡرِي مِن تَحۡتِيٓۚ أَفَلَا تُبۡصِرُونَ۝٥١﴾ [الزخرف: ٥١].

اور فرعون نے اپنی قوم میں منادی کرکے کہہ دیا اے میری قوم کیا میرے لیے مصر کی بادشاہت نہیں اور کیا یہ نہریں میرے (محل کے) نیچے سے نہیں بہہ رہی ہیں پھر کیا تم نہیں دیکھتے (۵۱)

اور اس طرح آنے والی آیت میں بھی آیا ہے کہ وہ اپنی قوم کو بھی عبودیت پر مجبور کرتا اس سے مراد عبادت نہ تھا بلکہ اس سے مراد اطاعت اور احکام کی پابندی کرنا تھا تعظیم کے لحاظ سے

﴿وَتِلۡكَ نِعۡمَةٞ تَمُنُّهَا عَلَيَّ أَنۡ عَبَّدتَّ بَنِيٓ إِسۡرَٰٓءِيلَ ۝٢٢﴾ [الشعراء: ٢٢].

اور یہ احسان جو تو مجھ پر رکھتا ہے اسی لیے تو نے بنی اسرائیل کو غلام بنا رکھا ہے (۲۲)

رہا موسی کا فرعون کے ساتھ اختلاف ۔ موسی اللہ کی طرف دعوت دیتا کہ وہی رب ہے سب معنی کے لحاظ اور کہتا (ھو رب العالمین) اور ہم پر لازم ہے کہ ہم اس کی عبادت کریں زندگی کے تمام کاموں میں چاہے سیاسی، اجتماعی اور قانونی ہوں اور اسی طریقے پر:

((عیسی علیہ السلام کی قوم))

بھی چلتی رہی نہ وہ اللہ کا انکار کرتے اور نہ اس کی الوہیت اور ربوبیت کا انکار کرتے لیکن اھل کتاب کی گمراہی کا سبب افراط و تفریط تھا انبیاء اور ملائکہ کے بارے میں یعنی ان کے حق سے زیادہ تعظیم کرتے تھے یہاں تک کہ ان کو الوہیت تک پہنچا کر اللہ کا شریک ٹھہرایا اور یقین کرتے کہ وہی اس کائنات کے نظام کو چلانے میں شریک ہیں اس لیے وہ عبادت کے مستحق ہیں اس لیے ان سے مدد لی جاسکتی ہے تکلیفوں کی گھمر گھیری میں

﴿وَقَالَتِ ٱلۡيَهُودُ عُزَيۡرٌ ٱبۡنُ ٱللَّهِ وَقَالَتِ ٱلنَّصَٰرَى ٱلۡمَسِيحُ ٱبۡنُ ٱللَّهِۖ ذَٰلِكَ قَوۡلُهُم بِأَفۡوَٰهِهِمۡۖ يُضَٰهِـُٔونَ قَوۡلَ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ مِن قَبۡلُۚ قَٰتَلَهُمُ ٱللَّهُۖ أَنَّىٰ يُؤۡفَكُونَ ٣٠ ٱتَّخَذُوٓاْ أَحۡبَارَهُمۡ وَرُهۡبَٰنَهُمۡ أَرۡبَابٗا مِّن دُونِ ٱللَّهِ وَٱلۡمَسِيحَ ٱبۡنَ مَرۡيَمَ وَمَآ أُمِرُوٓاْ إِلَّا لِيَعۡبُدُوٓاْ إِلَٰهٗا وَٰحِدٗاۖ لَّآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَۚ سُبۡحَٰنَهُۥ عَمَّا يُشۡرِكُونَ ٣١﴾ [التوبة: ٣٠-٣١].

اور یہود کہتے ہیں کہ عزیر اللہ کا بیٹا ہے اور عیسائی کہتے ہیں مسیح اللہ کا بیٹا ہے یہ ان کی منہ کی باتیں ہیں وہ کافروں کی سی باتیں بنانے لگے ہیں جو ان سے پہلے گزرے ہیں اللہ انہیں ہلاک کرے یہ کدھر الٹے جارہے ہیں (٣٠) انہوں نے اپنے عالموں اور درویشوں کو اللہ کے سوا خدا بنالیا ہے اور مسیح مریم کے بیٹے کو بھی حالانکہ انہیں حکم یہی ہوا تھا کہ ایک اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ان لوگوں کے شریک مقرر کرنے سے پاک ہے (٣١)

یعنی وہ تعلیم وتربیت کے مسؤول تھے اس دوران کوئی بھی حکم ان کے پاس پہنچتا اور وہ حیلے بہانے کرکے کسی کو حلال اور کسی کو حرام کرتے جیسا وہ چاہتے اور کتاب میں سے کوئی استدلال نہ کرتے اور حکم دیتے اور منع کرتے اور خود ہی قوانین بناتے تھے یہاں تک کہ ان کو اوہام اور خرافات نے گھیر لیا اور اپنے علماء کی عبادت کرنے لگے اور کچھ عرصہ ظالم حکمرانوں کی عبادت اور اطاعت کرتے رہے.

((محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم))

عرب کے مشرکین اللہ کے وجود خالق اور مالک ہونے پر ایمان رکھتے تھے اور مصیبتوں اور تکلیفوں میں اس سے مدد لیتے تھے باوجود اس کے کہ وہ دوسرے الٰہوں پر اعتقاد رکھتے تھے اس حیثیت سے نہیں کہ انہوں نے کائنات کو پیدا کیا ہے یا وہ ان کو رزق مہیا کرتے ہیں اس کا ارشاد گرامی ہے

﴿قُل لِّمَنِ ٱلۡأَرۡضُ وَمَن فِيهَآ إِن كُنتُمۡ تَعۡلَمُونَ ٨٤ سَيَقُولُونَ لِلَّهِۚ قُلۡ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ٨٥ قُلۡ مَن رَّبُّ ٱلسَّمَٰوَٰتِ ٱلسَّبۡعِ وَرَبُّ ٱلۡعَرۡشِ ٱلۡعَظِيمِ ٨٦ سَيَقُولُونَ لِلَّهِۚ قُلۡ أَفَلَا تَتَّقُونَ ٨٧ قُلۡ مَنۢ بِيَدِهِۦ مَلَكُوتُ كُلِّ شَيۡءٖ وَهُوَ يُجِيرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيۡهِ إِن كُنتُمۡ تَعۡلَمُونَ ٨٨ سَيَقُولُونَ لِلَّهِۚ قُلۡ فَأَنَّىٰ تُسۡحَرُونَ ٨٩﴾ [المؤمنون: ٨٤-٨٩].

ان سے پوچھو یہ زمین اور جو کچھ اس میں ہے کس کا ہے اگر تم جانتے ہو (۸۴) وہ فوراً کہیں گے اللہ کا ہے کہہ دو پھر تم کیوں نہیں سمجھتے (۸۵) ان سے پوچھو کہ ساتوں آسمانوں اور عرش عظیم کا مالک کون ہے (۸۶) وہ فوراً کہیں گے اللہ ہے کہہ دو کیاپھر تم اللہ سے نہیں ڈرتے (۸۷) ان سے پوچھو کہ ہر چیز کی حکومت کس کے ہاتھ میں ہے اور وہ بچا لیتا ہے اور اسے کوئی نہیں بچا سکتا اگر تم جانتے ہو (۸۸) وہ فوراً کہیں گے اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے کہہ دو پھر تم کیسے دیوانے ہو رہے ہو (۸۹)

یہ امت گزشتہ امتوں کی طرح ہے. نمبر۱: کہ وہ اللہ سے شرک کرتے ہیں ماوراء الطبیعۃ میں. اور وہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ فرشتے اور نیک لوگ ان مصالح میں نظام اور اسباب کے اوپر تدخل کر سکتے ہیں. نمبر۲: وہ یہ نہیں چاہتے کہ اللہ کی معرفت اس کے حکم سیاسی اور مدنی مسائل میں دخل انداز ہو اس لیے قوم کے بڑے اور ارباب ان مدنی اور سیاسی مسائل میں رہنما ہیں اور زندگی کے دیگر اجتماعی معاملات میں.

((آجکل کے لوگ))

باریک مطالعہ کے بعد گزشتہ امتوں کے ساتھ ہم یہ فرق جان سکتے ہیں کہ اس امت اور گزشتہ امتوں میں کوئی فرق نہیں آجکل لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہم سچے مسلمان ہیں لیکن دین انہوں نے اپنے آباؤاجداد کی تقلید کرتے ہوئے لیا ہے باوجود اس اعتقاد کے وہ اپنے آپ کو زمین پر بہترین مخلوق سمجھتے ہیں مقلدین آج یہ گمان کرتے ہیں کہ وہ اس خالص دین پر ہیں جو نبی لے کر آئے اور اللہ پر اعتقاد رکھتے ہیں (الہ، رزاق، قاضی الحاجات) ہونے کی حیثیت سے. باوجود اس کے وہ اس کے ساتھ مخلوق کو شریک ٹھہراتے ہیں اور عقیدہ رکھتے ہیں کہ گزرے ہوئے صالحین (بزرگ لوگ) جیسے (انبیاء، اولیاء، صالحین) اللہ کے معاون ہیں اور ہم ان مقرب لوگوں کے ذریعے شفاعت پائیں گے اور حاجت پائیں گے آج لوگ اللہ کی ربوبیت اس کے حاکم اور مالک ہونے پر اعتقاد رکھتے ہیں لیکن یہ بھی کہ اللہ نے اس کائنات کو کچھ خاص بندوں کے لیے بنایا ہے انکو اللہ کے ساتھ رب اور قیوم اور مالک نہیں بناتے لیکن اس کی صفات میں اس کو شریک کرتے ہیں حلال کو حرام اور حرام کو حلال کرتے ہیں اور پیر و مرشد کا قانون ان لوگوں کے لیے دین ہو چکا ہے اور ان کے بارے میں ہمیشہ یہ کہتے ہیں کہ یہ لوگ خیر و شر کی تمیز نہیں کرتے اور لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ انہوں نے اپنی زندگیاں اللہ اور دین کے قرب میں گزاری ہیں اور دین کی فہم میں گزاری ہیں لہٰذا آنکھیں بند کرکے ہم ان کی تقلید کریں جبکہ اللہ نے فرمایا

﴿وَلَا تَقۡفُ مَا لَيۡسَ لَكَ بِهِۦ عِلۡمٌۚ إِنَّ ٱلسَّمۡعَ وَٱلۡبَصَرَ وَٱلۡفُؤَادَ كُلُّ أُوْلَٰٓئِكَ كَانَ عَنۡهُ مَسۡـُٔولٗا ٣٦﴾ [الإسراء: ٣٦].

اور جس بات کی تجھے خبر نہیں اس کے پیچھے نہ پڑ بے شک کان اور آنکھ اور دل ہر ایک سے باز پرس ہو گی (٣٦)

طاغوت کا معنی: کوئی بھی ملک اور صاحب قدرت جو اللہ کے حکم سے نکل جاتا ہے تو چاہتا ہے کہ زمین پر اس کا حکم چلے تو لوگوں کو اپنی اطاعت پر مجبور کرتے ہیں مجبور کرنے اور دھوکہ اور غلط تبلیغ کرنے میں کوئی فرق نہیں بے شک جب کوئی انسان اپنی ذات کو ان لوگوں کی اطاعت کے سپرد کر دیتا ہے تو ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ انسان طاغوت کی عبادت کرتا ہے لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ پیر و مرشد أمر و نہی کا حکم دینے والے ہیں تو بغیر کسی قرآنی دلیل کے ان کے احکام اور قوانین کی اطاعت کی جائے ایک فرقہ نبی کے زمانہ میں ایسا تھا جس نے کہا کہ ہم مرشدین اور ائمہ کی تائید نہیں کرتے تو ان کے جواب میں آپ نے فرمایا کہ کیا تم ان کے احکام کی پیروی نہ کروگے کہ کیا تم حلال و حرام میں ان کے پیروکار نہیں ہو آخر میں ہم یہ کہیں گے کہ ہم پر لازم ہے کہ ہم دین میں غور و فکر کریں اور ہر انسان پر غور و فکر کرنا ضروری ہے یہاں تک کہ اسکی کلام قیامت کے دن افسوس کا باعث نہ بنے اللہ کا ارشاد ہے

﴿يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوهُهُمْ فِي ٱلنَّارِ يَقُولُونَ يَٰلَيْتَنَآ أَطَعْنَا ٱللَّهَ وَأَطَعْنَا ٱلرَّسُولَا۠ ﴿٦٦﴾ وَقَالُواْ رَبَّنَآ إِنَّآ أَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَأَضَلُّونَا ٱلسَّبِيلَا۠ ﴿٦٧﴾ رَبَّنَآ ءَاتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ ٱلْعَذَابِ وَٱلْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيرًا ﴿٦٨﴾﴾ [الأحزاب: ٦٦-٦٨].

جس دن ان کے منہ آگ میں الٹ دیے جائیں گے کہیں گے اے کاش ہم نے اللہ اور رسول کا کہا مانا ہوتا (٦٦) اور کہیں گے اے ہمارے رب ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کا کہا مانا سو انہوں نے ہمیں گمراہ کیا (٦٧) اے ہمارے رب انہیں دگنا عذاب دے اور ان پر بڑی لعنت کر (٦٨)

اس لیے ہر شخص پر اس کی اطاعت ضروری ہے اس کے احکام اقوال قرآن کے خلاف نہ ہوں اور قوانین الٰہیہ کے مطابق ہوں اس لیے ارشاد گرامی ہے:

«لا طاعة لمخلوق فی معصية الله»

مخلوق کے کسی ایسے حکم کی بھی تابعداری جائز نہیں جس سے خالق کی نافرمانی ہو

منتخب آیہ: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِنَّ كَثِيرًا مِّنَ ٱلْأَحْبَارِ وَٱلرُّهْبَانِ لَيَأْكُلُونَ أَمْوَٰلَ ٱلنَّاسِ بِٱلْبَٰطِلِ وَيَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ ٱللَّهِۗ وَٱلَّذِينَ يَكْنِزُونَ ٱلذَّهَبَ وَٱلْفِضَّةَ وَلَا يُنفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ ٱللَّهِ فَبَشِّرْهُم بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿٣٤﴾﴾ [التوبة: ٣٤].

اے ایمان والو! بہت سے عالم اور فقیر لوگوں کا مال ناحق کھاتے ہیں اور اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دیجیے (٣٤)

اکیسویں فصل

ہم ان کلمات کی تفسیر کریں گے (الہ، رب، دین، عبادہ)

(العبادہ)

بہترین تعریف ابوالاعلیٰ مودودی نے عبادت کی یوں کی ہے کہ: عبادت وہ ہے جو اللہ وحدہ کے لیے انسان سر خم ہو رکوع و سجود اس کے اوامر سے کیا جائے اور کوئی بھی اللہ کے ارادے کے لیے ولی نہ بنائے اور اللہ کی رضا کو اعمال کے لیے معیار بنایا جائے اور ایسے اور اس طرح عمل کیے جائیں جیسے اور جس طرح اللہ چاہتا ہے اور لوگ اللہ کی عبادت سے غافل ہو جاتے ہیں اور اسکو صرف نماز، زکوۃ، روزہ اور حج میں ہی منحصر کرتے ہیں بلکہ انسان کی سوچ و بچار اور نیت اور دعاء اور قربانی اور منت اور طواف اور اعتکاف یہ سب عبادت میں سے ہیں عبادت اسلام میں بہت بڑا مفہوم ہے اور انسان کی زندگی سب عبادتوں میں شامل ہے اور سب قسم کی عبادت اور اطاعت اور حمد و ثناء اور ہر قسم کا خوف اور دیگر اسلامی مشاعر حرمت کی تعظیم صدقات و خیرات اور توصل... اور اغلب یومی جدو جہد سب عبادت میں سے ہے اور لازم یہ ہے کہ اس سے مقصود اللہ اور اس کی رضا ہو نہ کہ مخلوق. نیت غور و فکر اور عقیدہ کا صحیح ہونا عادت کو عبادت سے تمیز دینا جیسا کہ نیند روز مرہ کی عادت ہے جب انسان نفس کو سکون دینے کے لیے سوتا ہے تو اس سے مقصود وہی مادہ پرستی ہو تو یہ عقیدہ اسلامیہ میں نہ ہو گا لیکن اگر اس کا ہدف اللہ کی رضا ہو اور رسول کے طریقہ کے مطابق سوئے تو یہ عادت عبادت ہو گی جیسا اللہ کی فرمانبرداری اور دیگر عبادات. اسکا ارشاد گرامی ہے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ ٱعْبُدُواْ ٱللَّهَ وَٱجْتَنِبُواْ ٱلطَّٰغُوتَۖ فَمِنْهُم مَّنْ هَدَى ٱللَّهُ وَمِنْهُم مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ ٱلضَّلَٰلَةُۚ فَسِيرُواْ فِي ٱلْأَرْضِ فَٱنظُرُواْ كَيْفَ كَانَ عَٰقِبَةُ ٱلْمُكَذِّبِينَ ﴿٣٦﴾﴾ [النحل: ٣٦].

اور البتہ تحقیق ہم نے ہر امت میں یہ پیغام دے کر رسول بھیجا کہ اللہ کی عبادت کرو اور شیطان سے بچو پھر ان میں سے بعض کو اللہ نے ہدایت دی اور بعض پر گمراہی ثابت ہوئی پھر ملک میں پھر کر دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا انجام کیا ہوا (٣٦)

العبودیہ: اس سے مراد یہ ہے کہ انسان مرشدین اور قوم کے بڑوں کا عبد نہ ہو بلکہ توقع عبودیت اللہ کے لیے ڈالا جائے وہ صرف اسی کا ہی بندہ ہو تو اس حالت میں انسان پر لازم ہے کہ وہ اللہ کے حدود اور قوانین کی پاسداری کرے نہ کہ مرشدین کے بنائے ہوئے حلال و حرام کی اور انبیاء کو اس لیے بھیجا گیا کہ وہ بندوں کو بندوں کی غلامی سے نکال کر اللہ کی غلامی کی طرف لائیں اسکا ارشاد گرامی ہے

﴿نَبِّئۡ عِبَادِيٓ أَنِّيٓ أَنَا ٱلۡغَفُورُ ٱلرَّحِيمُ ۝٤٩﴾ [الحجر: ٤٩].

میرے بندوں کو اطلاع دے کہ بے شک میں بخشنے والا مہربان ہوں (۴۹)

اطاعت: اس سے مراد یہ ہے کہ انسان صرف اللہ کے احکام کی اتباع کرے نہ کہ مرشدین اور قوم کے بڑوں کی جو لوگوں کو دھوکہ دیتے رہتے ہیں نیک لوگوں کے لباس اور دیگر مظہر میں تشبیہ اختیار کرنے کے ذریعے اور وہ معاشرے میں داخل ہوتے ہیں لوگوں کو دھوکہ دینے کے لیے.

العبادہ: اس سے مراد یہ ہے کہ انسان کوئی چیز کسی دوسرے وجود کے سامنے ادا کرے عملی طور پر جیسا کہ رکوع، سجود، قیام، طواف، تقبیل منت ادا کرنا قربانی اور سب ایسے اعمال جو انسان اللہ کو قریب کرنے کے لیے کرتا ہے اور اس میں یہ فرق نہیں ہے کہ وہ وجود مقابل بہت بڑا الہ ہو یا چھوٹا ہو یا وہ اس پر ایمان رکھتا ہو اس حیثیت سے کہ وہ اس کے ذریعے شفاعت پائے گا یا اس کو اللہ کے قریب پہنچائے یا وہ ایمان رکھتا ہو اس حیثیت سے کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائے اس کائنات کے امور چلانے میں یا وہ اس کو پکارے گا مصائب تکلیفوں اور غربت کے وقت اور وہ اس سے ملجأ (جائے پناہ) مانگے گا ان سب مفاہیم کے بارے میں قرآن میں آیا ہے کہ یہ عبادت دون اللہ کے لیے ہیں اور اللہ کے لیے نہیں کیونکہ سب مخلوق اللہ کی عبادت کرتی ہے اور اس کی محتاج ہے وہی زمین وآسمان کا مالک ہے اور جو کچھ ان میں ہے وہی سب امور چلانے والا ہے تو لہٰذا کوئی بھی اس لائق نہیں کہ اللہ کے سوا اس کی عبادت کی جائے قرآن میں ہے

﴿وَمَآ أَرۡسَلۡنَا مِن قَبۡلِكَ مِن رَّسُولٍ إِلَّا نُوحِيٓ إِلَيۡهِ أَنَّهُۥ لَآ إِلَٰهَ إِلَّآ أَنَا۠ فَٱعۡبُدُونِ ۝٢٥﴾ [الأنبياء: ٢٥].

اور ہم نے تم سے پہلے ایسا کوئی رسول نہیں بھیجا جس کی طرف یہ وحی نہ کی ہو کہ میرے سوا اور کوئی معبود نہیں سو میری ہی عبادت کرو (۲۵)

(الدین)

اس کلمہ کا مفہوم چار چیزوں کی بنیاد ہے

۱۔ حکم، غلبہ اور ملک

۲۔ اطاعت اور حکم اور ملکیت کا قبول کرنا خوشی اور تنگی میں

۳۔ فکری اور عملی نظام جو کہ حکمت کے سبب چلتا ہے ایک محدود دائرے میں ہو

۴۔ وہ جزا جس کا اللہ نے فرمانبرداروں اور بے فرمانوں سے وعدہ کر رکھا ہے (مجازات، مکافات، محاسبہ، القضاء)

دین کا پہلا اور دوسرا معنی قرآن میں سلطہ کے مفہوم میں ہے اور یہ صرف اللہ کے لیے خاص ہے اور انسان کو اپنی ذات کسی حاکم اور محکوم کے سپرد نہیں کرنی چاہیے اللہ کے علاوہ اور نہ ہی اللہ کے علاوہ کسی کی عبادت کرنی چاہیے

اس سے مراد ہم اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کر دیں اگر چہ کوئی گناہ کرتے ہیں تو اس کو اپنے اختیار کی طرف منسوب کریں حکومت کے معاملات بھی اسی کی مثال ہیں یعنی اگر اس حکومت کی بنیادیں اسلام پر ہوں گی تو ان کی اطاعت کرنا لازم ہو گا ورنہ نہیں اور دین کے حکم کا تیسرا معنی قانون کے احکام اور غور و فکر کا طریقہ اور انسان کا خطوط کے مطابق کام کرنا تو یہ قوانین انسان کے لیے اللہ کے دین کے مطابق ہوں گے اور اگر وہ اق کے قانون کے مطابق نہ ہوں گے یعنی ان سے مراد امراء، حکماء، رؤسا مراد ہیں تو یہ اللہ کے قانون کے خلاف ہوں گے ہم اس انسان کو اللہ کے دین میں شمار نہیں کریں گے یا جب کوئی شخص یہ سوچے کہوہ بہت بڑی قدرت اور سلطنت کا مالک ہے تو یہ ان ظالم حکمرانوں کے زمرے میں شمار ہو گا اور دین کا چوتھا معنی حساب وکتاب قضاء قدر حقیقت و مجاز ہے پہلے اور دوسرے معنی کے اعتبار سے حکم اور اس کا قبول کرنا ہے قرآن میں ہے

﴿مَا تَعۡبُدُونَ مِن دُونِهِۦٓ إِلَّآ أَسۡمَآءٗ سَمَّيۡتُمُوهَآ أَنتُمۡ وَءَابَآؤُكُم مَّآ أَنزَلَ ٱللَّهُ بِهَا مِن سُلۡطَٰنٍۚ إِنِ ٱلۡحُكۡمُ إِلَّا لِلَّهِ أَمَرَ أَلَّا تَعۡبُدُوٓاْ إِلَّآ إِيَّاهُۚ <u>ذَٰلِكَ ٱلدِّينُ ٱلۡقَيِّمُ</u> وَلَٰكِنَّ أَكۡثَرَ ٱلنَّاسِ لَا يَعۡلَمُونَ ٤٠﴾ [يوسف: ٤٠].

تم اس کے سوا کچھ نہیں پوجتے مگر چند ناموں کو جو تم نے اور تمہارے باپ داداؤں نے مقرر کر لیے ہیں اللہ نے ان کے متعلق کوئی سند نہیں اتاری حکومت سوا اللہ کے کسی کی نہیں ہے اس نے حکم دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو یہی <u>سیدھا راستہ ہے</u> لیکن اکثر آدمی نہیں جانتے (۴۰)

تیسرے معنی کے لحاظ سے (نظام، غور و فکر اور قوانین) قرآن میں ہے

﴿أَمۡ لَهُمۡ شُرَكَٰٓؤُاْ شَرَعُواْ لَهُم مِّنَ <u>ٱلدِّينِ</u> مَا لَمۡ يَأۡذَنۢ بِهِ ٱللَّهُۚ وَلَوۡلَا كَلِمَةُ ٱلۡفَصۡلِ لَقُضِيَ بَيۡنَهُمۡۗ وَإِنَّ ٱلظَّٰلِمِينَ لَهُمۡ عَذَابٌ أَلِيمٞ ٢١﴾ [الشورى: ٢١].

کیا ان کے اور شریک ہیں جنہوں نے ان کے لیے <u>دین</u> کا وہ طریقہ نکالا ہے جس کی اللہ نے اجازت نہیں دی اور اگر فیصلہ کا وعدہ نہ ہوا ہوتا تو ان کا دنیا ہی میں فیصلہ ہو گیا ہوتا اور بے شک ظالموں کے لیے دردناک عذاب ہے (۲۱)

چوتھے معنی کے حساب سے (محاسبہ اور جزاء وسزا) قرآن میں ہے

﴿وَمَآ أَدۡرَىٰكَ مَا يَوۡمُ ٱلدِّينِ ١٧ ثُمَّ مَآ أَدۡرَىٰكَ مَا يَوۡمُ ٱلدِّينِ ١٨﴾ [الأنفطار: ١٧-١٨].

اور تجھے کیا معلوم انصاف کا دن کیا ہے (۱۷) پھر تجھے کیا خبر کہ انصاف کا دن کیا ہے (۱۸)

منتخب آیہ: ﴿قَالَ ٱلَّذِينَ حَقَّ عَلَيۡهِمُ ٱلۡقَوۡلُ رَبَّنَا هَٰٓؤُلَآءِ ٱلَّذِينَ أَغۡوَيۡنَآ أَغۡوَيۡنَٰهُمۡ كَمَا غَوَيۡنَاۖ تَبَرَّأۡنَآ إِلَيۡكَۖ مَا كَانُوٓاْ إِيَّانَا يَعۡبُدُونَ ٦٣﴾ [القصص: ٦٣].

جن پر الزام قائم ہو گا وہ کہیں گے اے رب ہمارے! وہ یہی ہیں جنہیں ہم نے بہکایا تھا انہیں ہم نے گمراہ کیا تھا جیسا کہ ہم گمراہ تھے ہم تیرے روبرو بیزار ہوتے ہیں یہ ہمیں نہیں پوجتے تھے (۶۳)

بائیسویں فصل

گزشتہ فصلوں میں جس طرح ایمان اور عقیدے دونوں کا ذکر کر چکے ہیں کہ یہ قرآن کی آیاتوں میں کفر کرنے سے ہی ہو سکتے ہیں اور قرآن ہی قیامت کے دن عقیدے اور ایمان کا مصدر ہو گا ہم میں سے بہت سارے لوگ عقیدے میں دوسروں کے افکار لیے پھرتے ہیں ہم پر لازم ہے کہ وہ افکار جو قرآن کے خلاف ہوں اسکو چھوڑ دیں جیسا کہ سیدنا ابراہیم نے ان سب بے دلیل خرافانہ افکار کی جڑیں کاٹ ڈالیں اللہ نے قیامت کی خوش بختی کا اعلان دو شرطوں میں فرمایا قرآن میں ہے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

﴿وَٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ وَعَمِلُواْ ٱلصَّٰلِحَٰتِ أُوْلَٰٓئِكَ أَصْحَٰبُ ٱلْجَنَّةِۖ هُمْ فِيهَا خَٰلِدُونَ ﴿٨٢﴾﴾ [البقرة: ٨٢].

اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے وہی بہشتی ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے (۸۲)

پہلی شرط (ایمان) اور دوسری شرط (نیک اعمال) اور یہ دو شرطیں پچاس سے زیادہ آیتوں میں دہرائی گئی ہیں (ایمان اور نیک اعمال) اس بات کی تاکید کے لیے یہاں تک کہ سبحانہ وتعالی نے ایمان اور نیک اعمال کو معیار بنایا بڑے افسوس کے ساتھ ہمارے معاشرے میں ایمان کا مفہوم کچھ اور پیش کیا جاتا ہے قرآن میں سچا ایمان یہ کہا گیا ہے

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ ءَامِنُواْ بِٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦ وَٱلْكِتَٰبِ ٱلَّذِى نَزَّلَ عَلَىٰ رَسُولِهِۦ وَٱلْكِتَٰبِ ٱلَّذِىٓ أَنزَلَ مِن قَبْلُۚ وَمَن يَكْفُرْ بِٱللَّهِ وَمَلَٰٓئِكَتِهِۦ وَكُتُبِهِۦ وَرُسُلِهِۦ وَٱلْيَوْمِ ٱلْءَاخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَٰلًۢا بَعِيدًا ﴿١٣٦﴾﴾ [النساء: ١٣٦].

اے ایمان والو تم اعتقاد رکھو اللہ کے ساتھ اور اس کے رسول کے ساتھ اور اس کتاب کے ساتھ جو اسنے اپنے رسول پر نازل فرمائی اور ان کتابوں کے ساتھ جو کہ پہلے نازل ہو چکی ہیں اور جو شخص اللہ تعالیٰ کا انکار کرے اور اس کے فرشتوں کا اور اسکی کتابوں کا اور اس کے رسولوں کا اور روزِ قیامت کا تو وہ شخص گمراہی میں بڑی دور جا پڑا۔ (۱۳۶)

تو پھر ایمان کی سچائی کے لیے پانچ چیزوں کا ہونا ضروری ہے

۱۔ اللہ پر ایمان رکھنا

۲۔ فرشتوں پر ایمان

۳۔ رسولوں پر ایمان

۴۔ کتابوں پر ایمان

۵۔ قیامت کے دن پر ایمان

اب اس آیت میں غور کریں

﴿لَّيْسَ ٱلْبِرَّ أَن تُوَلُّوا۟ وُجُوهَكُمْ قِبَلَ ٱلْمَشْرِقِ وَٱلْمَغْرِبِ وَلَٰكِنَّ ٱلْبِرَّ مَنْ ءَامَنَ بِٱللَّهِ وَٱلْيَوْمِ ٱلْءَاخِرِ وَٱلْمَلَٰٓئِكَةِ وَٱلْكِتَٰبِ وَٱلنَّبِيِّۦنَ وَءَاتَى ٱلْمَالَ عَلَىٰ حُبِّهِۦ ذَوِى ٱلْقُرْبَىٰ وَٱلْيَتَٰمَىٰ وَٱلْمَسَٰكِينَ وَٱبْنَ ٱلسَّبِيلِ وَٱلسَّآئِلِينَ وَفِى ٱلرِّقَابِ وَأَقَامَ ٱلصَّلَوٰةَ وَءَاتَى ٱلزَّكَوٰةَ وَٱلْمُوفُونَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَٰهَدُوا۟ ۖ وَٱلصَّٰبِرِينَ فِى ٱلْبَأْسَآءِ وَٱلضَّرَّآءِ وَحِينَ ٱلْبَأْسِ ۗ أُو۟لَٰٓئِكَ ٱلَّذِينَ صَدَقُوا۟ ۖ وَأُو۟لَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْمُتَّقُونَ ﴿١٧٧﴾﴾ [البقرة: ١٧٧].

کچھ سارا کمال اسی میں نہیں (آگیا) کہ تم اپنا منہ مشرق کو کرلو یا مغرب کو لیکن (اصلی) کمال تو یہ ہے کہ کوئی شخص اللہ تعالیٰ پر یقین رکھے اور قیامت کے دن پر اور فرشتوں پر اور (سب) کتب (سماویہ) پر اور پیغمبروں پر اور مال دیتا ہو اس (اللہ) کی محبت میں رشتہ داروں کو اور یتیموں کو اور محتاجوں کو اور (بے خرچ) مسافروں کو اور سوال کرنے والوں کو اور گردن چھڑانے میں اور نماز کی پابندی رکھتا ہو اور زکوٰۃ بھی ادا کرتا ہو اور جو اشخاص (ان عقائد واعمال کے ساتھ یہ اخلاق بھی رکھتے ہوں کہ) اپنے عہدوں کو پورا کرنے والے ہوں جب عہد کرلیں اور وہ لوگ مستقل رہنے والے ہوں تنگدستی اور بیماری میں اور قتال میں یہ لوگ ہیں جو سچے (کمال کے ساتھ موصوف) ہیں اور یہی لوگ ہیں جو (سچے) متقی (کہے جاسکتے) ہیں (۱۷۷)

ایمان یعنی پانچ چیزوں کی معرفت کا نام ہے جو ابھی ذکر ہوئیں پھر ان پر یقین رکھنا یعنی کہ اللہ کی واحدانیت اسکی ربوبیت اور اسکی خالقیت اور عالم الغیب اور حاضر اور یہ کہ انسان صرف اس کا بندہ اور اسی کے دین کا پیروکار ہے اللہ کے وجود پر ایمان کے بعد اس کی صفات پر ایمان رکھنا ہے یعنی اس کی ذات پر ایمان رکھنے کے بعد اس کی سب صفات پر ایمان رکھنا ہوگا جیسا کہ الرحمٰن الرحیم الخالق العادل... اور یہ بھی اعتقاد رکھنا ہوگا کہ اللہ اپنی ذات وصفات میں ایک ہی ہے اور مخلوق میں اس کی صفات نہیں پائی جاتیں قرآن میں اللہ کی نناوے صفات اسماء الحسنی کے نام سے ذکر ہوئیں ایمان مجمل میں سے ہے قضاء وقدر پر ایمان یعنی انسان کو ایمان رکھنا کہ ہر خیر وشر دنیا میں صرف اللہ کی طرف سے ہوتی ہیں کسی اور کی طرف سے نہیں اور اللہ پر ایمان یہ لازم کرتا ہے کہ توحید کی تمام شروط کا خیال رکھیں یعنی اس کی واحدانیت کا اقرار اور کسی کو شریک نہ ٹھہرانا کسی کو واسطہ نہ بنانا تو ایمان کا مقصد یہ ہے کہ اللہ پر ایمان اس کی ذات صفات اور قضاء وقدر پر اور توحید کی اصلیت پر ایمان اور ایمان کی

دوسری اصل غیب پر ایمان ہے جیسا کہ فرشتے... یعنی کہ انسان کو فرشتوں پر اس طرح سے ایمان رکھنا کہ یہ کائنات میں اللہ کی غائبانہ مخلوق ہیں خواہ قرآن میں اس کا ذکر ہو یا صرف اشارہ کیا گیا ہو جو بھی چیز قرآن میں فرشتوں کے بارے میں ہوگی تو لیں گے اگر لوگوں کے کلام یا کسی اور کتاب سے ہوگی تو نہیں لیں گے یا ان کی شان میں زیادتی کرنا یا اس کو تبدیل کرنا جو قرآن کے خلاف ہوگی اس کو چھوڑ دیں گے اور اس کو لوگوں کے ذہنوں کا نتیجہ قرار دے کر جھوٹا قرار دیں گے جو اللہ کی طرف ان کی نسبت کرتے ہیں ہم صرف اس کو قبول کریں گے جو قرآن میں ہوگا

غیب پر ایمان میں تیسری اصل: آسمانی کتب پر ایمان رکھنا ہے جیسا زبور، تورات انجیل اور قرآن میں ہے یہ اللہ کی طرف سے غائبانہ وحی کی گئی تھیں اور یہ اعتقاد کرنا کہ قرآن ان آسمانی کتب میں سے آخری کتاب ہے.

غیب پر ایمان سے چوتھی اصل: رسولوں پر لانا ہے وہ یہ کہ انسان سب رسولوں پر ایمان لائے جیسا کہ نوح وابراہیم... جو کہ غیب اور موجودہ دنیا میں پختہ رابطہ ہیں اور سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا جو کہ اللہ کی طرف سے آخری نبی ہیں

غیب پر ایمان کی آخری اصل: قیامت پر ایمان ہے یعنی انسان قیامت کے دن پر یقین رکھے کہ قیامت اس مادی دنیا کی انتہا ہے اور عالم غیب کی ابتدا ہے وہی حساب وکتاب اور جن وبشر کے جمع ہونے کا دن ہے جو قرآن میں مختلف ناموں سے آیا ہے جیسا کہ یوم الفصل، الساعۃ، الحاقۃ.. جنت اور دوزخ کا ذکر قرآن میں بڑی تفصیل سے آیا ہے قرآن میں بہت سارے واقعات جو جہنم کے عذاب اور جنت کی لذت کے بارے میں ہیں اگر ان کے بارے میں کوئی بھی زیادتی یا تغیر قرآن کے خلاف ہو تو اس کو دھتکار دیں گے اور قبول نہیں کریں گے یہ سب چیزیں جو ذکر کی گئیں ہیں ان کے بارے میں صحیح ایمان اور عقیدے کے بارے میں دو شخصوں کی آراء کو دیکھیے.

۱۔ وہ جو قرآن سے ابتدا کرتا ہے اور اللہ پر توکل کرتا ہے اپنے عقیدے کو صحیح کرنے میں قرآن پر غور کرتا ہے ۲۔ وہ جو قرآن کو چھوڑ کر ظاہری مشائخ کی دین میں تقلید کرتا ہے اور علم غیب کے مفاہیم اور ان کی ہر بنائی ہوئی ہر بات کی تصدیق کرتا ہیں تو یہ ایمان ایک خوبصورت گلاس کی مثل ہے جس میں کوئی خرابی اور نقص نہ ہو کیونکہ اللہ نے ہمارے لیے سچائی ایمان قرآن میں بیان کی ہے جو ان پانچ چیزوں کے بارے میں جو پہلے ذکر ہو چکی ہیں وہ غیب پر ایمان فرشتوں پر اور آسمانی کتابوں اور رسولوں پر ایمان لانا ہے جو کہ عالم غیب سے عالم مادی تک لوگوں کے لیے واسطہ ہیں قرآن میں ہے

﴿ذَٰلِكَ ٱلۡكِتَٰبُ لَا رَيۡبَۛ فِيهِۛ هُدٗى لِّلۡمُتَّقِينَ ٢ ٱلَّذِينَ يُؤۡمِنُونَ بِٱلۡغَيۡبِ وَيُقِيمُونَ ٱلصَّلَوٰةَ وَمِمَّا رَزَقۡنَٰهُمۡ يُنفِقُونَ ٣ وَٱلَّذِينَ يُؤۡمِنُونَ بِمَآ أُنزِلَ إِلَيۡكَ وَمَآ أُنزِلَ مِن قَبۡلِكَ وَبِٱلۡأٓخِرَةِ هُمۡ يُوقِنُونَ ٤﴾ [البقرة: ٢-٤].

یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی بھی شک نہیں پرہیزگاروں کے لیے ہدایت ہے (۲) جو بن دیکھے ایمان لاتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا ہے اس میں خرچ کرتے ہیں (۳) اور جو ایمان لاتے ہیں اس پر جو اتارا گیا آپ پر اور جو آپ سے پہلے اتارا گیا اور آخرت پر بھی وہ یقین رکھتے ہیں (۴)

اور اس موضوع کو آنے والی آیت میں بھی دیکھیے

﴿فَٱسۡتَخَفَّ قَوۡمَهُۥ فَأَطَاعُوهُۚ إِنَّهُمۡ كَانُواْ قَوۡمٗا فَٰسِقِينَ ٥٤ فَلَمَّآ ءَاسَفُونَا ٱنتَقَمۡنَا مِنۡهُمۡ فَأَغۡرَقۡنَٰهُمۡ أَجۡمَعِينَ ٥٥﴾ [الزخرف: ٥٤-٥٥].

پس اس نے اپنی قوم کو احمق بنا دیا پھر اس کے کہنے میں آ گئے کیوں کہ وہ بدکار لوگ تھے (۵۴) پس جب انہوں نے ہمیں غصہ دلا دیا تو ہم نے ان سے بدلہ لیا ہم نے ان سب کو غرق کر دیا (۵۵)

اب ہم حکومت اور فرعون کی لوگوں پر سلطنت کے بارے میں بحث کریں گے فرعون لوگوں کو ذلیل کرتا اور ان پر حکمرانی کرتا اور ہمیشہ یہ کہتا تم نہیں جانتے، تم نہیں جانتے، تم نہیں جانتے ۔ اپنی پوری زندگی میں ہمیشہ یہی جملہ کہا شروع میں لوگ یہ کلام قبول کرتے رہے تو کچھ عرصے کے بعد لوگوں نے کہا کہ ایسی کیا بات ہے جو ہم نہیں جانتے. تو یہ کلمہ ہم پر ہر دفعہ دھراتا ہے تو اس نے کہا کہ تم میری بات کی تصدیق بغیر سوچے کیا کرو تو لوگوں نے کہا کہ تم ہمیشہ ہم پر نہ سمجھی کو دہراتے ہو تو کہو کہ ہم کیا کریں فرعون ان پر مسلط رہا یہاں تک کہ ان کا ارباب بن گیا اور لوگوں نے اس کی اطاعت کی اور اب ہمارا مجتمع بھی فرعون کے مشابہہ ہو گیا ہے آج بہت سارے ائمہ اور مرشدین لوگوں سے یہ کہتے ہیں کہ قرآن کو ہمارے سوا کوئی نہیں سمجھتا ہے لوگ ان کو دلیل بناتے اور ان کی تقلید کرتے ہیں کیونکہ انہوں نے قرآن کو غور و فکر اور دنیا اور آخرت کو چھوڑا اور گمراہی میں ڈالا اور گمراہ مرشدین لوگوں پر مسلط رہے کہ جب تک ہم موجود ہیں دوسروں کے بارے میں سوچا کریں گے یہ بات ٹھیک نہیں ہے اور لوگوں کو گمراہی میں ڈالا اور لوگوں نے غور و فکر کو چھوڑا اور کہا کہ ہم غور و فکر نہیں کر سکتے آج ہم بہت سارے لوگوں کے بارے میں یہی سنتے ہیں کہ انہوں نے قرآن کو چھوڑا جیسا کہا کہ (قرآن میں سات پیٹ ہیں اور ہر پیٹ کے سات طبقے ہیں) یا (قرآن کا ایک معنی ہے لیکن اس کی تاویل کے بہت معنے ہیں) یا (اصلی قرآن مہدی منتظر کے پاس ہے اور ہمارے پاس نہیں ہے) اس جیسے بہت سارے جملے ہیں جن کو ہم باطل کر سکتے ہیں قرآن میں تھوڑی غور کے بعد یہ گمراہ جملے جنہوں نے لوگوں کو قرآن سے دور کیا اور اس طرح کی دعائیں گھڑی گئی ہیں جو قرآن اور لوگوں کے درمیان واسطہ بنتی ہیں اور ان کو اس میں مشغول کرتی ہیں مثلاً بہت ساری حدیثوں کی کتابوں میں گھڑی ہوئی حدیثیں ہیں دعاء کے بارے میں کہ تم فلاں دعا پڑھو گے تو تمہیں قرآن کے ایک ہزار ختم کا ثواب ملے گا تو لوگوں نے یہ حدیثیں لیں اور قرآن کو چھوڑ دیا یہ گمراہ مرشدین ثواب کی تقسیم کر رہے ہیں لیکن بڑے افسوس کے ساتھ کہ لوگ ان کی اطاعت کرتے ہیں کیا ان کا کلام اللہ کے کلام سے افضل ہے اور تم لوگوں نے قرآن میں غور و فکر کو چھوڑا اور یہ سوچ بیٹھے کہ عبادت صرف نماز کا نام ہے آج ہم پر لازم ہے کہ ہم لوگوں کو اس غفلت سے جگائیں ورنہ یہ غفلت ہم سب کو آگ کا ایندھن بنائے گی قرآن میں ہے

﴿بَلۡ يُرِيدُ كُلُّ ٱمۡرِيٕٖ مِّنۡهُمۡ أَن يُؤۡتَىٰ صُحُفٗا مُّنَشَّرَةٗ ۝٥٢﴾ [المدثر: ٥٢].

بلکہ ہر ایک آدمی ان میں سے چاہتا ہے کہ اسے کھلے ہوئے صحیفے دیئے جائیں (۵۲)

منتخب آیۃ: ﴿وَٱتَّقُواْ فِتۡنَةٗ لَّا تُصِيبَنَّ ٱلَّذِينَ ظَلَمُواْ مِنكُمۡ خَآصَّةٗۖ وَٱعۡلَمُوٓاْ أَنَّ ٱللَّهَ شَدِيدُ ٱلۡعِقَابِ ۝٢٥﴾ [الأنفال: ٢٥].

اور تم اس فتنہ سے بچتے رہو جو تم میں سے خاص ظالموں پر ہی نہ پڑے گا اور جان لو کہ بے شک اللہ سخت عذاب کرنے والا ہے (۲۵)

تیئیسویں فصل

آج لوگ یہ سوچتے ہیں کہ عرب زمانہ جاہلیت میں لکڑی سونے چاندی کے بنائے ہوئے بتوں سے دعائیں مانگتے اور استغاثہ کرتے تھے لیکن یہ تصور غیر صحیح ہے کیونکہ بت ان کے نزدیک فرشتوں اور بزرگوں کی مثل تھے اور وہ ان سے اپنی حاجت طلب کرتے یہ عقیدہ رکھتے ہوئے کہ ان پتھر اور لکڑیوں کے کوئی گناہ نہیں ہیں اور لوگوں کے گناہ بہت ہیں اس لیے وہ ان کے واسطے کے بغیر نہیں مانگ سکتے تو انہوں نے ان بتوں کو اللہ کی قربت کا واسطہ بنایا جب رسول فتح مکہ کے موقع پر کعبہ میں داخل ہوئے تو انہوں نے بہت سارے بتوں کو فرشتوں اور انبیاء کی صورت میں دیکھا جیسا کہ سیدنا ابراہیم ان کے ہاتھ میں لکڑی کا خنجر تھا اور سیدنا اسماعیل ان کے ہاتھ میں پرندہ تھا تو آپ نے ان کی تمثیلوں کو توڑنے کا حکم دیا اور سیدنا ابراہیم کی تمثیل کی طرف دیکھ کر فرمایا اللہ ان صورتوں کے بنانے والوں کو تباہ کرے جنہوں نے ہمارے آباؤاجداد سے یہ کیا کیا کہ جن کا ان لکڑی کے خنجر سے تعلق نہ تھا اور وہ یہودی اور نصرانی نہ تھے بلکہ صحیح مسلمان تھے اور مشرکین میں سے نہ تھے

اور ان بتوں کی قسموں میں سے تھا جن کی وہ پوجا کرتے جیسے ہابیل کی مثال تھی جو مظلومانہ طور پر قتل ہوئے اور ان کے بہت سے معاوذ (جن کی پناہ لی جاتی ہے) بنائے گئے زمانہ جاہلیت میں عرب بتوں کی پوجا کرتے اور قربانیاں کرتے اللہ کے قرب کے لیے اسلام آیا تو اس نے لوگوں کو بتوں کی حقیقت سے آگاہ کیا جن کی عبادت کی جاتی اور ان سے استغاثہ کیا جاتا یہ گمان کرتے ہوئے کہ وہ فرشتوں اور نیک لوگوں کی یادگاریں ہیں جو اللہ کے بندے تھے اور ان کو کسی بھلائی اور برائی پر طاقت نہ تھی اور نیک لوگ بھی تمہاری مثل ہیں جن کو بشریت کی طاقت سے زیادہ طاقت نہیں اللہ کا ارشاد ہے:

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

﴿وَمَكَرُواْ مَكۡرٗا كُبَّارٗا ﴿٢٢﴾ وَقَالُواْ لَا تَذَرُنَّ ءَالِهَتَكُمۡ وَلَا تَذَرُنَّ وَدّٗا وَلَا سُوَاعٗا وَلَا يَغُوثَ وَيَعُوقَ وَنَسۡرٗا ﴿٢٣﴾ وَقَدۡ أَضَلُّواْ كَثِيرٗاۖ وَلَا تَزِدِ ٱلظَّٰلِمِينَ إِلَّا ضَلَٰلٗا ﴿٢٤﴾﴾ [نوح: ٢٢-٢٤].

اور انہوں نے بڑی زبردست چال چلی (۲۲) اور کہا تم اپنے معبودوں کو ہر گز نہ چھوڑو اور نہ ودّ اور سواع اور یغوث اور یعوق اور نسر کو چھوڑو (۲۳) اور انہوں نے بہتوں کو گمراہ کر دیا اور (اب آپ) ان ظالموں کی گمراہی اور بڑھا دیجئے (۲۴)

دکتور عبد الجلیل عیسی نے اپنی تفسی المصحف المیسر میں اس آیت کے بارے کہا کہ یہ پانچ قسم کے بت جو بہت اہم اور باقیوں سے بڑے تھے اور یہ ان پانچ نیک لوگوں کے نام تھے کہ ان کے مرنے کے بعد لوگوں نے ان کی قبور پر معابد بنائے پھر مختلف قسم کے بت بنائے جو ان کی سفارش کا واسطہ بن گئے یہ ان بزرگ لوگوں کے نام تھے جو مر گئے پھر ان کے چاہنے والوں نے ان کے بت بنائے ان کی یادگاری کے لیے کچھ عرصہ بعد وہ ان کی تعظیم کرنے لگے یہاں تک نسل در نسل ان کی عبادت تک جا پہنچے رسول نے اپنی وفات کے قریب ارشاد فرمایا وہ لوگ کہ ان میں سے کوئی نیک مرتا تو اس کی قبر پر مسجد بناتے اور اس کی تصویر بناتے اور وہ لوگ بدترین مخلوق ہیں جنہوں نے اللہ

کی مخلوق کو معبود بنایا ان کے معبود جن اور فرشتوں سے ہی نہیں بلکہ ان لوگوں کو بھی الہ بنایا جو ان سے پہلے مر گئے قرآن میں ہے

﴿وَٱلَّذِينَ يَدۡعُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ لَا يَخۡلُقُونَ شَيۡـٔٗا وَهُمۡ يُخۡلَقُونَ ٢٠ أَمۡوَٰتٌ غَيۡرُ أَحۡيَآءٖۖ وَمَا يَشۡعُرُونَ أَيَّانَ يُبۡعَثُونَ ٢١ إِلَٰهُكُمۡ إِلَٰهٞ وَٰحِدٞۚ فَٱلَّذِينَ لَا يُؤۡمِنُونَ بِٱلۡأٓخِرَةِ قُلُوبُهُم مُّنكِرَةٞ وَهُم مُّسۡتَكۡبِرُونَ ٢٢﴾ [النحل: ٢٠-٢٢].

اور جنہیں اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہ کچھ بھی پیدا نہیں کرتے اور وہ خود پیدا کیے ہوئے ہیں (۲۰) **وہ تو مردے ہیں جن میں جان نہیں اور وہ نہیں جانتے کہ لوگ کب اٹھائے جائیں گے (۲۱)** تمہارا معبود اکیلا معبود ہے پھر جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اُن کے دل نہیں مانتے اور وہ تکبر کرنے والے ہیں (۲۲)

زمانہ جاہلیت میں عرب اللہ کے خالق ہونے پر ایمان رکھتے تھے لیکن یہ اعتقاد رکھتے ہوئے کہ وہ اللہ سے بغیر واسطے کے نہیں مانگ سکتے ان کے اور اللہ کے درمیان واسطہ ضروری ہے.

** کفار: وہ جو اللہ پر فرشتوں پر رسولوں اور قیامت کے دن پر ایمان نہیں رکھتے اور دین کی مسلمات کا انکار کرتے ہیں- مشرکین: وہ ہیں جو اللہ سے شرک کرتے ہیں یا اس سے واسطہ بناتے ہیں اور عام طور پر یہ کام اللہ کے قرب کے لیے کرتے ہیں- منافقین: وہ ہیں جو کچھ ظاہر کرتے ہیں اپنے باطن کے خلاف اس آیت میں غور کریں

﴿وَلَا يَمۡلِكُ ٱلَّذِينَ يَدۡعُونَ مِن دُونِهِ ٱلشَّفَٰعَةَ إِلَّا مَن شَهِدَ بِٱلۡحَقِّ وَهُمۡ يَعۡلَمُونَ ٨٦ وَلَئِن سَأَلۡتَهُم مَّنۡ خَلَقَهُمۡ لَيَقُولُنَّ ٱللَّهُۖ فَأَنَّىٰ يُؤۡفَكُونَ ٨٧ وَقِيلِهِۦ يَٰرَبِّ إِنَّ هَٰٓؤُلَآءِ قَوۡمٞ لَّا يُؤۡمِنُونَ ٨٨﴾ [الزخرف: ٨٦-٨٨].

اور جنہیں وہ اس کے سوا پکارتے ہیں انہیں تو شفاعت کا بھی اختیار نہیں ہاں جن لوگوں نے حق بات کا اقرار کیا تھا اور وہ تصدیق بھی کرتے تھے (۸۶) **اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ انہیں کس نے پیدا کیا ہے تو ضرور کہیں گے اللہ نے پھر کہاں بہکے جا رہے ہیں (۸۷)** اور قسم ہے رسول کے یارب پکارنے کی بے شک یہ ایسے لوگ ہیں کہ ایمان نہ لائیں گے (۸۸)

اور اس آیت میں بھی

﴿نُمَتِّعُهُمۡ قَلِيلٗا ثُمَّ نَضۡطَرُّهُمۡ إِلَىٰ عَذَابٍ غَلِيظٖ ٢٤ وَلَئِن سَأَلۡتَهُم مَّنۡ خَلَقَ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلۡأَرۡضَ لَيَقُولُنَّ ٱللَّهُۚ قُلِ ٱلۡحَمۡدُ لِلَّهِۚ بَلۡ أَكۡثَرُهُمۡ لَا يَعۡلَمُونَ ٢٥ لِلَّهِ مَا فِي ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلۡأَرۡضِۚ إِنَّ ٱللَّهَ هُوَ ٱلۡغَنِيُّ ٱلۡحَمِيدُ ٢٦﴾ [لقمان: ٢٤-٢٦].

ہم انہیں تھوڑا سا عیش دے رہے ہیں پھر ہم انہیں سخت عذاب کی طرف گھسیٹ کر لے جائیں گے (۲۴) **اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے بنایا ہے تو ضرور کہیں گے کہ اللہ نے کہہ دو الحمدللہ بلکہ ان میں سے اکثر نہیں جانتے (۲۵)** اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے بے شک اللہ بے نیاز سب خوبیوں والا ہے (۲۶)

ان حقائق کے جاننے کے باوجود کہ عرب اس زمانے میں اللہ کو نہ بھولے تھے اس کے خالق رازق اور رب ہونے کی حیثیت سے لیکن انہوں نے اس کو اس طرح سے نہ جانا جس طرح اللہ نے چاہا کہ جانیں اور انہوں نے کوشش

کی کہ اللہ اور بتوں کو جمع کریں یہ کہتے ہوئے کہ دعا آسمان تک پہنچتی ہے لیکن کسی کی بات بغیر واسطے یا منت، صدقے یا قربانی کے بغیر اللہ قبول نہیں کرتا اور ان کی حاجات پوری نہیں ہوتیں اور یہ ہی اللہ کے ساتھ شرک ہے اور کچھ عرصے بعد یہ واسطے نفع اور نقصان دینے لگے اور ان میں خیر وشر اور غیب کی قدرت مان بیٹھے زمانہ جاہلیت میں عرب یہ کہتے تھے ہم بتوں کی ذات کی خاطر ان کی عبادت نہیں کرتے بلکہ ہم ان کی عبادت اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لیے کرتے ہیں اور یہ مردود وغیر مقبول ہے قرآن میں نص ہے

﴿إِنَّآ أَنزَلْنَآ إِلَيْكَ ٱلْكِتَـٰبَ بِٱلْحَقِّ فَٱعْبُدِ ٱللَّهَ مُخْلِصًا لَّهُ ٱلدِّينَ ۝٢ أَلَا لِلَّهِ ٱلدِّينُ ٱلْخَالِصُ ۚ وَٱلَّذِينَ ٱتَّخَذُوا۟ مِن دُونِهِۦٓ أَوْلِيَآءَ مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَآ إِلَى ٱللَّهِ زُلْفَىٰٓ إِنَّ ٱللَّهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِى مَا هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۗ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَهْدِى مَنْ هُوَ كَـٰذِبٌ كَفَّارٌ ۝٣ لَّوْ أَرَادَ ٱللَّهُ أَن يَتَّخِذَ وَلَدًا لَّٱصْطَفَىٰ مِمَّا يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۚ سُبْحَـٰنَهُۥ ۖ هُوَ ٱللَّهُ ٱلْوَٰحِدُ ٱلْقَهَّارُ ۝٤﴾ [الزمر: ٢-٤].

بے شک ہم نے یہ کتاب ٹھیک طور پر آپ کی طرف نازل کی ہے پس تو خالص اللہ ہی کی فرمانبرداری مدِ نظر رکھ کر اسی کی عبادت کر (۲) خبردار! خالص فرمانبرداری اللہ ہی کے لیے ہے جنہوں نے اس کے سوا اور کارساز بنا لیے ہیں ہم ان کی عبادت نہیں کرتے مگر اس لیے کہ وہ ہمیں اللہ سے قریب کر دیں بے شک اللہ ان کے درمیان ان باتوں میں فیصلہ کرے گا جن میں وہ اختلاف کرتے تھے بے شک اللہ اسے ہدایت نہیں کرتا جو جھوٹا ناشکر گزار ہو (۳) اگر اللہ چاہتا کہ کسی کو فرزند بنائے تو اپنی مخلوقات میں سے جسے چاہتا چن لیتا وہ پاک ہے وہ اللہ ایک بڑا غالب ہے (۴)

اور یہ بھی فرمایا:

﴿فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ ٱفْتَرَىٰ عَلَى ٱللَّهِ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِـَٔايَـٰتِهِۦٓ ۚ إِنَّهُۥ لَا يُفْلِحُ ٱلْمُجْرِمُونَ ۝١٧ وَيَعْبُدُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ هَـٰٓؤُلَآءِ شُفَعَـٰٓؤُنَا عِندَ ٱللَّهِ ۚ قُلْ أَتُنَبِّـُٔونَ ٱللَّهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِى ٱلسَّمَـٰوَٰتِ وَلَا فِى ٱلْأَرْضِ ۚ سُبْحَـٰنَهُۥ وَتَعَـٰلَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝١٨ وَمَا كَانَ ٱلنَّاسُ إِلَّآ أُمَّةً وَٰحِدَةً فَٱخْتَلَفُوا۟ ۚ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِن رَّبِّكَ لَقُضِىَ بَيْنَهُمْ فِيمَا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۝١٩﴾ [يونس: ١٧-١٩].

پھر اس سے بڑا ظالم کون ہوگا جو اللہ پر بہتان باندھے یا اس کی آیتوں کو جھٹلائے بے شک گناہگاروں کا بھلا نہیں ہوتا (۱۷) اور اللہ کے سوا اس چیز کی پرستش کرتے ہیں جو نہ انہیں نقصان پہنچا سکے اور نہ انہیں نفع دے سکے اور کہتے ہیں اللہ کے ہاں یہ ہمارے سفارشی ہیں کہہ دو کیا تم اللہ کو بتلاتے ہو جو اسے آسمانوں اور زمین میں معلوم نہیں وہ پاک ہے اور ان لوگوں کے شرک سے بلند ہے (۱۸) اور وہ لوگ ایک ہی امت تھے پھر جدا جدا ہو گئے اور اگر ایک بات تمہارے پروردگار کی طرف سے پہلے نہ ہو چکی ہوتی تو جن باتوں میں وہ اختلاف کرتے ہیں ان میں فیصلہ کر دیا جاتا ہے (۱۹)

یہ بات صحیح ہے کہ گزشتہ قوموں میں سے بہت سے کفار تھے لیکن بنیادی مشکل بشریت میں شروع سے آج تک شرک کے ازالے کے لیے جھگڑتی چلی آئی کہ بہت ساری قومیں اللہ پر ایمان رکھتیں اور اس کی عبادت کرتیں تھیں

لیکن عبادت کا طریقہ شرک سے بھرا ہوتا آپ سے سوال ہے آپ کی رائے میں کیا یہ مشکل پوری طرح سے ختم ہے

منتخب آیہ: ﴿وَمِنَ ٱلنَّاسِ مَن يَتَّخِذُ مِن دُونِ ٱللَّهِ أَندَادًا يُحِبُّونَهُمۡ كَحُبِّ ٱللَّهِۖ وَٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ أَشَدُّ حُبًّا لِّلَّهِۗ وَلَوۡ يَرَى ٱلَّذِينَ ظَلَمُوٓاْ إِذۡ يَرَوۡنَ ٱلۡعَذَابَ أَنَّ ٱلۡقُوَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا وَأَنَّ ٱللَّهَ شَدِيدُ ٱلۡعَذَابِ ١٦٥﴾ [البقرة: ١٦٥].

اور ایسے لوگ بھی ہیں جنہوں نے اللہ کے سوا اور شریک بنا رکھے ہیں جن سے ایسی محبت رکھتے ہیں جیسی کہ اللہ سے رکھنی چاہیئے اور ایمان والوں کو تو اللہ ہی سے زیادہ محبت ہوتی ہے اور کاش دیکھتے وہ لوگ جو ظالم ہیں جب عذاب دیکھیں گے کہ سب قوت اللہ ہی کے لیے ہے اور اللہ سخت عذاب دینے والا ہے (١٦٥)

چوبیسویں فصل

آج لوگوں نے اللہ کا کلمہ چھوڑ دیا ہے یا اللہ کے ساتھ غیر اللہ (دون اللہ) کو پکارنے لگے ہیں اور سب دعاؤں اور ثناؤں اور اورادوں کو غیر اللہ کے لیے کر دیا اور یہ گمان کیا کہ دعا صرف واسطہ کے ذریعے قبول ہوتی ہے اور گمان کیا کہ قرآن کی جو آیات جو کفر اور شرک میں ہیں وہ واسطہ ہیں اللہ اور بندوں کے درمیان سب کی سب زمانہ جاہلیت کے عرب کے لیے تھیں اور انہوں نے توسل کو غیر اللہ (دون اللہ) کے لیے جائز کر دیا یہ کہتے ہوئے کہ جو آیات مشرکین کے بارے میں نازل ہوئیں وہی واسطہ کے بارے میں ہیں اور جو بتوں سے متعلق ہیں اور یہ آیتیں جن وانس اور نیک لوگوں، نبیوں اور ائمہ اور اولیاء کو شامل ہیں اور ایسے فعل کرنے لگے کہ جن کو غیر اللہ (دون اللہ) کے بغیر کوئی نام نہیں دیا جاتا. کیا کبھی ہم نے یہ سوچا کہ ان افعال پر کوئی دلیل بھی ہے؟ کیا قرآن نے ہمیں اس فعل کا حکم دیا (واسطہ) کیا نبی نے اپنی امت کو اس فعل کا حکم دیا؟ ہم میں سے ہر کوئی جانتا ہے کہ تقلید ایمان اور عقیدہ میں نہیں ہے کیونکہ عقیدے کا حصول قرآن اور اس کی آیتوں میں غور وفکر سے حاصل کیا جاتا ہے (طبیعہ، کائنات اور اللہ کی مخلوق) اور نفوس (انسان کی مخلوق، خلق الانسان وعجائبہ) اور قرآن کی آیتیں کیا ہم ان اعمال کو غیر اللہ کی اندھی تقلید کا نام دے سکتے ہیں؟ کیا تم سننا چاہو گے کہ ان کا انجام کیا ہے جنہوں نے اندھی تقلید کی قرآن کی یہ آیت پڑھی ہے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

﴿وَإِذْ يَتَحَاجُّونَ فِي ٱلنَّارِ فَيَقُولُ ٱلضُّعَفَـٰٓؤُاْ لِلَّذِينَ ٱسْتَكْبَرُوٓاْ إِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ أَنتُم مُّغْنُونَ عَنَّا نَصِيبًا مِّنَ ٱلنَّارِ ﴿٤٧﴾ قَالَ ٱلَّذِينَ ٱسْتَكْبَرُوٓاْ إِنَّا كُلٌّ فِيهَآ إِنَّ ٱللَّهَ قَدْ حَكَمَ بَيْنَ ٱلْعِبَادِ ﴿٤٨﴾ وَقَالَ ٱلَّذِينَ فِي ٱلنَّارِ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ ٱدْعُواْ رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا مِّنَ ٱلْعَذَابِ ﴿٤٩﴾﴾ [غافر: ٤٧-٤٩].

اور جب دوزخی آپس میں جھگڑیں گے پھر کمزور سرکشوں سے کہیں گے کہ ہم تمہارے پیرو تھے پھر کیا تم ہم سے کچھ بھی آگ دور کر سکتے ہو (۴۷) سرکش کہیں گے ہم تم سبھی اس میں پڑے ہوئے ہیں بے شک اللہ اپنے بندوں میں فیصلہ کر چکا ہے (۴۸) اور دوزخی جہنم کے داروغہ سے کہیں گے کہ تم اپنے رب سے عرض کرو کہ وہ ہم سے کسی روز تو عذاب ہلکا کر دیا کرے (۴۹)

اور یہ بھی فرمایا:

﴿فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ ٱفْتَرَىٰ عَلَى ٱللَّهِ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِـَٔايَـٰتِهِۦٓ ۚ أُوْلَـٰٓئِكَ يَنَالُهُمْ نَصِيبُهُم مِّنَ ٱلْكِتَـٰبِ ۖ حَتَّىٰٓ إِذَا جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ قَالُوٓاْ أَيْنَ مَا كُنتُمْ تَدْعُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ ۖ قَالُواْ ضَلُّواْ عَنَّا وَشَهِدُواْ عَلَىٰٓ أَنفُسِهِمْ أَنَّهُمْ كَانُواْ كَـٰفِرِينَ ﴿٣٧﴾ قَالَ ٱدْخُلُواْ فِىٓ أُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِكُم مِّنَ ٱلْجِنِّ وَٱلْإِنسِ فِى ٱلنَّارِ ۖ كُلَّمَا

دَخَلَتۡ أُمَّةٞ لَّعَنَتۡ أُخۡتَهَاۖ حَتَّىٰٓ إِذَا ٱدَّارَكُواْ فِيهَا جَمِيعٗا قَالَتۡ أُخۡرَىٰهُمۡ لِأُولَىٰهُمۡ رَبَّنَا هَٰٓؤُلَآءِ أَضَلُّونَا فَـَٔاتِهِمۡ عَذَابٗا ضِعۡفٗا مِّنَ ٱلنَّارِۖ قَالَ لِكُلّٖ ضِعۡفٞ وَلَٰكِن لَّا تَعۡلَمُونَ ٣٨ وَقَالَتۡ أُولَىٰهُمۡ لِأُخۡرَىٰهُمۡ فَمَا كَانَ لَكُمۡ عَلَيۡنَا مِن فَضۡلٖ فَذُوقُواْ ٱلۡعَذَابَ بِمَا كُنتُمۡ تَكۡسِبُونَ ٣٩﴾ [الأعراف: ٣٧-٣٩].

پھر اس سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو اللہ پر بہتان باندھے یا اس کے حکموں کو جھٹلائے ان لوگوں کا جو کچھ نصیب ہے وہ ان کو مل جائے گا یہاں تک کہ جب ان کے ہاں ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے ان کی روح قبض کرنے کے لیے آئیں گے تو کہیں گے کہ وہ کہاں گئے اللہ کو چھوڑ کر جن کی تم عبادت کرتے تھے کہیں گے ہم سے سب غائب ہو گئے اور اپنے کافر ہونے کا اقرار کرنے لگیں گے (۳۷) فرمائے گا جنوں اور آدمیوں میں سے جو امتیں تم سے پہلے ہو چکی ہیں ان کے ساتھ دوزخ میں داخل ہو جاؤ جب ایک امت داخل ہو گی تو دوسری پر لعنت کرے گی یہاں تک کہ جب اس میں سب گر جائیں گے تو ان کے پچھلے پہلوں سے کہیں گے اے رب ہمارے ہمیں انہوں نے گمراہ کیا سو تو انہیں آگ کا دگنا عذاب دے فرمائے گا کہ دونوں کو دگنا ہے لیکن تم نہیں جانتے (۳۸) اور پہلے پچھلوں سے کہیں گے پس تمہیں ہم پر کوئی فضیلت نہیں پس بسبب اپنی کمائی کے عذاب چکھو (۳۹)

اور یہ بھی فرمایا:

﴿قَالَ ٱلَّذِينَ حَقَّ عَلَيۡهِمُ ٱلۡقَوۡلُ رَبَّنَا هَٰٓؤُلَآءِ ٱلَّذِينَ أَغۡوَيۡنَآ أَغۡوَيۡنَٰهُمۡ كَمَا غَوَيۡنَاۖ تَبَرَّأۡنَآ إِلَيۡكَۖ مَا كَانُوٓاْ إِيَّانَا يَعۡبُدُونَ ٦٣ وَقِيلَ ٱدۡعُواْ شُرَكَآءَكُمۡ فَدَعَوۡهُمۡ فَلَمۡ يَسۡتَجِيبُواْ لَهُمۡ وَرَأَوُاْ ٱلۡعَذَابَۚ لَوۡ أَنَّهُمۡ كَانُواْ يَهۡتَدُونَ ٦٤ وَيَوۡمَ يُنَادِيهِمۡ فَيَقُولُ مَاذَآ أَجَبۡتُمُ ٱلۡمُرۡسَلِينَ ٦٥ فَعَمِيَتۡ عَلَيۡهِمُ ٱلۡأَنۢبَآءُ يَوۡمَئِذٖ فَهُمۡ لَا يَتَسَآءَلُونَ ٦٦﴾ [القصص: ٦٣-٦٦].

جن پر الزام قائم ہو گا وہ کہیں گے اے ہمارے رب! وہ یہی ہیں جنہیں ہم نے بہکایا تھا انہیں ہم نے گمراہ کیا تھا جیسا کہ ہم گمراہ تھے ہم تیرے روبرو بیزار ہوتے ہیں یہ ہمیں نہیں پوجتے تھے (۶۳) اور کہا جائے گا اپنے شریکوں کو پکارو پھر انہیں پکاریں گے تو وہ انہیں جواب نہ دیں گے اور عذاب دیکھیں گے کاش یہ لوگ ہدایت پر ہوتے (۶۴) اور جس دن انہیں پکارے گا پھر کہے گا تم نے پیغام پہنچانے والوں کو کیا جواب دیا تھا (۶۵) پھر اس دن انہیں کوئی بات نہیں سوجھے گی پھر وہ آپس میں بھی نہیں پوچھ سکیں گے (۶۶)

ان مذکورہ آیتوں میں گمراہ اور گمراہ کرنے والوں کے اوصاف آئے ہیں اور قیامت کے دن گمراہ اپنا حق لیں گے یہ کہتے ہوئے کہ ہم نے دنیا میں تمہاری اتباع کی تھی اور ہم نے تمہاری بات سنی تھی اور بغیر کسی سوال کے گمراہ کرنے والوں سے جواب کی توقع نہ ہو گی اور یہ کہیں گے کہ ہم نے تمہیں گمراہ نہیں کیا تھا بلکہ تم نے خود اپنے آپ کو گمراہ کیا آج ہم تم سے بری ہیں صحیح کہ ہم تمہیں دھوکہ دیتے اور تم ہماری اندھی تقلید کرتے رہے اور ہماری اتباع کرتے رہے بغیر کوئی عقل کے استعمال کے جو تمہارے پاس تھا اور اس آیت کی آخری قسم میں یہ بات ذکر کی گئی کہ جو لوگ جہنم میں داخل کیے جائیں گے ان سے کسی قسم کا سوال نہ ہو گا. لیکن آج قرآن کی آیتوں میں سوال وجواب کا جھگڑا رکھتے ہیں لیکن قیامت کے دن اس کی کوئی گنجائش نہ ہو گی جو اس دنیاوی زندگی میں کسی بھی انسان

کے لیے ممکن ہے اور وہ اپنے گھر میں مزے سے بیٹھ کر گمراہی کے کوئی بھی دلائل قرآن کی آیتوں کے انکار کے لیے پیش کر سکتا ہے لیکن کیا جب یہی انسان موت کو آنکھ سے دیکھ لے گا تو کیا اللہ کی آیتوں میں جھگڑے کی طاقت رکھے گا؟ جب کہ وہ اس بارے میں خود مختار تھا لیکن جب قیامت کے دن جھگڑے کے اختیار کی طاقت مکمل طور پر چھین لی جائے گی اور وہ کمزور اور ذلیل غلام بن جائے گا تو بہتر یہی ہے کہ ہم ان سوال کے جوابات آج سے ہی تلاش کریں جس دنیا میں آج ہم ہیں جب کہ قیامت کے دن کوئی بھی اللہ کی اجازت کے بغیر بات کرنے کی طاقت نہیں رکھے گا اللہ کا ارشاد ہے ﴿ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ ﴾ کہ وہ أشرف المخلوقات ہے اور زمین پر اللہ کا خلیفہ ہے اور کسی انسان سے یہ توقع نہیں کی جاتی کہ اپنی عقل کسی اور کے سپرد کردے اور اس کی اطاعت بغیر سوچ و بچار کے کرتا رہے

﴿وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيٓ ءَادَمَ وَحَمَلْنَٰهُمْ فِى ٱلْبَرِّ وَٱلْبَحْرِ وَرَزَقْنَٰهُم مِّنَ ٱلطَّيِّبَٰتِ وَفَضَّلْنَٰهُمْ عَلَىٰ كَثِيرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا ۝٧٠﴾ [الإسراء: ٦٠].

اور ہم نے آدم کی اولاد کو عزت دی ہے اور خشکی اور دریا میں اسے سوار کیا اور ہم نے انہیں ستھری چیزوں سے رزق دیا اور اپنی بہت سی مخلوقات پر انہیں فضیلت عطا کی (۷۰)

ان اعمال میں غور وفکر کے لیے جو چیز متوجہ کرتی ہے وہ ان لوگوں کا کہنا ہے کہ ہم جانتے ہیں کہ اللہ خالق اور قادر عالم ہے اور ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ یہ ائمہ اور ان کی اولاد نیک بندے ہیں جن کے طریقے سے صرف ہم اللہ اور اس کے قریب پہنچ سکتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ دعا اور منتیں ان کے واسطے کے بغیر پہنچ سکتی ہیں یہ جواب جو مشرکین نے نبی کے زمانے میں دیا تھا اور وہ اللہ پر خالق قادر اور رزاق ہونے کی حیثیت سے ایمان رکھتے تھے لیکن یہ کہتے ہوئے جس طرح آج لوگ کہتے ہیں ان آیات میں غور کریں

﴿قُلْ مَن يَرْزُقُكُم مِّنَ ٱلسَّمَآءِ وَٱلْأَرْضِ أَمَّن يَمْلِكُ ٱلسَّمْعَ وَٱلْأَبْصَٰرَ وَمَن يُخْرِجُ ٱلْحَىَّ مِنَ ٱلْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ ٱلْمَيِّتَ مِنَ ٱلْحَىِّ وَمَن يُدَبِّرُ ٱلْأَمْرَ ۚ فَسَيَقُولُونَ ٱللَّهُ ۚ فَقُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ ۝٣١ فَذَٰلِكُمُ ٱللَّهُ رَبُّكُمُ ٱلْحَقُّ ۖ فَمَاذَا بَعْدَ ٱلْحَقِّ إِلَّا ٱلضَّلَٰلُ ۖ فَأَنَّىٰ تُصْرَفُونَ ۝٣٢﴾ [یونس: ٣١-٣٢].

کہو تمہیں آسمان اور زمین سے کون روزی دیتا ہے یا کانوں اور آنکھوں کا کون مالک ہے اور زندہ کو مردہ سے کون نکالتا ہے اور مردہ کو زندہ سے کون نکالتا ہے اور سب کاموں کا کون انتظام کرتا ہے سو کہیں گے کہ اللہ تو کہہ دو کہ پھر (اللہ) سے کیوں نہیں ڈرتے (۳۱) یہی اللہ تمہارا سچا رب ہے حق کے بعد گمراہی کے سوا اور ہے کیا سو تم کدھر پھرے جاتے ہو (۳۲)

اور اس میں بھی غور فرمایئے:

﴿وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّنْ خَلَقَ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ خَلَقَهُنَّ ٱلْعَزِيزُ ٱلْعَلِيمُ ۝٩ ٱلَّذِى جَعَلَ لَكُمُ ٱلْأَرْضَ مَهْدًا وَجَعَلَ لَكُمْ فِيهَا سُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ۝١٠﴾ [الزخرف: ٩-١٠].

اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا ہے تو ضرور کہیں گے کہ انہیں اس بڑے زبردست جاننے والے نے پیدا کیا ہے (۹) وہ جس نے زمین کو تمہارا بچھونا بنایا اور تمہارے لیے اس میں راستے بنائے تاکہ تم راہ پاؤ (۱۰)

حقیقت میں آج کے لوگوں کی مثال پہلے لوگوں جیسی ہے جب ان سے کہا گیا کہ یہ کام جو کر رہے ہو یہ شرک کے کام ہیں تو انہوں نے تعجب کیا اور اپنے دین ابراہیمی میں گمان کرنے لگے اور آج کے لوگ بھی اپنے دین اسلام میں گمان کرتے ہیں جو خالص دین ہے لیکن یہ ان کے پاس آباؤ اجداد کی تقلید کے ذریعے آیا جس میں شرک اور خرافات بھی ساتھ تھے جس طرح ایک شاعر نے کہا

«خلق را تقلیدشان بر باد داد ای دو صد لعنت بر این تقلید باد»

یعنی کہ تقلید پر لعنت ہو کیونکہ اس تقلید نے لوگوں کو برباد کیا لوگوں کے عقائد میں نئی جاہلیت ایک بڑے پردے کی طرح باقی رہی ہے جو کہ خرافات اور شرک سے ان کا دفاع کرتی رہی ہے اور ہر دن یہ فاسد عقیدہ خوبصورت کرتی آئی ہے اسی سے لوگ جڑتے چلے گئے اپنے برے اعمال کو بھی خوبصورت دیکھتے تھے یہ گمان کرتے ہوئے کہ وہ اس زمین پر سب سے بہترین کام کر رہے ہیں اور کچھ لوگ یہ گمان کرنے لگے کہ اللہ ان کے خیالات کی تاکید کرتا ہے اور یہ چیز باطل ہے قرآن میں ہے

﴿قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُم بِٱلْأَخْسَرِينَ أَعْمَٰلًا ۝١٠٣ ٱلَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِى ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا ۝١٠٤ أُو۟لَٰٓئِكَ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ بِـَٔايَٰتِ رَبِّهِمْ وَلِقَآئِهِۦ فَحَبِطَتْ أَعْمَٰلُهُمْ فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ وَزْنًا ۝١٠٥﴾ [الكهف: ١٠٣-١٠٥].

کہہ دو کیا میں تمہیں بتاؤں جو اعمال کے لحاظ سے بالکل خسارے میں ہیں (۱۰۳) وہ جن کی ساری کوشش دنیا کی زندگی میں کھوئی گئی اور وہ خیال کرتے ہیں کہ بے شک وہ اچھے کام کر رہے ہیں (۱۰۴) یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کی نشانیوں کا اور اس کے روبرو جانے کا انکار کیا ہے پھر ان کے سارے اعمال ضائع ہو گئے سو ہم ان کے لیے قیامت کے دن کوئی وزن قائم نہیں کریں گے (۱۰۵)

بڑے افسوس کے ساتھ کہ جس سے نبی نے منع فرمایا دیندار اس کو کرنے لگے اور بڑے مجالس نیک لوگوں کی قبروں پر سجانے لگے اور وہاں اعتکاف کرنے لگے اور معابد کو مزار بنانے اور سجانے لگے (سونے سے) اور شمع جلا کر اجالے کرنے لگے اور ان کے ہاں خشوع سے نماز پڑھنے لگے اور بہت سارا مال صدقہ کرنے لگے اور ان کے گرد کعبہ کی مثل طواف کرنے لگے اور ان سے اپنے قرض اور مصیبتوں کو دور کرنے کے لیے مدد مانگتے ہیں اور اپنے مریضوں کے لیے شفا مانگتے ہیں اور ان سے اولاد اور دشمن پر کامیابی مانگتے ہیں اور اصحاب قبور سے اپنی حاجت کو پورا کرنے کے لیے خط وکتابت کرتے ہیں اسی طرح وہ اللہ سے شرک کرتے ہیں کیا نبی نے قبر پر معبد بنایا فتح مکہ

کے بعد آپ نے سیدنا علی کو حکم دیا کہ سب قبور اور شرک وبدعت کے معابدوں کو توڑ ڈالو خرافات کا عقیدے سے کیا تعلق ہوتا ہے؟

منتخب آیۃ: ﴿وَلَا تَرْكَنُوٓاْ إِلَى ٱلَّذِينَ ظَلَمُواْ فَتَمَسَّكُمُ ٱلنَّارُ وَمَا لَكُم مِّن دُونِ ٱللَّهِ مِنْ أَوْلِيَآءَ ثُمَّ لَا تُنصَرُونَ ﴿١١٣﴾﴾ [هود: ١١٣].

اوران کی طرف مت جھکو جو ظالم ہیں پھر تمہیں بھی آگ چھوئے گی اور اللہ کے سوا تمہارا کوئی مددگار نہیں ہے پھر کہیں سے مدد نہ پاؤگے (۱۱۳)

﴿وَٱلَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ لَا يَخْلُقُونَ شَيْـًٔا وَهُمْ يُخْلَقُونَ ﴿٢٠﴾﴾ [النحل: ٢٠].

اور جنہیں اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہ کچھ بھی پیدا نہیں کرتے اور وہ خود پیدا کیے ہوئے ہیں (۲۰)

پچیسویں فصل

جس طرح ہم نے گزشتہ فصلوں میں ذکر کیا کہ اللہ کے ہاں ایمان کے قبول ہونے کی شرط غور و فکر اور عقل کا استعمال ہے جس کا قرآن نے حکم دیا جو اپنی زندگی میں غور و فکر نہیں کرتے وہ اللہ کے ہاں گناہ گار ہیں ان دو آیتوں میں آیا ہے جو عقل اور ایمان نہیں رکھتے وہ خبیث لوگ ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

﴿فَمَن يُرِدِ ٱللَّهُ أَن يَهْدِيَهُۥ يَشْرَحْ صَدْرَهُۥ لِلْإِسْلَٰمِ ۖ وَمَن يُرِدْ أَن يُضِلَّهُۥ يَجْعَلْ صَدْرَهُۥ ضَيِّقًا حَرَجًا كَأَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِى ٱلسَّمَآءِ ۚ كَذَٰلِكَ يَجْعَلُ ٱللَّهُ ٱلرِّجْسَ عَلَى ٱلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿١٢٥﴾﴾ [الأنعام: ١٢٥].

سو جسے اللہ چاہتا ہے کہ ہدایت دے تو اس کے سینہ کو اسلام کے قبول کرنے کے لیے کھول دیتا ہے اور جس کے متعلق چاہتا ہے کہ گمراہ کرے اس کے سینہ کو بے حد تنگ کر دیتا ہے گو کہ وہ آسمان پر چڑھتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ ایمان نہ لانے والوں پر پھٹکار ڈالتا ہے (۱۲۵)

اور اس میں بھی ہے

﴿وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ أَن تُؤْمِنَ إِلَّا بِإِذْنِ ٱللَّهِ ۚ وَيَجْعَلُ ٱلرِّجْسَ عَلَى ٱلَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ ﴿١٠٠﴾﴾ [يونس: ١٠٠].

اور کسی کے بھی بس میں نہیں کہ اللہ کے حکم کے سوا ایمان لے آئے اور اللہ انکے لیے کفر کا فیصلہ کرتا ہے جو نہیں سوچتے (۱۰۰)

اور اس میں بھی ہے

﴿إِنَّ شَرَّ ٱلدَّوَآبِّ عِندَ ٱللَّهِ ٱلصُّمُّ ٱلْبُكْمُ ٱلَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ ﴿٢٢﴾﴾ [الأنفال: ٢٢].

بے شک سب جانوں میں سے بدتر اللہ کے نزدیک وہی بہرے گونگے ہیں جو نہیں سمجھتے (۲۲)

اور غور و فکر کرنے کے ممانعات بہت سی جگہوں پر ہیں اور بڑی ممانع دین میں اور وطن میں اور جماعت اور قومیت کے لیے تعصب ہے اور جو انسان ان میں سے کوئی تعصب رکھے گا اطمئنان اور غور کے لیے تو وہ دوسروں کی بات نہ سنے گا اور اگر سنے گا تو قبول نہ کرے گا ہمارے رب نے سب مسلمانوں کو تبادل اور غور و فکر کی وصیت کی اور یہ کہ غور و فکر کرنے والے آزاد معاشرے کے رہنے والے ہوں اور سوال و جواب ہر مسلمان اور غیر مسلم سے کیا جائے اس آیت میں غور کریں

﴿ٱلَّذِينَ يَسۡتَمِعُونَ ٱلۡقَوۡلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحۡسَنَهُۥٓۚ أُوْلَٰٓئِكَ ٱلَّذِينَ هَدَىٰهُمُ ٱللَّهُۖ وَأُوْلَٰٓئِكَ هُمۡ أُوْلُواْ ٱلۡأَلۡبَٰبِ ١٨﴾ [الزمر: ١٨].

جو توجہ سے بات کو سنتے ہیں پھر اچھی بات کی پیروی کرتے ہیں یہی ہیں جنہیں اللہ نے ہدایت کی ہے اور یہی عقل والے ہیں (۱۸)

جس طرح کہ آیت میں آیا ہے جو دوسروں کی گفتگو (القول) سن کر نیکی کی پیروی کرتے ہیں وہ عقل مند لوگ ہیں اللہ نے انسانی معاشرے کے لیے مکمل برابری کو پسند فرمایا سب قوموں کی آسمانی صحف کے ذریعے اور آزادی رائے اسلامی مجتمع میں سب کے لیے اور عقائد میں زیادتی اور نقصان اور تفتیش نہیں ہے اور مالی آزادی مجتمع کے سب لوگوں کے لیے برابر ہے اور سب انسان قانون کی نظر میں برابر ہیں اور معاشرے کا ہر فرد عقیدے میں گفتگو اور ایک دوسرے سے بحث و مباحثہ کر سکتا ہے اور اچھے انداز میں گفتگو کر سکتا ہے اور جو حقیقت کو تلاش کرتے ہیں وہ قرآن کی طرف متوجہ ہوتے ہیں کیونکہ وہ سب سے بہترین اور حقیقی کلام ہے قرآن میں ہے

﴿ٱللَّهُ نَزَّلَ أَحۡسَنَ ٱلۡحَدِيثِ كِتَٰبٗا مُّتَشَٰبِهٗا مَّثَانِيَ تَقۡشَعِرُّ مِنۡهُ جُلُودُ ٱلَّذِينَ يَخۡشَوۡنَ رَبَّهُمۡ ثُمَّ تَلِينُ جُلُودُهُمۡ وَقُلُوبُهُمۡ إِلَىٰ ذِكۡرِ ٱللَّهِۚ ذَٰلِكَ هُدَى ٱللَّهِ يَهۡدِي بِهِۦ مَن يَشَآءُۚ وَمَن يُضۡلِلِ ٱللَّهُ فَمَا لَهُۥ مِنۡ هَادٍ ٢٣﴾ [الزمر: ٢٣].

اللہ ہی نے بہترین کلام نازل کیا ہے یعنی کتاب باہم ملتی جلتی ہے (اس کی آیات) دہرائی جاتی ہیں جس سے خدا ترس لوگوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں پھر ان کی کھالیں نرم ہو جاتی ہیں اور دل یاد الہیٰ کی طرف راغب ہوتے ہیں یہی اللہ کی ہدایت ہے اس کے ذریعے سے جسے چاہے راہ پر لے آتا ہے اور جسے اللہ گمراہ کر دے اسے راہ پر لانے والا کوئی نہیں (۲۳)

اور غور و فکر کے مانع میں سے یہ بھی ہے اپنی ذات پر فخر اور دوسروں پر برتری ہے اور بڑا افسوس کہ یہ مرض ہمارے معاشرے میں پھیلی ہوئی ہے ان لوگوں پر جو صرف اپنی آراء کا اہتمام کرتے ہیں اور دوسروں کی رائے کی

کوئی قیمت نہیں رکھتے یہ گمان کرتے ہوئے کہ معاشرہ میں وہ ایک قیمتی شے ہیں کوئی شک نہیں کہ بعض معاشروں میں بعض حقیر لوگ ہوتے ہیں لیکن یہ تکبر اور غور و فکر بندوں اور مرشدوں کی عبادت سے نکلنے کے لیے نہیں کرتے ان کے ہاں دوسروں کے کلام کی کوئی اہمیت نہیں صرف ان مرشدوں کی ہے اور یہ صفت ابلیس رجیم کی تھی ایک اور مانع جو اس کا الٹ ہے یعنی اپنی ذات کو حقیر جاننا اور یہ کہ وہ کوئی چیز نہیں بلکہ وہ دوسروں کا کتا یا غلام ہے اور دنیاوی زندگی میں اس کا مقصد تقلید ہے زندگی اور دین کے سب کاموں میں یہ وہی ہیں جو دنیا اور آخرت میں ذلیل ہوں گے اور وہ غور و فکر اور امید کو محدود کرنا ہے اور یہ کہ دنیا میں بہت سارے لوگ موجود ہیں کسی کی امیدیں چھوٹی اور کسی کی بڑی ہیں کوئی گاڑی خریدتا اور کوئی ڈگری لیتا اور کوئی تنخواہیں بڑھواتا ہے اور یہ لوگ ان چیزوں پر راضی ہو جاتے ہیں جو ان کو مزید گمراہی میں ڈالتے ہیں اور ان ہدایات اور خرافات پر وہ مقتنع رہتے ہیں جس پر وہ ہوتے ہیں جن کی ہم نے یہ صفات بیان کی ہیں یقیناً وہ لوگ ایسے کوئی نوٹس نہیں پڑھتے کاش وہ کوئی اس قسم کا دراسۃ کرتے تو ان پر حقیقت ظاہر ہوتی تو وہ اپنے مجتمع کی خرافات پر راضی نہ ہوتے یہ جانیے کہ ان مشکلات کا حل صرف اللہ کے پاس ہے اس مثال میں غور کریں کہ ایک باپ اپنے بیٹے کے ساتھ دریا کے کنارے جاتا ہے اور وہ بچہ اس ریت کے ساتھ کھیلتے ہوئے ریت کا مکان بنائے تو اس دریا کی موج اس گھر کو گرادے تو پھر وہ نئے سرے سے مکان بنانا شروع کرے تو دوسری موج آکر اس کو گرادے اس طرح وہ گھر بناتا رہے اور وہ موجیں اس کو گراتی رہیں تو اس کا باپ اس کی طرف دیکھ کر ہنسے گا آیئے ہم اپنی نظر کو چیونٹیوں کے ان گھروں کی طرف کریں جس طرح کہ وہ لڑکا مکان بناتا تھا اور ادھر سے لوہے اور سیمنٹ ، المونیم کے مکان ہیں جو کہ پچاس سے سو سال تک نہ گرائے جائیں یہ ایسی سرگرمیاں ہیں جو ختم ہونے والی نہیں قرآن میں ہے

﴿وَمَا ٱلۡحَيَوٰةُ ٱلدُّنۡيَآ إِلَّا لَعِبٞ وَلَهۡوٞۖ وَلَلدَّارُ ٱلۡأٓخِرَةُ خَيۡرٞ لِّلَّذِينَ يَتَّقُونَۚ أَفَلَا تَعۡقِلُونَ ٣٢﴾ [الأنعام: ٣٢].

اور دنیا کی زندگی تو ایک کھیل اور تماشہ ہے اور البتہ آخرت کا گھر ان لوگوں کے لیے بہتر ہے جو پرہیزگار ہوئے کیا تم نہیں سمجھتے (۳۲)

انسان کی زندگی کا اور کوئی تجربہ نہیں ہوتا صرف ایک ہی دفعہ ہے ایمان اور عقیدے کی درستگی ہاتھ کا کام نہیں بلکہ ہر انسان پر لازم ہے کہ وہ اپنی زندگی کا کچھ وقت صحیح ایمان کے لیے خاص کرے انسان کی زندگی اس کے ہاتھ کے پیسوں کی مثل ہے جس سے وہ اپنی ذات کے لیے ثواب یا عقاب خریدتا ہے جس کی انتہا اس کی زندگی کرتی ہے اس کے مال کی طرح جو اس نے اپنی ذات کے لیے ذخیرہ کیا ہوتا ہے وہ حقیقت میں خسارہ ہے۔بڑے افسوس کے ساتھ آج لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ صحیح اسلام وہی ہے جو ہمارے پاس ہے لہٰذا اس کو آنکھ اور کان بند کرکے لینا چاہیے غور و فکر کی ضرورت نہیں جس طرح ظاہر ہے کوئی گمان کرتا ہے جو اس کے پاس ہے وہ بہتر ہے تو یہ اس کو ہدایت کے راستے پر داخل نہ کرے گی کیونکہ جب وہ یہ گمان کرتا ہے تو پھر کسی اور چیز کی اس کے ہاں کوئی قیمت نہیں بلکہ

وہ اس کو سننا بھی نہیں چاہتا مثال کے طور پر اگر کوئی گرد و غبار کے ماحول میں رہنے کا عادی ہو جب اس کو ایک صاف ماحول میں رہنے کی دعوت دی جائے تو اس کے لیے اس کی کوئی قیمت نہیں کیونکہ وہ ایک ایسے ماحول کا عادی ہے جو نظافت سے محروم ہے ہماری ذمہ داری صرف یہ ہے کہ دوسروں کو آگاہ کرنا ہے اور ہمیں مال و دولت قوت اور غصہ ایک دوسرے پر اختیار نہیں کرنا چاہیے صرف اللہ ہیے جس نے کالے اور گورے کو پیدا کیا چھوٹے اور بڑے کو بنایا غریب اور فقیر کو پیدا کیا اور رزق بھی اللہ ہی دیتا ہے جس کو چاہتا ہے اہم یہ ہے کہ اس سے فائدہ اٹھائیں جس کے ہم مالک ہیں اور یہ جائز نہیں کہ وہم پرستی دوسروں کے مال میں اختیار کریں خیالی قلعے بنانا جائز نہیں قرآن میں ہے

﴿وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِۦٓ أَزْوَٰجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ ۚ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ ١٣١﴾ [طه: ١٣١].

اور تو اپنی نظر ان چیزوں کی طرف نہ دوڑا جو ہم نے مختلف قسم کے لوگوں کو دنیاوی زندگی کی رونق کے سامان دے رکھے ہیں تاکہ ہم انہیں اس میں آزمائیں اور تیرے رب کا رزق بہتر اور دیر پا ہے (۱۳۱)

منتخب آیۃ: ﴿لَقَدْ أَنزَلْنَآ إِلَيْكُمْ كِتَٰبًا فِيهِ ذِكْرُكُمْ ۖ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ١٠﴾ [الأنبياء: ١٠].
البتہ تحقیق ہم نے تمہارے پاس ایک ایسی کتاب بھیجی ہے جس میں تمہاری نصیحت ہے کیا پس تم نہیں سمجھتے (۱۰)

چھبیسویں فصل

ہم اس فصل میں اس بحث کی طرف منتقل ہو جائیں گے جس نے اس کتاب کے پڑھنے والوں کو بہت مشغول کیا اس بات کی طرف کہ ہمارے معاشرے میں خرافات کیوں اتنا جلدی پھیل جاتی ہیں ؟ اس بحث میں منتقل ہونے سے پہلے ہم آپکی رائے جاننا چاہتے ہیں کچھ جملے اور عبارات اکثر رسالوں ، میگزینوں اور کیلینڈروں میں پیش آتے ہیں وہ یہ ہیں : کہ وہ ایک مذہبی معاشرے میں پیدا ہوا اس سے پہلے جملے کے بارے میں آپکی کیا رائے ہے ؟ تھوڑا سوچیئے تو یہ غلط مفہوم پر مشتمل ہے اور دوسری نظر میں یہ تقلید کو بیان کرتا ہے جس طرح جانتے ہیں کہ اللہ ایمان میں تقلید پسند نہیں کرتا یہ جملہ اس بات کو واضح کرتا ہے کہ ایک شخص نے ایمان اپنے خاندان سے وراثت میں لیا اور وہ علم اور فقہ کے اعلی درجے پر جا پہنچا تو اس کی اس جہد کی علم اور دین میں کوئی اہمیت نہیں کیونکہ اس کے ایمان کی بنیاد تقلید پر تھی اگرچہ وہ شخص کوئی مرشد یا گمراہ کرنے والا امام ہو ہمارا مجتمع ترقی کی طرف گامزن ہے اس کے باوجود ہم توقع نہیں کر سکتے کہ ہر شخص ان تخصصات تک پہنچے گا جس کو وہ اپنی زندگی میں چاہتا ہے اس لیے یہ چیزیں معاشرے میں بانٹیں گئی ہیں ہر شخص اپنے تخصص کے مطابق ہی اس کی خدمت کرے گا جیسا کہ

معاشرے کے کچھ لوگ ڈاکٹر اور کچھ انجینئر ہوتے ہیں اور کچھ حوضوں میں داخل ہوتے ہیں تو سب لوگ ان پر ان کے فن کے اعتبار سے اعتماد کرتے ہیں ایک ہی گروہ ہے جو لوگوں کو دھوکہ دیتا ہے اور اپنے تخصص سے نکل کر کچھ مناصب تک پہنچتا ہے اور فرعون کا سا حکم کرنے لگتا ہے اور دوسرے سب گروہوں کو کمزور کرتا ہے اس حیثیت سے کہ وہ دیندار ہیں اور مال و دولت دین میں اس کی ترقی کے لیے ضروری ہے اور یہ چیزیں تاریخ میں بہت بار پیش آئی ہیں تو یہ کوئی نئی بات نہیں قرآن میں ہے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

﴿ٱتَّخَذُوٓاْ أَحۡبَارَهُمۡ وَرُهۡبَٰنَهُمۡ أَرۡبَابٗا مِّن دُونِ ٱللَّهِ وَٱلۡمَسِيحَ ٱبۡنَ مَرۡيَمَ وَمَآ أُمِرُوٓاْ إِلَّا لِيَعۡبُدُوٓاْ إِلَٰهٗا وَٰحِدٗاۖ لَّآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَۚ سُبۡحَٰنَهُۥ عَمَّا يُشۡرِكُونَ ٣١﴾ [التوبة: ٣١].

انہوں نے اپنے عالموں اور درویشوں کو اللہ کے سوا خدا بنا لیا ہے اور مسیح مریم کے بیٹے کو بھی حالانکہ انہیں حکم یہی ہوا تھا کہ ایک اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ان لوگوں کے شریک مقرر کرنے سے پاک ہے (۳۱)

عدی بن حاتم سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی کے پاس آیا اس کے گلے میں سونے کی صلیب تھی اور وہ یہ آیت پڑھ رہا تھا تو میں (عدی) نے کہا کہ یہ لوگ ان کی عبادت نہیں کرتے تو نبی نے فرمایا یہ وہ ہیں جنہوں نے حلال کو حرام اور حرام کو حلال کیا اور ان کی قوم نے ان کی اتباع کی گویا وہ اپنے آپ کی پوجا کرتے ہیں اس بات میں لوگ خود جواب دہ ہوں گے کیونکہ وہ ایسے طاغیوں کی عزت کرتے ہیں اور ان کے حکم کی پیروی کرتے ہیں اور اللہ کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہیں یہ چیز جو آج ہمارے ہاں پھیلی ہے یہ یہودیوں میں تھی تو یہ کوئی نئی چیز نہیں اسلام سے پہلے یہودیوں کے امام ہی ان کے آلھۃ تھے ﴿مِّن دُونِ ٱللَّهِ﴾ جنہوں نے لوگوں پر ناجائز حکمرانیاں کیں اور مال جمع کرنے کا اہتمام کرتے تھے منصب اور ریاست کا حرص کرتے تھے اگرچہ وہ مال و دولت ناجائز ہوتا اسی طرح شرک پھیلتا گیا اور اللہ کا دین کمزور ہوتا گیا یہودی علماء آج جیسے مرشدوں کی طرح تھے لوگوں سے کہتے کہ تم تورات نہیں سمجھتے ہو اس لیے اگر کوئی مصیبت یا مشکل پیش آئے تو ہماری طرف لوٹنا ہم تمہاری رہنمائی کریں گے جب بھی کوئی ان پاس آتا وہ تورات کے احکام تبدیل کرتے رہے اسے آگاہ نہ ہونے دیتے اس طرح ان کی قوم ان کی اتباع کرتی رہی قرآن میں ہے

﴿وَمَا قَدَرُواْ ٱللَّهَ حَقَّ قَدۡرِهِۦٓ إِذۡ قَالُواْ مَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ عَلَىٰ بَشَرٖ مِّن شَيۡءٖۗ قُلۡ مَنۡ أَنزَلَ ٱلۡكِتَٰبَ ٱلَّذِي جَآءَ بِهِۦ مُوسَىٰ نُورٗا وَهُدٗى لِّلنَّاسِۖ تَجۡعَلُونَهُۥ قَرَاطِيسَ تُبۡدُونَهَا وَتُخۡفُونَ كَثِيرٗاۖ وَعُلِّمۡتُم مَّا لَمۡ تَعۡلَمُوٓاْ أَنتُمۡ وَلَآ ءَابَآؤُكُمۡۖ قُلِ ٱللَّهُۖ ثُمَّ ذَرۡهُمۡ فِي خَوۡضِهِمۡ يَلۡعَبُونَ ٩١﴾ [الأنعام: ٩١].

اور انہوں نے اللہ کو صحیح طور پر نہیں پہچانا جب انہوں نے کہا کہ اللہ نے کسی انسان پر کوئی چیز نہیں اتاری ان سے کہہ دو وہ کتاب جو موسیٰ لے کر آئے تھے وہ کس نے اتاری تھی جو لوگوں کے واسطے روشنی اور ہدایت تھی جسے تم نے ورق ورق کر کے دکھلایا اور بہت سی باتوں کو چھپا رکھا اور تمہیں وہ چیزیں سکھائیں جنہیں تم اور تمہارے باپ دادا نہیں جانتے تھے تو کہہ دو اللہ ہی نے اتاری تھی پھر انہیں چھوڑ دو کہ اپنی بحث میں کھیلتے رہیں (۹۱)

موسی کی قوم یہ دلیل دے گئی کہ تورات ان کے امراء اور حکمرانوں کے پاس تھی اور ہمارے (قوم) کے پاس پوری طرح نہ دی تو ہم اللہ کو کیا پیش کریں گے لیکن قرآن تو ہمارے ہاتھوں اور گھروں میں ہے لیکن ہم اس کو پڑھتے ہی نہیں جس طرح کہ فارسی میں ایک مثال ہے کہ جو ہمیشہ دنیا میں احمق رہا تو وہ ایمان میں بھی فقیر مرا جب تک لوگ غور و فکر کی قدرت پیدا نہ کریں گے تو معاشرے میں کوئی تبدیلی نہ آئے گی قرآن میں ہے

﴿لَهُۥ مُعَقِّبَٰتٌ مِّنۢ بَيۡنِ يَدَيۡهِ وَمِنۡ خَلۡفِهِۦ يَحۡفَظُونَهُۥ مِنۡ أَمۡرِ ٱللَّهِۗ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوۡمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُواْ مَا بِأَنفُسِهِمۡۗ وَإِذَآ أَرَادَ ٱللَّهُ بِقَوۡمٖ سُوٓءٗا فَلَا مَرَدَّ لَهُۥۚ وَمَا لَهُم مِّن دُونِهِۦ مِن وَالٍ ۝١١﴾ [الرعد: ١١].

ہر شخص حفاظت کے لیے کچھ فرشتے ہیں اس کے آگے اور پیچھے اللہ کے حکم سے اس کی نگہبانی کرتے ہیں بے شک اللہ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنی حالت کو نہ بدلے اور جب اللہ کو کسی قوم کی برائی چاہتا ہے پھر اُسے کوئی نہیں روک سکتا اور اس کے سوا ان کا کوئی مددگار نہیں ہو سکتا (۱۱)

اللہ نے قوم کے بڑوں کے لیے سخت عذاب پیدا کیا ہے جو لوگوں پر مال وجاہ کی خاطر مذاق اڑاتے ہیں اور وہ لوگوں کو دین کے حقائق سے آگاہ نہیں ہونے دیتے قرآن میں ہے

﴿وَكَذَٰلِكَ جَعَلۡنَا فِي كُلِّ قَرۡيَةٍ أَكَٰبِرَ مُجۡرِمِيهَا لِيَمۡكُرُواْ فِيهَاۖ وَمَا يَمۡكُرُونَ إِلَّا بِأَنفُسِهِمۡ وَمَا يَشۡعُرُونَ ۝١٢٣﴾ [الأنعام: ١٢٣].

اور اسی طرح ہر بستی میں ہم نے گناہگاروں کے سردار بنا دیے ہیں تاکہ وہاں اپنے مکر و فریب کا جال پھیلائیں حالانکہ وہ اپنے فریب کے جال میں آپ پھنستے ہیں مگر وہ سمجھتے نہیں (۱۲۳)

اور اس میں بھی ہے

﴿ٱلَّذِينَ يَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ ٱللَّهِ وَيَبۡغُونَهَا عِوَجٗا وَهُم بِٱلۡأٓخِرَةِ كَٰفِرُونَ ۝٤٥﴾ [الأعراف: ٤٥].

جو خدا کی راہ سے روکتے اور اس میں کجی ڈھونڈتے اور آخرت سے انکار کرتے تھے (۴۵)

اہم چیز وہ جس کے لیے توجہ کرنا لازم ہے اور وہ اس میں ہمیشہ غور و فکر نہیں کرتے اس کا سبب راجح اور صحیح ہے لیکن اس زمانے میں سب سے زیادہ غور و فکر غیر اسلامی چیزوں میں ہوتا ہے اگر اکثریت کی اتباع کرنا ہوتا تو ہر

شخص غیر اسلامی چیزوں میں اتباع کرتا اور اندھی تقلید کرتا اور سب مسلمان کفر و شرک میں داخل ہوتے اور یہی چیز ہمارے معاشرے میں ہو رہی ہے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی ذات کے بارے میں توجہ کیجیے کہ وہ ایسے معاشرے میں پیدا ہوئے جہاں بتوں کی پوجا کی جاتی اور ان کے بارے میں سوچا جاتا اس کے باوجود انہوں نے قومی فکر کو چھوڑا اور کائنات اور اپنی ذات میں غور و فکر کرتے صحیح توحید کو پایا اور انہوں نے آباؤاجداد کی اندھی تقلید نہ کی اللہ نے قرآن میں اپنے ہر بندے کے لیے ارشاد فرمایا

﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِۦ عِلْمٌۚ إِنَّ ٱلسَّمْعَ وَٱلْبَصَرَ وَٱلْفُؤَادَ كُلُّ أُو۟لَـٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔولًا ۝٣٦﴾ [الإسراء: ٣٦].

اور جس بات کی تجھے خبر نہیں اس کے پیچھے نہ پڑ بے شک کان اور آنکھ اور دل ہر ایک سے باز پرس ہو گی (٣٦)

جب لوگوں نے اپنے آپ اور دینی کاموں کو گمراہ مرشدوں کے حوالے کیا تو یہ چیز لوگوں کی ذلت اور حقارت کا سبب بنی جب بھی ہم نے دین اور عقیدے کے بارے میں بات کی تو وہ اس سے پہلے والے کلمے کو کہنے لگے کہ ہم پر لازم ہے کہ ہم کسی فقیہ سے یہ چیز سنیں اور ایمان کے بارے میں مشورہ کریں اسی طرح لوگوں نے ایمان اور فقہ کو خلط ملط کر دیا جب سیدنا بلال نے قرآن کی دو آیتیں سنیں تو وہ صحیح توحید تک جا پہنچے جب ہم دین کے پہلے رکن یا دروازے کے بارے میں بات کریں گے جو کہ واجب ہے وہ ایمان اور عقیدے سے ہے اس میں تقلید اور دوسروں کی فقہ کا کوئی دخل نہیں (تھوڑا پانی، برکت والا پانی، فرض کفایہ) اس سے مرشد گمراہ مرشد فلسفانہ مفاہیم کے بارے میں لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں (واجب الوجوب، ممکن الوجوب، وحدۃ الوجود، حرکۃ الجوھری، ممتنع) ان چیزوں میں قرآن کا دور کدھر ہے؟ اور غور و فکر کا وظیفہ کہاں ہے؟ یونانی فلسفہ کی بہت لوگوں نے عرصہ دراز تک تقلید کی شرق سے غرب تک... جب قرآن نازل ہوا تو اس کی روشنی شرق سے غرب تک پھیل گئی اور اس کے مفاہیم آسان تھے اس مشکل مفاہیم سے... جس میں بہت ہیر و پھیر ہیں جب قرآن نے واضح دلائل پر اعتماد کیا جس طرح کائنات اور ذات میں غور و فکر ہے اور قرآن سب لوگوں کے ہاتھ میں ہے کسی خاص گروہ کے لیے نہیں اور نبی نے فلسفے کی تعلیم نہ دی تھی بلکہ اسلام کی تعلیم دی تھی آسان اور واضح منہج پر اکثر صحابہ ان پڑھ اور مختلف ممالک سے تھے اس کے باوجود بھی انہوں نے اسلام کو سمجھا اور ایمان لائے اور اللہ کے کلمے کی بلندی کے لیے جہاد کیا.

آخری وصیت یہ نسل گزشتہ نسلوں سے بہتر ہے سوچ و فکر کے اعتبار سے علم و ثقافت کے زیادہ ہونے کی وجہ سے اور سب لوگ ڈیموکریٹک معاشرے میں رہتے ہیں اور یہ نسل غور و فکر میں اس نتیجے تک پہنچی ہے کہ آخرت کی کامیابی صرف ایک ہی قانون کے ذریعے ہو سکتی ہے جو اللہ کا قانون ہے اس پر ایمان رکھنا بغیر شرک کے اور نیک کام کرنا جیسے نماز روزہ اور یہ کامیابی محنت و جدوجہد سے حاصل ہو گی اور دوسرا قانون معاشرے میں آسان ہے جو

معاشی اور نجی زندگی کا ہے جس میں ایمان کا کھو جانا ہے اس لیے ہم سب گناہوں سے پاکیزگی حاصل کر سکتے ہیں صرف ایک ہی مہینہ محرم میں تعزیت کے جمع غفیر کے ذریعے سر اور سینے پیٹ کر اور رو دھو کر تو بہتر یہی ہے کہ ہم زیادہ غور و فکر کریں اور ہر شخص اپنے صحیح مرجع کی طرف لوٹے جو کہ عقیدہ ہے اور اللہ کے احکام پر یقین رکھنا ہے اور اس مرحلے تک پہنچے جس میں اس کا خالق راضی ہو جائے اور وہ خود بھی مطمئن ہو اور اللہ پر بھروسہ کرے اپنے عقائد کو سب خرافات سے پاک کرے کیا ہم اس مرحلہ تک پہنچے ہیں؟

منتخب آیہ: ﴿وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِي هَٰذَا ٱلْقُرْءَانِ لِلنَّاسِ مِن كُلِّ مَثَلٍۚ وَكَانَ ٱلْإِنسَٰنُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا ﴿٥٤﴾﴾ [الكهف: ٥٤].

اور البتہ تحقیق ہم نے اس قرآن میں ان لوگوں کے لیے ہر ایک مثال کو کئی طرح سے بیان کیا ہے اور انسان بڑا ہی جھگڑالو ہے (۵۴)

ستائیسویں فصل

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ﴿٥﴾ ٱهْدِنَا ٱلصِّرَٰطَ ٱلْمُسْتَقِيمَ ﴿٦﴾﴾ [الفاتحة: ٥-٦].

ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں (۵) ہمیں سیدھا راستہ دکھا (٦)

ہر مسلمان چھوٹی عمر سے اس آیت کو پڑھتے ہوئے سنا اور نماز پڑھتے ہوئے اس کو دھراتا ہے اس آیت کی پہلی قسم میں اللہ کی عبودیت کا اعتراف کرتے ہیں اور اس سے حاجات مانگتے ہیں اور دوسری قسم میں سیدھے راستے کی ہدایت مانگتے ہیں جو آگے والی آیت میں ہے

﴿فَٱسۡتَمۡسِكۡ بِٱلَّذِيٓ أُوحِيَ إِلَيۡكَۖ إِنَّكَ عَلَىٰ صِرَٰطٖ مُّسۡتَقِيمٖ ٤٣ وَإِنَّهُۥ لَذِكۡرٞ لَّكَ وَلِقَوۡمِكَۖ وَسَوۡفَ تُسۡـَٔلُونَ ٤٤﴾ [الزخرف: ٤٣-٤٤].

پھر آپ مضبوطی سے پکڑیں اسے جو آپ کی طرف وحی کیا گیا ہے بے شک آپ سیدھے راستہ پر ہیں (۴۳) اور بے شک وہ (قرآن) آپ کے لیے اور آپ کی قوم کے لیے ایک نصیحت ہے اور تم سب سے اسکی بازپرس ہو گی (۴۴)

اللہ نے نبی کو اس آیت میں فرمایا کہ سیدھی راہ اور ھدایت صرف قرآن کی اتباع کرنے میں ہے نہ کہ کسی غیر کی اتباع کلام میں تو علم اور فلسفے کا طلب کرنا اس وقت ہو گا جب انسان کا ایمان صحیح اور مضبوط ہو گا کیوں کہ اس وقت اس کو آزمائشیں در پیش ہوں گی جس طرح کہ بیماری اور غربت میں ... یا مال و دولت اور یونیورسٹیوں کی نجاح والی ڈگری میں انسان جانتا ہے کہ یہ اللہ کی طرف سے ہیں اور أجر بھی اسی کے پاس ہے اس لیے آزمائش میں بھی اللہ پر توکل کرے

﴿الٓمٓ ١ أَحَسِبَ ٱلنَّاسُ أَن يُتۡرَكُوٓاْ أَن يَقُولُوٓاْ ءَامَنَّا وَهُمۡ لَا يُفۡتَنُونَ ٢ وَلَقَدۡ فَتَنَّا ٱلَّذِينَ مِن قَبۡلِهِمۡۖ فَلَيَعۡلَمَنَّ ٱللَّهُ ٱلَّذِينَ صَدَقُواْ وَلَيَعۡلَمَنَّ ٱلۡكَٰذِبِينَ ٣﴾ [العنكبوت: ١-٣].

الم (۱) کیا لوگ خیال کرتے ہیں یہ کہنے سے کہ ہم ایمان لائے ہیں چھوڑ دیئے جائیں گے اور ان کی آزمائش نہیں کی جائے گی (۲) اور جو لوگ ان سے پہلے گزر چکے ہیں ہم نے انہیں بھی آزمایا تھا سو اللہ انہیں ضرور معلوم کرے گا جو سچے ہیں اور ان کو بھی جو جھوٹے ہیں (۳)

اب تک ہم نے ایمان اور عقیدے میں بہت گفتگو کر لی ہے تو اب عمل کے بارے میں گفتگو کریں گے کیونکہ اللہ نے ایمان کو عمل کے ساتھ ملایا ہے اور اس کو آخرت کی کامیابی کے لیے شرط قرار دیا ہے یعنی (ایمان اور نیک کام)

﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ وَعَمِلُواْ ٱلصَّٰلِحَٰتِ لَهُمۡ أَجۡرٌ غَيۡرُ مَمۡنُونٖ ٨﴾ [فصلت: ٨].

بے شک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام بھی کیے ان کے لیے بے انتہا اجر ہے (۸)

جب کہ ایمان کے معیار جو ذکر کیے تھے وہ چھ تھے.

۱۔ اللہ پر ایمان اور عقیدے میں شرک نہ کرنا کیونکہ شرک ایمان کو ضائع کرتا ہے.

۲۔ فرشتوں پر ایمان ان کے بارے میں زیادتی اور نقصان کے.

۳۔ رسولوں پر ایمان اور نبی پر خاتم النبیین ہونے کی حیثیت سے.

۴۔ آسمانی کتب پر ایمان اور قرآن پر اس حیثیت سے کہ وہ آخری آسمانی کتاب ہے.

۵ ـ اور قیامت اور جنت و جہنم پر

٦ ـ قضاء وقدر اور خیر وشر پر ایمان.

ایمان کی مثال بنک میں اکاؤنٹ کھولنے کی سی ہے اور نیک کام اس میں پیسے ڈالنے کی طرح ہے جب تک ہم میں سے کوئی بھی بنک میں اکاؤنٹ نہیں کھلواتا تو وہ جو کچھ کرے گا تو اس کو کیا فائدہ یعنی کس حساب میں اس کے پیسے ہوں گے اور کس طرح لوگ دعوی کرتے ہیں یہ سب نیک اعمال جنکا قرآن میں ذکر ہے واجب ہیں جن کے چھوڑنے سے انسان گناہ گار ہوتا ہے

☆ **نماز**: یہ ایک وقتی واجب ہے جس کے چوبیس گھنٹوں میں پانچ وقت ہیں اور ہر نماز کے لیے اذان اور اقامت ہے یہ ایک ہی عمل جو کسی بھی انسان سے سفر وحضر حتی کہ مرض کی حالت میں بھی ساکت نہیں اور یہ وہ عبادت ہے جو سب انسانوں پر واجب ہے آدم سے لے کر سب رسولوں پر مختلف طریقوں سے جاری رہی لیکن بڑے افسوس کے ساتھ آسمانی کتب میں تحریف کی وجہ سے یہ کام چھوٹ گیا لیکن اسلام میں نماز ایک مکمل عمل ہے ذکر اور کیفیت کی حیثیت سے ان آیتوں میں غور کریں

﴿قَالُواْ يَٰشُعَيۡبُ أَصَلَوٰتُكَ تَأۡمُرُكَ أَن نَّتۡرُكَ مَا يَعۡبُدُ ءَابَآؤُنَآ أَوۡ أَن نَّفۡعَلَ فِيٓ أَمۡوَٰلِنَا مَا نَشَٰٓؤُاْۖ إِنَّكَ لَأَنتَ ٱلۡحَلِيمُ ٱلرَّشِيدُ ۝٨٧﴾ [هود: ٨٧].

انہوں نے کہا اے شعیب کیا تیری نماز تجھے یہی حکم دیتی ہے کہ ہم ان چیزوں کو چھوڑ دیں جنہیں ہمارے باپ باپ دادا پوجتے تھے یا اپنے مالوں میں اپنی خواہش کے مطابق معاملہ نہ کریں بے شک تو البتہ بردبار نیک چلن ہے (۸۷)

﴿وَٱذۡكُرۡ فِي ٱلۡكِتَٰبِ إِسۡمَٰعِيلَۚ إِنَّهُۥ كَانَ صَادِقَ ٱلۡوَعۡدِ وَكَانَ رَسُولٗا نَّبِيّٗا ۝٥٤ وَكَانَ يَأۡمُرُ أَهۡلَهُۥ بِٱلصَّلَوٰةِ وَٱلزَّكَوٰةِ وَكَانَ عِندَ رَبِّهِۦ مَرۡضِيّٗا ۝٥٥﴾ [مريم: ٥٤-٥٥].

اور کتاب میں اسماعیل کا بھی ذکر کر بے شک وہ وعدہ کا سچا اور بھیجا ہوا پیغمبر تھا (۵۴) اور اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم کرتا تھا اور وہ اپنے رب کے ہاں پسندیدہ تھا (۵۵)

﴿قَالَ إِنِّي عَبۡدُ ٱللَّهِ ءَاتَىٰنِيَ ٱلۡكِتَٰبَ وَجَعَلَنِي نَبِيّٗا ۝٣٠ وَجَعَلَنِي مُبَارَكًا أَيۡنَ مَا كُنتُ وَأَوۡصَٰنِي بِٱلصَّلَوٰةِ وَٱلزَّكَوٰةِ مَا دُمۡتُ حَيّٗا ۝٣١﴾ [مريم: ٣٠-٣١].

کہا بے شک میں اللہ کا بندہ ہوں مجھے اس نے کتاب دی ہے اور مجھے نبی بنایا ہے (۳۰) اور مجھے بابرکت بنایا ہے جہاں کہیں ہوں اور مجھے کو نماز اور زکواۃ کی وصیت کی ہے جب تک میں زندہ ہوں (۳۱)

﴿وَإِذۡ أَخَذۡنَا مِيثَٰقَ بَنِيٓ إِسۡرَٰٓءِيلَ لَا تَعۡبُدُونَ إِلَّا ٱللَّهَ وَبِٱلۡوَٰلِدَيۡنِ إِحۡسَانٗا وَذِي ٱلۡقُرۡبَىٰ وَٱلۡيَتَٰمَىٰ وَٱلۡمَسَٰكِينِ وَقُولُواْ لِلنَّاسِ حُسۡنٗا وَأَقِيمُواْ ٱلصَّلَوٰةَ وَءَاتُواْ ٱلزَّكَوٰةَ ثُمَّ تَوَلَّيۡتُمۡ إِلَّا قَلِيلٗا مِّنكُمۡ وَأَنتُم مُّعۡرِضُونَ ۝٨٣﴾ [البقرة: ٨٣].

اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ اور رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں سے اچھا سلوک کرنا اور لوگوں سے اچھی بات کہنا اور نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ دینا پھر سوائے چند آدمیوں کے تم میں سے سب منہ موڑ کر پھر گئے (۸۳)

﴿وَنَجَّيۡنَٰهُ وَلُوطًا إِلَى ٱلۡأَرۡضِ ٱلَّتِي بَٰرَكۡنَا فِيهَا لِلۡعَٰلَمِينَ ٧١ وَوَهَبۡنَا لَهُۥٓ إِسۡحَٰقَ وَيَعۡقُوبَ نَافِلَةٗۖ وَكُلّٗا جَعَلۡنَا صَٰلِحِينَ ٧٢ وَجَعَلۡنَٰهُمۡ أَئِمَّةٗ يَهۡدُونَ بِأَمۡرِنَا وَأَوۡحَيۡنَآ إِلَيۡهِمۡ فِعۡلَ ٱلۡخَيۡرَٰتِ وَإِقَامَ ٱلصَّلَوٰةِ وَإِيتَآءَ ٱلزَّكَوٰةِۖ وَكَانُواْ لَنَا عَٰبِدِينَ ٧٣﴾ [الأنبياء: ٧١-٧٣].

اور ہم اسے اور لوُط کو بچا کر اس زمین کی طرف لے آئے جس میں ہم نے جہان کے لیے برکت رکھی ہے (۷۱) اور ہم نے اسے اسحاق بخشا اور انعام میں یعقوب دیا اور سب کو نیک بخت کیا (۷۲) اور ہم نے انہیں پیشوا بنایا جو ہمارے حکم سے رہنمائی کیا کرتے تھے اور ہم نے انہیں اچھے کام کرنے اور نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے کا حکم دیا تھا اور وہ ہماری ہی بندگی کیا کرتے تھے (۷۳)

☆**زکوۃ:** یہ دوسرا واجب جو قرآن میں ذکر ہوا ہے اور ہمیشہ نماز کے ساتھ ملا رہا ہے ﴿أَقِيمُواْ ٱلصَّلَوٰةَ وَءَاتُواْ ٱلزَّكَوٰةَ﴾ اور یہ مسلمان کی حاجت سے زائد مال پر واجب ہے جو اس کے خرچ وخوراک سے زیادہ ہو اور جو زکوۃ ادا نہ کریں وہ عقاب وسزا کے مستحق ہیں یاد رکھیں کہ خمس مال تجارت اس سے متعلق نہیں اور بڑے افسوس کے ساتھ کچھ لوگ دین کے لباس میں حلال وحرام کرتے ہیں اور تجارت پر خمس لازم کرتے ہیں اور لوگوں سے دین کے نام پر مال لیتے ہیں جس طرح آپ جانتے ہیں کہ زکوۃ ربع العشر اس مال سے جس پر زکوۃ لازم ہے وہ آٹھ نام جو سورۃ التوبہ کی آیت میں ہیں ((التوبۃ- ٦٠))

☆**روزہ:** اور یہ ہر مسلمان پر رمضان کے مہینے میں واجب ہے

☆**حج:** ہر اس مسلمان پر زندگی میں ایک بار واجب ہے جو اسکی قدرت رکھتا ہو کچھ ایسے کام جو ہم پر خاص اوقات میں واجب ہوتے ہیں جیسے جہاد، جمعہ اور پانچ وقت کی امامت ہے جمعہ میں وقت کا ایک ہونا ضروری ہے جب کہ خمس صرف کنز یا مال غنیمت میں ہوتا ہے نہ کہ مال تجارت میں یا کچھ مستحب کاموں میں... اس کے چھوڑنے والے کو عقاب نہ ہوگا جیسا ہم بیان کر چکے ہیں اللہ نے ارکان ایمان کے معیار کو معین کیا ہے تاکہ کوئی انسان بھی ایمان کو اختیار کرنے میں غلطی نہ کرے اس طرح نیک کام کے معیار کی تمیز کو ذکر کیا اور وہ یہ کہ عمل خالص اللہ کے لیے ہو یعنی جو عمل بھی قرآن کی روشنی سے نکلے گا وہ مرفوض ہوگا اور اس کے لیے اللہ کی رضا ضروری ہے جو قرآن پر ایمان رکھتا ہے اس کی رسالت پر نہیں یا جو کچھ آیتوں پر ایمان رکھتا ہے اور کچھ پر نہیں تو قرآن کی تائید کا اعتقاد بھی درست نہیں ایمان کے ارکان باریک بینی سے ذکر ہوئے عام طور پر قرآن نیک اعمال کو کلی یا جزئی طور پر ذکر کرتا ہے جیسے وضو کی مثال... کچھ نیک اعمال قرآن میں مجمل ذکر ہوئے لیکن اس کی تفسیر حدیث نے کی.. جیسا کہ نماز کا طریقہ، رکعتوں کی تعداد اس لیے قرآن نے لوگوں سے نبی کی کامل اتباع کا حکم دیا یعنی کہ ہر مسلمان پر واجب ہے کہ وہ ایسے کام کرے جیسے نبی نے کیے اس آیت میں دیکھیے

﴿لَّقَدۡ كَانَ لَكُمۡ فِي رَسُولِ ٱللَّهِ أُسۡوَةٌ حَسَنَةٞ لِّمَن كَانَ يَرۡجُواْ ٱللَّهَ وَٱلۡيَوۡمَ ٱلۡأٓخِرَ وَذَكَرَ ٱللَّهَ كَثِيرٗا ٢١﴾ [الأحزاب: ٢١].

البتہ تمہارے لیے رسول اللہ میں اچھا نمونہ ہے جو اللہ اور قیامت کی امید رکھتا ہے اور اللہ کو بہت یاد کرتا ہے (۲۱)

نبی کی زندگی بندوں کے اعمال میں عملی نمونہ ہے

﴿مَّن يُطِعِ ٱلرَّسُولَ فَقَدۡ أَطَاعَ ٱللَّهَۖ وَمَن تَوَلَّىٰ فَمَآ أَرۡسَلۡنَٰكَ عَلَيۡهِمۡ حَفِيظٗا ٨٠﴾ [النساء: ٨٠].

جس نے رسول کا حکم مانا اس نے اللہ کا حکم مانا اور جس نے منہ موڑا تو ہم نے تجھے ان پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجا (۸۰)

رسول کی اطاعت اللہ کی اطاعت کی طرح ہے

﴿قُلۡ إِن كُنتُمۡ تُحِبُّونَ ٱللَّهَ فَٱتَّبِعُونِي يُحۡبِبۡكُمُ ٱللَّهُ وَيَغۡفِرۡ لَكُمۡ ذُنُوبَكُمۡۚ وَٱللَّهُ غَفُورٞ رَّحِيمٞ ٣١﴾ [آل‌عمران: ٣١]

کہہ دو اگر تم اللہ کی محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو تاکہ تم سے اللہ محبت کرے اور تمہارے گناہ بخشے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے (۳۱)

گزشتہ آیتوں میں ذکر ہوا ہے کہ اللہ نے آپ کی اتباع کا معیار عمل کے قبول کرنے کے لیے بنایا ہے اللہ اور رسول کی معرفت مصدر کی حیثیت سے جو کہ نیک کام کے لیے ہے اور ہر مسلمان پر واجب ہے کہ عملی زندگی میں نبی کی اتباع کرے لیکن ایمان اور عقیدہ میں غور و فکر کرنا ہر مسلمان پر لازم ہے تو ہم پر واجب ہے کہ ہم سب اعمال کا مراقبہ کریں سیرت کی کتابوں کے ذریعے ... کتابوں اور انٹرنیٹ کے ذریعے سے اطلاع حاصل کرنا اس بات کی دلیل نہیں کہ اس دوران علماء کی اندھی تقلید کی جائے بلکہ اللہ نے قرآن اور سنت کو ہر ایک کے لیے مصدر بنایا ہے کائنات میں آج بہت سارے فرقے ہیں جو حقیقی اسلام کی دعوت دیتے ہیں جیسا کہ کچھ فرقے اس بات کی دعوت دیتے ہیں علی کے الہ ہونے کی.. اور دوسرے غیر اللہ کی شفاعت کی اور واسطے اور تمیز کی۔ ہمارا کام یہ ہے کہ ہم سب اعمال کو صاف طریقے سے کریں جو کہ قرآن کا ہے اور شرک کو چھوڑیں اپنے رب کی رضا حاصل کریں رسول کی اتباع کے ذریعے۔ پکی بات ہے کہ توحید پرستوں کی آراء سے حقیقت کے راستے کی تلاش کے لیے اللہ کا تقوی ذریعہ بنا سکتے ہیں جو ہمیں دھوکہ نہیں دیتا بلکہ توحید کی منزل میں انسان کو مضبوط کرے گا شرک کا چھوڑنا ایمانی عمل میں ضروری ہے یقین کے ساتھ ایمان رکھنا جس پر اعتماد کر سکتے ہیں یہاں تک کہ ہم نے ایمان اور عقیدے میں گفتگو کی یہ ایک دوسرے کی تکمیل کرتے ہیں اس کے بغیر کسی ایک کی تکمیل نہیں ان کا ایک دوسرے کے ساتھ ہونا ضروری ہے جیسا کہ آیا ہے کہ ایمان عمل کی قبولیت کے لیے ضروری ہے اگر ایمان نہ ہوگا تو سب اعمال ضائع ہو جائیں گے اگر ایمان یقین کے ساتھ پکا ہوگا تو مذکورہ ارکان جہنم سے چھٹکارے کا سبب بنیں گے قرآن میں ہے.

﴿هَلۡ يَنظُرُونَ إِلَّآ أَن تَأۡتِيَهُمُ ٱلۡمَلَٰٓئِكَةُ أَوۡ يَأۡتِيَ رَبُّكَ أَوۡ يَأۡتِيَ بَعۡضُ ءَايَٰتِ رَبِّكَۗ يَوۡمَ يَأۡتِي بَعۡضُ ءَايَٰتِ رَبِّكَ لَا يَنفَعُ نَفۡسًا إِيمَٰنُهَا لَمۡ تَكُنۡ ءَامَنَتۡ مِن قَبۡلُ أَوۡ كَسَبَتۡ فِيٓ إِيمَٰنِهَا خَيۡرٗاۗ قُلِ ٱنتَظِرُوٓاْ إِنَّا مُنتَظِرُونَ ١٥٨﴾ [الأنعام: ١٥٨].

یہ لوگ اس کے منتظر ہیں کہ ان کے پاس فرشتے آویں یا تیرا رب آئے یا تیرے رب کی کوئی نشانی آئے جس دن تیرے رب کی کوئی نشانی آئے گی تو کسی ایسے شخص کا ایمان کام نہ آئے گا جو پہلے ایمان نہ لایا ہو یا اس نے ایمان لانے کے بعد کوئی نیک کام نہ کیا ہو کہہ دو انتظار کرو ہم بھی انتظار کرنے والے ہیں (۱۵۸)

منتخب آیۃ: ﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِنَّ كَثِيرًا مِّنَ ٱلْأَحْبَارِ وَٱلرُّهْبَانِ لَيَأْكُلُونَ أَمْوَٰلَ ٱلنَّاسِ بِٱلْبَـٰطِلِ وَيَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ ٱللَّهِ ۗ وَٱلَّذِينَ يَكْنِزُونَ ٱلذَّهَبَ وَٱلْفِضَّةَ وَلَا يُنفِقُونَهَا فِى سَبِيلِ ٱللَّهِ فَبَشِّرْهُم بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ۝٣٤﴾ [التوبة: ٣٤].

اے ایمان والو! بہت سے عالم اور فقیر لوگوں کا مال ناحق کھاتے ہیں اور اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دیجیئے (۳۴)

اٹھائیسویں فصل

اس فصل میں ہم نبی کے صحابہ کے بارے میں گفتگو کریں گے جس طرح کہ نبی نے بعثت کے بعد جب دعوت کا آغاز کیا تو تین سال تک خفیہ طور پر کرتے رہے تو اس مدت میں تقریباً چالیس شخص ایمان لائے اور ان میں سے جو پہلے ایمان لائے اس فترہ میں ان میں خدیجہ بنت خویلد زوجۃ الرسول ، علی بن ابی طالب ، زید بن حارثہ ، ابو بکر صدیق ، عثمان بن عفان دو نوروں والے ، عبد الرحمٰن بن عوف ، سعد بن أبي وقاص ، طلحۃ ، عمار بن یاسر ، بلال الحبشی ، صہیب الرومی ، أبو ذر الغفاری ، جعفر بن أبي طالب ...

اور جب نبی نے ظاہری طور پر اسلام کی دعوت کا اعلان کیا اس وقت مسلمانوں کی تعداد بہت تھی جن میں سے سیدنا حمزہ آپ کے چچا عمر بن الخطاب ، نعیم بن عبد اللہ ، عامر بن فہیرہ ، عبد اللہ بن مسعود ، أبو حذیفہ بن عتبہ ... یہ لوگ جنہوں نے اس فطرہ میں اسلام قبول کیا کبار صحابہ نے عقیدہ اور ایمان پر اللہ کی راہ میں جہاد کیا دس سال مکہ میں دعوت کے بعد آپ نے صحابہ کرام کے ساتھ مدینہ منورہ ہجرت فرمائی اور قرآن نے ان صحابہ کو مھاجرین کا نام دیا اور مدینہ والوں کو انصار کا... مدینہ ہجرت کے بعد اوس وخزرج کے دو قبیلے ایمان لائے جن کے درمیان ایک عرصہ سے جنگ جاری تھی اس طرح مدینہ سے یہودی بھی ایمان لائے مہاجرین اور انصار نے مال ودولت اور اولاد حتی کہ بیویاں بھی اسلام کی کامیابی کے لیے قربان کردیں اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا مہاجرین اور انصار کی شان میں قرآن نے یوں کہا.

﴿وَٱلسَّـٰبِقُونَ ٱلْأَوَّلُونَ مِنَ ٱلْمُهَـٰجِرِينَ وَٱلْأَنصَارِ وَٱلَّذِينَ ٱتَّبَعُوهُم بِإِحْسَـٰنٍ رَّضِىَ ٱللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُواْ عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّـٰتٍ تَجْرِى تَحْتَهَا ٱلْأَنْهَـٰرُ خَـٰلِدِينَ فِيهَآ أَبَدًا ۚ ذَٰلِكَ ٱلْفَوْزُ ٱلْعَظِيمُ ۝١٠٠﴾ [التوبة: ١٠٠].

اور جو لوگ قدیم میں پہلے ہجرت کرنے والوں اور مدد دینے والو ں میں سے اور وہ لوگ جو نیکی میں ان کی پیروی کرنے والے ہیں اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اس سے راضی ہوئےان کے لیے ایسے باغ تیار کیے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں ان میں ہمیشہ رہیں گے یہ بڑی کامیابی ہے (۱۰۰)

اور اس آیت میں اللہ نے مہاجرین اور انصار سے راضی ہوا جنہوں نے اسلام کی زندگی بھر خدمت کی اور اللہ نے ان کو بعد والوں کے لیے بہترین نمونہ بنایا اور قرآن میں ان کی شان میں بہت ذکر ہوا اور ان سب کے لیے جنت کا وعدہ کیا یہ وہ اسلام ہے جس کی نعمت آج تک موجود ہے یہ مہاجرین و انصار کی قربانیوں کا پھل ہے اس آیت میں دیکھیں.

﴿مُّحَمَّدٌ رَّسُولُ ٱللَّهِۚ وَٱلَّذِينَ مَعَهُۥٓ أَشِدَّآءُ عَلَى ٱلۡكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيۡنَهُمۡۖ تَرَىٰهُمۡ رُكَّعٗا سُجَّدٗا يَبۡتَغُونَ فَضۡلٗا مِّنَ ٱللَّهِ وَرِضۡوَٰنٗاۖ سِيمَاهُمۡ فِي وُجُوهِهِم مِّنۡ أَثَرِ ٱلسُّجُودِۚ ذَٰلِكَ مَثَلُهُمۡ فِي ٱلتَّوۡرَىٰةِۚ وَمَثَلُهُمۡ فِي ٱلۡإِنجِيلِ كَزَرۡعٍ أَخۡرَجَ شَطۡـَٔهُۥ فَـَٔازَرَهُۥ فَٱسۡتَغۡلَظَ فَٱسۡتَوَىٰ عَلَىٰ سُوقِهِۦ يُعۡجِبُ ٱلزُّرَّاعَ لِيَغِيظَ بِهِمُ ٱلۡكُفَّارَۗ وَعَدَ ٱللَّهُ ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ وَعَمِلُواْ ٱلصَّٰلِحَٰتِ مِنۡهُم مَّغۡفِرَةٗ وَأَجۡرًا عَظِيمَۢا ٢٩﴾ [الفتح: ٢٩].

محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ آپ کے ساتھ ہیں کفار پر سخت ہیں آپس میں رحم دل ہیں تو انہیں دیکھے گا کہ رکوع و سجود کر رہے ہیں اللہ کا فضل اور اس کی خوشنودی تلاش کرتے ہیں ان کی شناخت ان کے چہروں میں سجدہ کا نشان ہے یہی وصف ان کا تورات میں ہے اور انجیل میں ان کا وصف ہے مثل اس کھیتی کے جس نے اپنی سوئی نکالی پھر اسے قوی کر دیا پھر موٹی ہو گئی پھر اپنے تنے پر کھڑی ہو گئی کسانوں کو خوش کرنے لگی تاکہ اللہ ان کی وجہ سے کفار کو غصہ دلائے اللہ ان میں سے ایمان داروں اور نیک کام کرنے والوں کے لیے بخشش اور اجر عظیم کا وعدہ کیا ہے (۲۹)

بڑے افسوس کے ساتھ آج بعض جہلاء ان کو گالیاں دیتے اور طعن کرتے ہیں کاش انہوں نے قرآن کو پڑھا اور مطالعہ کیا ہوتا تو کبھی یہ نہ کہتے قرآن میں ہے

﴿إِذۡ يَتَلَقَّى ٱلۡمُتَلَقِّيَانِ عَنِ ٱلۡيَمِينِ وَعَنِ ٱلشِّمَالِ قَعِيدٞ ١٧ مَّا يَلۡفِظُ مِن قَوۡلٍ إِلَّا لَدَيۡهِ رَقِيبٌ عَتِيدٞ ١٨﴾ [ق: ١٧-١٨].

جب کہ ضبط کرنے والے دائیں اور بائیں بیٹھیں ہوئے ضبط کرتے جاتے ہیں (۱۷) وہ منہ سے کوئی بات نہیں نکالتا مگر اس کے پاس ایک ہوشیار محافظ ہوتا ہے (۱۸)

اس آیت میں غور کریں جس میں مہاجرین اور انصار کی تعریف کی گئی اور جنہوں نے ان کی اتباع کی (آج کے مسلمان بھی اس میں شامل ہیں)

﴿لِلۡفُقَرَآءِ ٱلۡمُهَٰجِرِينَ ٱلَّذِينَ أُخۡرِجُواْ مِن دِيَٰرِهِمۡ وَأَمۡوَٰلِهِمۡ يَبۡتَغُونَ فَضۡلٗا مِّنَ ٱللَّهِ وَرِضۡوَٰنٗا وَيَنصُرُونَ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥٓۚ أُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلصَّٰدِقُونَ ٨ وَٱلَّذِينَ تَبَوَّءُو ٱلدَّارَ وَٱلۡإِيمَٰنَ مِن قَبۡلِهِمۡ يُحِبُّونَ مَنۡ هَاجَرَ إِلَيۡهِمۡ

وَلَا يَجِدُونَ فِي صُدُورِهِمۡ حَاجَةٗ مِّمَّآ أُوتُواْ وَيُؤۡثِرُونَ عَلَىٰٓ أَنفُسِهِمۡ وَلَوۡ كَانَ بِهِمۡ خَصَاصَةٞۚ وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفۡسِهِۦ فَأُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلۡمُفۡلِحُونَ ٩ وَٱلَّذِينَ جَآءُو مِنۢ بَعۡدِهِمۡ يَقُولُونَ رَبَّنَا ٱغۡفِرۡ لَنَا وَلِإِخۡوَٰنِنَا ٱلَّذِينَ سَبَقُونَا بِٱلۡإِيمَٰنِ وَلَا تَجۡعَلۡ فِي قُلُوبِنَا غِلّٗا لِّلَّذِينَ ءَامَنُواْ رَبَّنَآ إِنَّكَ رَءُوفٞ رَّحِيمٌ ١٠﴾ [الحشر: ٨-١٠].

وہ مال وطن چھوڑنے والے مفلسوں کے لیے بھی ہے جو اپنے گھروں اور مالوں سے نکالے گئے اللہ کا فضل اس کی رضامندی چاہتے ہیں اور وہ اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں یہی سچے (مسلمان) ہیں (۸) اور وہ (مال) ان کے لیے بھی ہے کہ جنہوں نے ان سے پہلے (مدینہ میں) گھر اور ایمان حاصل کر رکھا ہے جو ان کے پاس وطن چھوڑ کر آتا ہے اس سے محبت کرتے ہیں اور اپنے سینوں میں اس کی نسبت کوئی خلش نہیں پاتے جو مہاجرین کو دیا جائے اور وہ اپنی جانوں پر ترجیح دیتے ہیں اگرچہ ان پر فاقہ ہو اور جو اپنے نفس کے لالچ سے بچایا جائے پس وہی لوگ کامیاب ہیں (۹) اور ان کے لیے بھی جو مہاجرین کے بعد آئے (اور) دعا مانگا کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں اور ہمارے ان بھائیوں کو بخش دے جو ہم سے پہلے ایمان لائے ہیں اور ہمارے دلوں میں ایمانداروں کی طرف سے کینہ قائم نہ ہونے پائے اے ہمارے رب بے شک تو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے (۱۰)

پہلی تعریف مہاجرین کے لیے ہے جنہوں نے اپنے وطن اور اولاد کو اللہ کی رضا کی خاطر چھوڑا ہمیشہ اللہ اور اس کے رسول کی کامیابی کے لیے اور وہی سچے لوگ ہیں۔ انصار وہ ہیں جنہوں نے اپنے آپ پر ان کو ترجیح دی اگرچہ وہ ضرورت مند رہے لیکن اپنے مال ودولت کو مہاجرین کے لیے خرچ کیا اور وہی کامیاب ہوئے اور اللہ نے ہماری ذمہ داری کو مسلمانوں کے حق میں بیان فرمایا خاص کر مہاجرین وانصار کے لیے اور ہمارا وظیفہ ان کے لیے دعا و مغفرت کا ہے کیا ہم نے اپنے دلوں میں ان کو عظیم رکھا؟ کیا ہم نے ان کا دفاع کیا اور جو بھی ان کو تہمت لگائے اس کا مقابلہ کیا اب سے ہم پر لازم ہے کہ ہم صحابہ اور تابعین سے سچی محبت رکھیں کیونکہ اللہ ان سے راضی ہوا اور ہم اپنی آنکھیں ان کی اجتہادی غلطیوں میں دھیمی رکھیں کیوں کہ وہ بھی بشر تھے اور ہر بشر خطاوار ہوتا ہے اور بہترین وہ ہیں جو خطاؤں کو توبہ کے ذریعے نیکیوں میں بدل لیتے ہیں تو ہم پر نبی کے منہج کی اتباع لازم ہے اللہ اور رسول کی اتباع میں ہم اپنے آپ کو قیامت کے لیے تیار کریں قرآن میں ہے

﴿تِلۡكَ أُمَّةٞ قَدۡ خَلَتۡۖ لَهَا مَا كَسَبَتۡ وَلَكُم مَّا كَسَبۡتُمۡۖ وَلَا تُسۡـَٔلُونَ عَمَّا كَانُواْ يَعۡمَلُونَ ١٤١﴾ [البقرة: ١٤١].

وہ ایک جماعت تھی جو گزر چکی ان کے لیے ان کے عمل ہیں اور تمہارے لیے تمہارے عمل ہیں اور تم سے ان کے اعمال کی نسبت نہیں پوچھا جائے گا (۱۴۱)

اور وہ جو نبی کے ساتھ تھے اور نبی کی بیویاں امہات المؤمنین ہیں قرآن نے ان کی شان میں یوں بیان کیا

﴿ٱلنَّبِيُّ أَوۡلَىٰ بِٱلۡمُؤۡمِنِينَ مِنۡ أَنفُسِهِمۡۖ وَأَزۡوَٰجُهُۥٓ أُمَّهَٰتُهُمۡۗ وَأُوْلُواْ ٱلۡأَرۡحَامِ بَعۡضُهُمۡ أَوۡلَىٰ بِبَعۡضٖ فِي كِتَٰبِ ٱللَّهِ مِنَ ٱلۡمُؤۡمِنِينَ وَٱلۡمُهَٰجِرِينَ إِلَّآ أَن تَفۡعَلُوٓاْ إِلَىٰٓ أَوۡلِيَآئِكُم مَّعۡرُوفٗاۚ كَانَ ذَٰلِكَ فِي ٱلۡكِتَٰبِ مَسۡطُورٗا ٦﴾ [الأحزاب: ٦].

نبی مسلمانو ں کے معاملہ میں ان سے بھی زیادہ دخل دینے کا حقدار ہے اور اس کی بیویاں ان کی مائیں ہیں اور رشتہ دار اللہ کی کتاب میں ایک دوسرے سے زیادہ تعلق رکھتے ہیں بہ نسبت دوسرے مومنین اور مہاجرین کے مگر یہ کہ تم اپنے دوستوں سے کچھ سلوک کرنا چاہو یہ بات لوح محفوظ میں لکھی ہوئی ہے (٦)

جس طرح ہم اللہ قرآن اور نبی کی عزت پر غیرت کرتے ہیں اسی طرح ہمیں امہات المؤمنین کی عزت پر بھی غیرت کرنا ہو گی (رسول کی بیویاں) اور مہاجرین وانصار اور تابعین اور ہم میں سے ہر ایک پر کسی ملک میں کسی شہر یا کسی گاؤں کے رہنے والے ہوں ان کے لیے رسول کے خلیفوں کی اتباع کرنی ہو گی جس طرح ہم قرآن کی اتباع کرتے ہیں اور عمل میں ہماری اطاعت اللہ اور رسول کے لیے ایسی ہونی چاہیے جیسے مہاجرین وانصار کی تھی اور ہمیں امہات المؤمنین کا ایسے دفاع کرنا چاہیے جیسے ہم اپنی ماں اور بہنوں کا کرتے ہیں اور اس کو اللہ نے سورہ نور کی آیت نمبر پچیس میں ذکر کیا جس میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف کی گئی تہمت کا سکوت اور ان کے دفاع میں نازل ہوئی قرآن میں ہے.

﴿لَّوۡلَآ إِذۡ سَمِعۡتُمُوهُ ظَنَّ ٱلۡمُؤۡمِنُونَ وَٱلۡمُؤۡمِنَٰتُ بِأَنفُسِهِمۡ خَيۡرٗا وَقَالُواْ هَٰذَآ إِفۡكٞ مُّبِينٞ ١٢ لَّوۡلَا جَآءُو عَلَيۡهِ بِأَرۡبَعَةِ شُهَدَآءَۚ فَإِذۡ لَمۡ يَأۡتُواْ بِٱلشُّهَدَآءِ فَأُوْلَٰٓئِكَ عِندَ ٱللَّهِ هُمُ ٱلۡكَٰذِبُونَ ١٣﴾ [النور: ١٢-١٤].

جب تم نے یہ بات سنی تھی تو مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں نے اپنے لوگوں کے ساتھ نیک گمان کیوں نہ کیا اور کیوں نہ کہا کہ یہ صریح بہتان ہے (۱۲) یہ لوگ اس پر چار گواہ کیوں نہ لائے پھر جب وہ گواہ نہ لائے تو اللہ کے نزدیک وہی جھوٹے ہیں (۱۳) اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور دنیا اور آخرت میں اس کی رحمت نہ ہوتی تو اس چرچا کرنے میں تم پر کوئی بڑی آفت پڑتی (۱۴)

اس جدید زمانے میں ہمارا وظیفہ اللہ اور اس کے دین اور اس کے رسول اور نبی کی سب بیویوں اور صحابہ اور تابعین کا دفاع کرنا ہو گا بڑے افسوس کے ساتھ بہت لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ آپ کی وفات کے بعد صحابہ میں اور آپکی بیویوں میں بہت جھگڑا ہوا یہ چیز حقیقت اور تاریخ کے خلاف ہے اور اس پر گزشتہ آیت واضح دلیل ہے آپ کی وفات کے بعد صحابہ اور آپ کی بیویوں نے اپنے جان ومال اسلام کی بلندی کے لیے ختم کیں اور ہم آخر میں صحابہ کرام کا دوستانہ علاقہ ایک نمونہ کے طور پر پیش کرتے ہیں جو آپ کی وفات سے پہلے اور بعد میں تھا یہاں تک کہ ان کے تعلقات کو جوان کے درمیان تھا صحابہ نے جانا... عائشہ بنت أبو بكر (پہلے خلیفہ) یہ نبی کی تیسری بیوی تھیں .. حفصہ بنت عمر بن الخطاب (دوسرے خلیفہ) یہ نبی کی چوتھی بیوی تھیں... رقیہ بنت نبی یہ سیدنا عثمان بن عفان

(تیسرے خلیفہ) اوران کی وفات کے بعد نبی نے اپنی دوسری بیٹی أم کلثوم کی شادی ان سے کی . . . فاطمہ بنت نبی یہ علی بن أبي طالب (چوتھے خلیفہ) کی بیوی تھیں ۔ سیدنا علی کی بیٹی (أم کلثوم) سے سیدنا عمر نے شادی کی• سیدنا عثمان بن عفان تیسرے خلیفہ کے پوتے عبداللہ بن عمر نے سیدنا علی کی پوتی جو چوتھے خلیفہ تھے سے کی فاطمہ بنت الحسین بن علی بن أبو طالب .

اسی طرح سے بہت سے ازدواجی تعلقات جو کہ سیرت کی کتابوں میں بیان ہوئے یہ وہ معلومات ہیں جو أظہر الشّمس ہیں ان حوادث تاریخیہ کو چودہ صدیاں گزر گئیں اور اس سے پہلے کہ ہم کوئی ایسا کلام سنیں کسی شخص کا جس نے صحابہ اور أمھات المؤمنین کو گالیاں دی ہوں کوئی ثبوت نہیں اور ہمارا مرجع ایک ہے جو اللہ کی کتاب قرآن مجید ہے اور اسی میں سچی اور فطری نظر ڈالی جاسکتی ہے

منتخب آیہ: ﴿وَٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ وَهَاجَرُواْ وَجَٰهَدُواْ فِي سَبِيلِ ٱللَّهِ وَٱلَّذِينَ ءَاوَواْ وَّنَصَرُوٓاْ أُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلۡمُؤۡمِنُونَ حَقّٗاۚ لَّهُم مَّغۡفِرَةٞ وَرِزۡقٞ كَرِيمٞ ٧٤﴾ [الأنفال: ٧٦].

اور جو لوگ ایمان لائے اور اپنے گھر چھوڑے اور اللہ کی راہ میں لڑے اور جن لوگوں نے انہیں جگہ دی اور ان کی مدد کی وہی سچے مسلمان ہیں اُن کے لیے بخشش اور عزت کی روزی ہے (۷۴)

انتیسویں فصل

کس لیے ہم ترقی اور بلندی کی طرف نہ بڑھیں باوجود اس کے قدرتی خیرات متوفر ہے جیسے پٹرول، گیس اور دیگر معدنی قوات سرسبز زمین اور کام کرنے والے عوامل . . . اور یہی وہ دلیل ہے جو عقیدہ اور فکر میں بھی ہے اور اس میں بہت ساری مشکلات پیش آئیں جیسا کہ ڈاکٹر شریعتی ۔ اور اس فصل میں ہم اسی موضوع پر گفتگو کریں گے جس طرح کہ آپ جانتے ہیں الرزاق اللہ کی صفات سے ہے جس کا کوئی شریک نہیں کوئی بھی مخلوق اس سے شرک کا دعوی نہیں کرسکتی جس طرح کہ یہ بھی جانتے ہیں کہ بڑی مشکلات سے ہیں جس نے مفکرین کو اب تک مشکل میں ڈالا تو وہ رزق کی ہی مشکل تھی آج لوگ رزق اور روز مرہ معاش کی طلب میں جیسا کہ ربورٹ اور الیکٹرونی مشینری ہے جو صبح سے شام تک رزق کی کمائی ہے اور وہ اس کا شعور نہیں رکھتے اس آنے والی آیت میں غور کریں جس کو اللہ نے اپنے کلام میں بیان فرمایا کہ پوری مخلوقات کا رزق اس کے قبضہ قدرت میں ہے اور انسان کی جدوجہد کا مقصد صرف رزق ہونا چاہیے بلکہ وہ زندگی کا محض ایک وسیلہ ہوا اصل مقصد تک پہنچنے کے لیے

جو ایمان اور نیک کام ہیں مثال کے طور پر اگر انسان اپنے سامنے کھانے کی دس ڈشیں بھر کے رکھتا ہے تو اس کا رزق اس کھانے میں سے وہی ہو گا جو وہ کھائے گا نہ کہ دس کی دس ڈشیں کھا جائے گا اور اسی طرح اگر انسان مہنگا ترین گھر کسی مہنگائی والی جگہ میں خریدتا ہے تو اس کا رزق اس گھر میں اس کی رات نیند کرنا ہو گی (ایک یا دو میٹر کے حصہ میں) اللہ نے قرآن میں ہر انسان کے رزق کی تقدیر کو بتایا اور لوگوں کو حکم دیا کہ رزق کو زندگی کا مقصد نہ بنائیں بلکے وسیلہ بنائیں اللہ کی رضا تک پہنچنے کے لیے ۔ جو لوگ رزق کمانے میں بہت کوشش کرتے ہیں تو اللہ ان کے رزق کو بڑھاتا ہے جیسا کہ قرآن نے یوں بیان کیا کہ کچھ لوگ کالے اور کچھ سفید اور کچھ موٹے کچھ کمزور اور کچھ لمبے کچھ چھوٹے اسی طرح کہ رزق کے مسئلہ میں بھی کچھ امیر اور کچھ غریب ہیں اس آیت میں دیکھیے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

﴿وَإِذَآ أَذَقۡنَا ٱلنَّاسَ رَحۡمَةٗ فَرِحُواْ بِهَاۖ وَإِن تُصِبۡهُمۡ سَيِّئَةُۢ بِمَا قَدَّمَتۡ أَيۡدِيهِمۡ إِذَا هُمۡ يَقۡنَطُونَ ٣٦ أَوَ لَمۡ يَرَوۡاْ أَنَّ ٱللَّهَ يَبۡسُطُ ٱلرِّزۡقَ لِمَن يَشَآءُ وَيَقۡدِرُۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَأٓيَٰتٖ لِّقَوۡمٖ يُؤۡمِنُونَ ٣٧﴾ [الروم: ٣٦-٣٧].

اور جب ہم لوگوں کو رحمت کا مزہ چکھاتے ہیں تو اس پر خوش ہو جاتے ہیں اور اگر انہیں ان کے گذشتہ اعمال کے سبب سے دکھ پہنچتا ہے تو فوراً نا امید ہو جاتے ہیں (٣٦) کیا وہ نہیں دیکھتے کہ اللہ جس کے لیے چاہتا ہے رزق کشادہ کرتا ہے اور تنگ کرتا ہے بے شک اس میں ایمان لانے والوں کے لیے نشانیاں ہیں (٣٧)

اللہ نے اس آیت میں تاکید فرمائی کہ رزق صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے کوئی انسان بھی اس وقت تک نہ مرے گا یہاں تک کہ اس کا رزق مکمل نہ ہو جائے ﴿لَا نَسۡـَٔلُكَ رِزۡقٗاۖ نَّحۡنُ نَرۡزُقُكَ﴾ انسان کا اصلی مقصد اللہ کی معرفت اور اس کی عبادت ہے لیکن اس کو چھوڑ کر رزق کی تلاش کو مقصد بنایا گیا یہ واضح بات ہے کہ انسان اپنی زندگی میں کشمکش کی حالات میں گزارتا ہے جس طرح کہ خوشی و غم انعامات ، تکلیفیں اور مصائب ۔ یقین کریں کہ زندگی میں جو باقی ہے گزر جائے گا آئے گا جس طرح باقی تھا کیا یہ معقول ہے کہ ہم اس رزق کو ہدف بنائیں جس کی ذمہ داری اللہ کے پاس ہے ہمارے اور مخلوقات کے لیے اور ہم اس سے غافل ہیں قرآن میں ہے

﴿وَلَا تَمُدَّنَّ عَيۡنَيۡكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعۡنَا بِهِۦٓ أَزۡوَٰجٗا مِّنۡهُمۡ زَهۡرَةَ ٱلۡحَيَوٰةِ ٱلدُّنۡيَا لِنَفۡتِنَهُمۡ فِيهِۚ وَرِزۡقُ رَبِّكَ خَيۡرٞ وَأَبۡقَىٰ ١٣١ وَأۡمُرۡ أَهۡلَكَ بِٱلصَّلَوٰةِ وَٱصۡطَبِرۡ عَلَيۡهَاۖ لَا نَسۡـَٔلُكَ رِزۡقٗاۖ نَّحۡنُ نَرۡزُقُكَۗ وَٱلۡعَٰقِبَةُ لِلتَّقۡوَىٰ ١٣٢﴾ [طه: ١٣١-١٣٢].

اور تو اپنی نظر ان چیزوں کی طرف نہ دوڑا جو ہم نے مختلف قسم کے لوگوں کو دنیاوی زندگی کی رونق کے سامان دے رکھے ہیں تاکہ ہم انہیں اس میں آزمائیں اور تیرے رب کا رزق بہتر اور دیر پا ہے (١٣١) اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم کر اور خود بھی اس پر قائم رہ ہم تجھ سے روزی نہیں مانگتے ہم تجھے روزی دیتے ہیں اور پرہیزگاری کا انجام اچھا ہے (١٣٢)

اور اسی طرح سے

﴿وَمَا مِن دَآبَّةٍ فِي ٱلْأَرْضِ إِلَّا عَلَى ٱللَّهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا ۚ كُلٌّ فِي كِتَٰبٍ مُّبِينٍ ﴿٦﴾﴾ [هود: ٦].

اور زمین پر کوئی چلنے والا نہیں مگر اس کی روزی اللہ پر ہے اور جانتا ہے جہاں وہ ٹھیرتا ہے اور جہاں وہ سونپا جاتا ہے سب کچھ واضح کتاب میں ہے (٦)

اگر انسان اللہ پر ایمان اور نیک کام کو زندگی کا اصل مقصد بنائے اور رزق کی تلاش کو اس کے لیے وسیلہ بنائے تو اللہ پوری کائنات کو اس کا مددگار بنا دے گا اس کے ھدف کی تحقیق میں اور صحیح ایمان وہ ہے جو شرک سے خالی ہو اور نیک کام کا معیار اللہ کی رضا ہے اور اللہ سے وسعت رزق کی درخواست ہے تاکہ اللہ زمین و آسمان کے خزانوں کو مسخر کردے قرآن میں ہے

﴿وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ ٱلْقُرَىٰٓ ءَامَنُوا۟ وَٱتَّقَوْا۟ لَفَتَحْنَا عَلَيْهِم بَرَكَٰتٍ مِّنَ ٱلسَّمَآءِ وَٱلْأَرْضِ وَلَٰكِن كَذَّبُوا۟ فَأَخَذْنَٰهُم بِمَا كَانُوا۟ يَكْسِبُونَ ﴿٩٦﴾ أَفَأَمِنَ أَهْلُ ٱلْقُرَىٰٓ أَن يَأْتِيَهُم بَأْسُنَا بَيَٰتًا وَهُمْ نَآئِمُونَ ﴿٩٧﴾ أَوَ أَمِنَ أَهْلُ ٱلْقُرَىٰٓ أَن يَأْتِيَهُم بَأْسُنَا ضُحًى وَهُمْ يَلْعَبُونَ ﴿٩٨﴾﴾ [الأعراف: ٩٦-٩٨].

اور اگر بستیوں والے ایمان لے آتے اور ڈرتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین سے نعمتوں کے دروازے کھول دیتے لیکن انہوں نے جھٹلایا پھر ہم نے ان کے اعمال کے سبب سے گرفت کی (۹۶) کیا بستیوں والے نڈر ہو چکے ہیں کہ ہماری طرف سے ان پر رات کو عذاب آئے جب وہ سو رہے ہوں (۹۷) یا بستیوں والے اس بات سے نڈر ہو چکے ہیں کہ ان پر ہمارا عذاب دن چڑھے آئے جب وہ کھیل رہے ہوں (۹۸)

اگر آپ کو یاد ہو کہ گزشتہ فصلوں میں کچھ ہم نے کہا کہ اللہ ہی مؤمن وکافر کو رزق دیتا ہے اور دنیاوی نمائشیں جو انسان کو دھوکہ دیتی ہیں لیکن ہمارا مقصد ہے کہ ہم رزق کو اصل مقصد کی تلاش میں وسیلہ بنائیں اللہ کی رضا کے وصول تک... قرآن میں ہے

﴿وَلَوْلَآ أَن يَكُونَ ٱلنَّاسُ أُمَّةً وَٰحِدَةً لَّجَعَلْنَا لِمَن يَكْفُرُ بِٱلرَّحْمَٰنِ لِبُيُوتِهِمْ سُقُفًا مِّن فِضَّةٍ وَمَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُونَ ﴿٣٣﴾ وَلِبُيُوتِهِمْ أَبْوَٰبًا وَسُرُرًا عَلَيْهَا يَتَّكِـُٔونَ ﴿٣٤﴾ وَزُخْرُفًا ۚ وَإِن كُلُّ ذَٰلِكَ لَمَّا مَتَٰعُ ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا ۚ وَٱلْءَاخِرَةُ عِندَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِينَ ﴿٣٥﴾﴾ [الزخرف: ٣٣-٣٥].

اور اگر یہ نہ ہوتا کہ سب لوگ ایک طریقہ کے ہو جائیں گے (کافر) تو جو اللہ کے منکر ہیں انکے گھروں کی چھت اور ان پر چڑھنے کی سیڑھیاں چاندی کی کر دیتے (۳۳) اور ان کے گھروں کے دروازے اور تخت بھی چاندی کے کر دیتے جن پر وہ تکیہ لگا کر بیٹھتے ہیں (۳۴) اور سونے کے بھی اور یہ سب کچھ دنیا کی زندگی کا سامان ہے اور آخرت آپ کے رب کے ہاں پرہیزگاروں کے لیے ہے (۳۵)

حقیقت یہ ہے کہ کہ ہمارا ملک کاٹا ہوا بند ہے باہر کی دنیا کے تمام احکام اور ذرائع مواصلات سے جو کہ دنیا کا اہم ربط ہے جس طرح کہ ٹیلی ویژن اور ریڈیو، میگزین جو کہ ایک خاص گروہ کے اختیار میں ہیں جو شرک اور خرافات کو ان ذرائع مواصلات کے ذریعے پھیلا رہی ہے کوئی مشینری بھی ان کے خلاف ہو گی تو فوراًہی اس کو ختم کر دے گی اور ہمارا ملک ان پابندیوں اور رکاوٹوں سے گزر جائے گا تو یہ سب کے لیے آزادی ہو گی ان کے اظہار خیال کے لیے آزادی ہو گی اور سب ان میں گفتگو کرنے پر قادر ہیں اور بہتری کو اختیار کرنے لیے اور حق تک پہنچنے کے لیے...

منتخب آیۃ: ﴿وَمَن يُشَاقِقِ ٱلرَّسُولَ مِنۢ بَعۡدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ ٱلۡهُدَىٰ وَيَتَّبِعۡ غَيۡرَ سَبِيلِ ٱلۡمُؤۡمِنِينَ نُوَلِّهِۦ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصۡلِهِۦ جَهَنَّمَۖ وَسَآءَتۡ مَصِيرًا ﴿١١٥﴾﴾ [النساء: ١١٥].

اور جو کوئی رسول کی مخالفت کرے بعد اس کے کہ اس پر سیدھی راہ کھل چکی ہو اور سب مسلمانوں کے راستہ کے خلاف چلے تو ہم اسے اسی طرف چلائیں گے جدھر وہ خود پھر گیا ہے اور اسے دوزخ میں ڈالیں اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے (۱۱۵)

تیسویں فصل

خوبصورت خاتمہ

ہم آپکو اس کتاب کے مطالعہ کے تمام ہونے پر مبارکباد کہتے ہیں حقیقت کو جاننے والے یہ بات سمجھتے ہیں کہ گزشتہ دلائل کتاب میں قرآن مجید سے کسی دینی یا اسلامی تعصب سے ہٹ کر تھے اور اس میں کسی دینی تفرقہ بازی کی بناء پر نہیں تھے قرآن میں ہے:

﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ فَرَّقُواْ دِينَهُمۡ وَكَانُواْ شِيَعٗا لَّسۡتَ مِنۡهُمۡ فِي شَيۡءٍۚ إِنَّمَآ أَمۡرُهُمۡ إِلَى ٱللَّهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُم بِمَا كَانُواْ يَفۡعَلُونَ ﴿١٥٩﴾﴾ [الأنعام: ١٥٩].

جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور کئی جماعتیں بن گئے تیرا ان سے کوئی تعلق نہیں ان کا کام اللہ ہی کے حوالے ہے پھر وہی انہیں بتلائے گا جو کچھ وہ کرتے تھے (۱۵۹)

اسلام وحدت کی طرف دعوت دیتا ہے لیکن کچھ مذاہب جو انسانیت کے بنائے ہوئے فرقہ واریت کی طرف بلاتے ہیں اور ہم جانتے ہیں کہ حلال وحرام اللہ ہی داخل کرتا ہے اور ہر عالم کے لیے اپنے مذہب میں رائے کا اختیار ہوتا ہے دین میں پختہ بات قرآن و حدیث کی ہے لیکن مذاہب میں سینکڑوں کتب واحوال ہیں اللہ کا دین ہی اس کائنات میں مکمل طور پر مؤثر ہے اور عقیدے میں تقلید اچھی نہیں غیر اللہ کی ثناء وحمد اللہ کے ساتھ شرک ہے اور دین کے شعائر ثابت ہیں قرآن میں ہے

﴿ وَٱعۡتَصِمُواْ بِحَبۡلِ ٱللَّهِ جَمِيعٗا وَلَا تَفَرَّقُواْ...﴾ [آل‌عمران: ١٠٣].

اور سب مل کر اللہ کی رسی مضبوط پکڑو اور پھوٹ نہ ڈالو ... (۱۰۳)

ختم نبوت کے بعد ہم اس دین کو ٹھیک طور پر پہنچانے کے ذمہ دار ہیں ہم میں ہر فرد یہ جانتا ہے کہ کچھ لوگ حقیقت کے طلب گار ہیں لیکن وہ اندھے تعصّبانہ طریقے پر گامزن ہیں اور ہم پر لازم ہے کہ ہم اس کتاب کو پھیلانے کی کوشش کریں اور دوسروں کو ترغیب دیں کہ یہ اللہ کی نعمتوں کا چھوٹا سا بدلہ ہے آپ کا ارشاد گرامی ہے (جس نے ایک انسان کو گمراہی سے نجات دلائی گویا اس نے پوری کائنات کو نجات دلائی) ہم سب کے سب اپنی فیملی خاندان،

قبیلہ اور دوستوں کے مسؤول ہیں لیکن بڑے افسوس کے ساتھ آج عورتیں آپس کی باتیں کرتی ہیں روز مرہ کے مسائل میں۔ لیکن توحید اور ایمان کی بات کبھی نہیں کرتیں آپ کا ارشاد ہے کہ اگر کوئی عورت جہنم میں جائے گی تو اس کے ساتھ چار مرد جائیں گے اس کا باپ اسکا شوہر اسکے بھائی اور اس کے بیٹے... سوائے اس کے اگر انہوں نے ہدایت کی مسئولیت ادا کی ہو اور اس کو تبلیغ کی ہو یہ بات مردوں کے حق میں سچی ہے اسلام دلوں میں ایمان و اخلاق کے ذریعے داخل ہوتا ہے ہم نے اس کتاب میں ایمان اور اللہ کی طرف دعوت کے بارے میں بہت گفتگو کی لازم ہے کہ دعوت دینے والے کا اخلاق انبیاء کے اخلاق جیسا ہو اور خاص کر ہمارے نبی جیسا ہو سید قطب کا قول ہے... اسلام کو اپنی ذات میں قائم کر لو تو پوری دنیا میں قائم ہو جائے گا اور اگر آپ کے ذہن میں اس مسئلے پر کوئی سوال کھٹکے تو توحید اور توحید والوں کو نہ بھولنا جو ہر زمانہ میں موجود ہیں آپ اپنے سوالوں کے جواب کے لیے تھوڑی سی کوشش کے بعد توحید کو پالوگے اللہ کا شکر ہے جس نے ہم پر ہدایت اور تبلیغ کی مسئولیت ڈالی اللہ سے امید ہے کہ وہ انسانیت کو خرافت اور جہالت سے بچائے جو دوزخ کی طرف دعوت دیتی ہے تھوڑی سی عقلمندی روشنی کے قریب لاتی ہے قرآن میں ہے

﴿ٱلَّذِى خَلَقَنِى فَهُوَ يَهۡدِينِ ۝٧٨ وَٱلَّذِى هُوَ يُطۡعِمُنِى وَيَسۡقِينِ ۝٧٩ وَإِذَا مَرِضۡتُ فَهُوَ يَشۡفِينِ ۝٨٠ وَٱلَّذِى يُمِيتُنِى ثُمَّ يُحۡيِينِ ۝٨١ وَٱلَّذِىٓ أَطۡمَعُ أَن يَغۡفِرَ لِى خَطِيٓـَٔتِى يَوۡمَ ٱلدِّينِ ۝٨٢﴾ [الشعراء: ٧٨-٨٢].

جس نے مجھے پیدا کیا پھر وہی مجھے راہ دکھاتا ہے (۷۸) اور وہ جو مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے (۷۹) اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہی مجھے شفا دیتا ہے (۸۰) اور وہ جو مجھے مارے گا پھر زندہ کرے گا (۸۱) اور وہ جو مجھے امید ہے کہ میرے گناہ قیامت کے دن مجھے بخش دے گا (۸۲)

منتخب آیۃ: ﴿وَمَنۡ أَحۡسَنُ قَوۡلٗا مِّمَّن دَعَآ إِلَى ٱللَّهِ وَعَمِلَ صَٰلِحٗا وَقَالَ إِنَّنِى مِنَ ٱلۡمُسۡلِمِينَ ۝٣٣﴾ [فصلت: ٣٣].

اور اس سے بہتر کس کی بات ہے جس نے لوگوں کو اللہ کی طرف بلایا اور خود بھی اچھے کام کیے اور کہا بے شک میں بھی فرمانبرداروں میں سے ہوں (۳۳)

﴿أَلَيۡسَ ٱللَّهُ بِكَافٍ عَبۡدَهُۥ﴾ [الزمر: ٣٦]. کیا اللہ اپنے بندے کو کافی نہیں؟

السلام علیکم ورحمہ اللہ وبرکاتہ —عبداللہ اردو— بہار ۱۴۲۷ ہجری القمری

منابع:
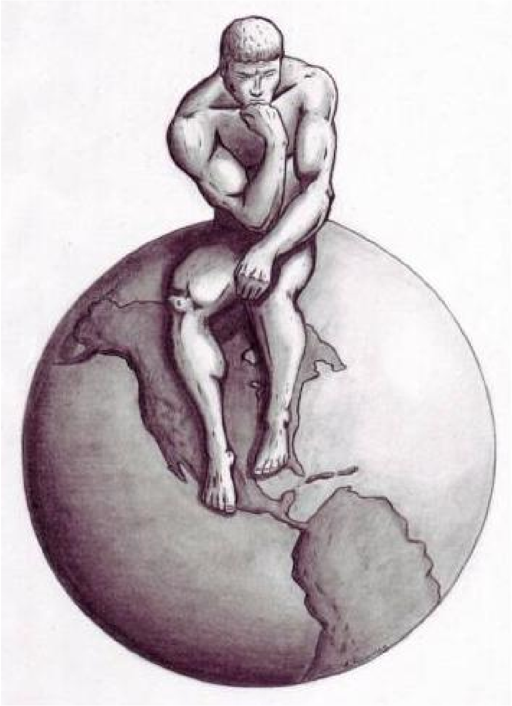
۱- قرآن مجید
۲- قرآن کریم کی چار بنیادی اصطلاحات ۔امام ابوالاعلیٰ مودودی
۳- تفسیر فی ظلال القرآن ۔سید قطب ابراہیم حسین شاذلی
۴- احیاء علوم الدین ۔امام ابو حامد محمد غزالی
5- اور بھی بہت ساری مختلف کتابیں اور ویب سائٹس ہیں جن سے آپ رجوع کر سکتے ہیں.